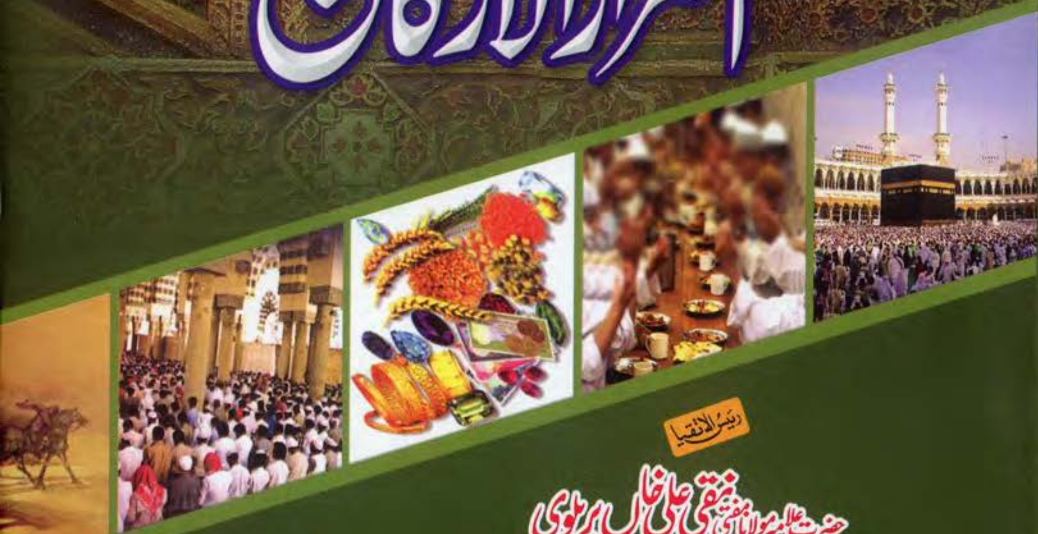
اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی جامع تشریح

جواہر البیان فی اسرار الارکان



رئیس الاتقیا

حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی

متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء

تذکرہ مصنف

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی

متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

والضحیٰ پبلی کیشنز

اسلام کے پانچ بنیادی ارکان کی جامع تشریح

جواہر البیان فی اسرار الارکان

رئیس الاتقیا

حضرت علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی

متوفی ۱۲۹۷ھ/۱۸۸۰ء

تذکرہ مصنف

اعلیٰ حضرت امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی

متوفی ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء

والضحیٰ پبلی کیشنز

سستا ہوٹل داتا دربار مارکیٹ لاہور

0300-7259263,0315-4959263

کتاب	جواہر البیان فی اسرار الارکان
مصنف	رئیس الاتقیا: علامہ مولانا مفتی نقی علی خاں بریلوی
تذکرہ مصنف	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں بریلو
سرورق	اے،ڈی گرافکس
ناشر	**والضحیٰ** پبلی کیشنز، دکان:۹،ستا ہوٹل، دربار مارکیٹ، لاہور
لیگل ایڈوائزر	محمد صدیق الحسنات ڈوگر؛ ایڈووکیٹ ہائی کورٹ
تاریخ اِشاعت	صفر المظفر 1435ھ/دسمبر 2013ء
تعداد	1100
قیمت	220 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ فیضانِ مدینہ؛ مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد 0346-6021452، 0312-6561574

مکتبہ نوریہ رضویہ پبلی کیشنز؛ فیصل آباد، لاہور

دار الاسلام؛ داتا دربار مارکیٹ، لاہور

مکتبہ فیضان مدینہ بھکر۔اوکاڑہ۔لالہ موسیٰ۔جہلم

انوارالاسلام؛ چشتیاں، بہاول نگر

مکتبہ غوثیہ ہول سیل؛ کراچی

رضا بک شاپ؛ گجرات

اِسلامک بک کارپوریشن؛ راول پنڈی

مکتبہ شمس وقمر؛ بھائی چوک، لاہور

مکتبہ قادریہ؛ لاہور، گجرات، کراچی، گوجراں والا

مکتبہ اہل سنت؛ فیصل آباد، لاہور

مکتبہ امام احمد رضا؛ لاہور، راول پنڈی

مکتبہ فیضان غوث، میرپور

ہجویری بک شاپ؛ گنج بخش روڈ، لاہور

ضیاء القرآن پبلی کیشنز؛ لاہور، کراچی

احمد بک کارپوریشن؛ راول پنڈی

مکتبہ برکات المدینہ؛ کراچی

مکتبہ درسِ نظامی؛ پاک پتن شریف

علامہ فضل حق پبلی کیشنز؛ لاہور

فہرستِ مضامین

☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علٰی رسولہ الکریم

مختصر حالات حضرت مصنف علام قدس سرہ الملک المنعام

وہ جناب، فضائل مآب، تاج العلما، راس الفضلا، حامی سنت، ماحی بدعت، بقیۃ السلف، حجۃ الخلف رضی اللہ تعالٰی عنہ و ارضاہ و فی اعلٰی غرفِ الجنان بواہ سلخ جمادی الآخرہ یا غرۂ رجب بارہ سو چھیالیس ہجریہ قدسیہ کو رونق افزائے دار دنیا ہوئے۔ اپنے والد ماجد حضرت مولائے اعظم، حبر غطمطم، فضائل پناہ، عارف باللہ، صاحب کمالات باہرہ وکرامات ظاہرہ حضرت مولانا مولوی محمد رضا علی خاں صاحب روح اللہ روحہ و نور ضریحہ سے اکتساب علوم فرمایا بحمد اللہ منصب شریف علم کا پایہ ذروۂ علیا کو پہنچایا ع راست می گویم ویزداں نہ پسند وجز راست

کہ جو وقت انظار وحدت افکار وفہم صائب ورائے ثاقب حضرت حق جل وعلا نے اُنھیں عطا فرمائی ان دیار وامصار میں اس کی نظیر نظر نہ آئی، فراست صادقہ کی یہ حالت تھی کہ جس معاملہ میں جو کچھ فرمایا وہی ظہور میں آیا۔ عقل معاش ومعاد دونوں کا بروجہ کمال اجتماع بہت کم سنا یہاں آنکھوں دیکھا، علاوہ بریں سخاوت وشجاعت وعلو ہمت وکرم مروت وصدقات خفیہ ومبرّات جلیہ وبلندی اقبال ودبدبہ وجلال وموالات فقرا اور امور میں عدم مبالات بہ اغنیا حکام سے عزلت، رزق موروث پر قناعت وغیر ذٰلک فضائل جلیہ وخصائل جمیلہ کا حال وہی کچھ جانتا ہے جس نے اس جناب کی برکت صحبت سے شرف پایا ہے۔ ع ایں نہ بحریست کہ در کوزۂ تحریر آید

مگر سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ اس ذات گرامی صفات کو خالق عزوجل نے حضرت سلطان رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیۃ کی غلامی وخدمت اور حضور اقدس کے اعدا پر غلظت وشدت کے لیے، بنایا تھا۔ بحمد اللہ ان کے بازوے ہمت وطنطنۂ صولت نے اس شہر کو فتنۂ مخالفین سے یکسر پاک کر دیا، کوئی اتنا نہ رہا کہ سر اٹھائے یا آنکھ ملائے یہاں تک کہ

۲۶ شعبان ۱۲۹۳ کو مناظرۂ دینی کا عام اعلان مسمّٰی بہ نام تاریخی ''اصلاحِ ذاتِ بین'' (۱۲۹۳ھ) طبع کرایا اور سوا مہرِ سکوت یا عار فرار و غوغائے جہال و عجز و اضطرار کے کچھ جواب نہ پایا، فتنہ شش مثل کا شعلہ کہ مدت سے سر بہ فلک کشیدہ تھا اور تمام اقطار ہند میں اہل علم اُس کے اِطفا پر عرق ریز و گرویدہ اُس جناب کی ادنیٰ توجہ میں بحمد اللہ سارے ہندوستان سے ایسا فرو ہوا کہ جب سے کان ٹھنڈے ہیں اہل فتنہ کا بازار سرد ہے۔ خود اُس کے نام سے جلتے ہیں۔ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ خدمت روز ازل سے اس جناب کے لیے ودیعت تھی، جس کی قدرے تفصیل رسالہ ''تنبیہ الجہال بالہام الباسط المتعال'' میں مطبوع ہوئی۔ ع و ذٰلك فضل الله يؤتيه من يشاءُ۔

تصانیف شریفہ اس جناب کی سب علوم دین میں ہیں، نافع مسلمین و دافع مفسدین والحمد للہ رب العالمین۔ ازاں جملہ ''الکلام الاوضح فی تفسیر سورۃ الم نشرح'' کہ مجلد کبیر ہے۔

علوم کثیرہ پر مشتمل ''وسیلۃ النجاۃ'' جس کا موضوع ذکر حالات سید کائنات ہے صلی اللہ علیہ وسلم۔ مجلد وسیط ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' کہ مطبع نول کشور میں چھپی اور یہ کتاب مستطاب ''جواہر البیان فی اسرار الارکان'' جس کی خوبی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ ع

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تانہ چشی

فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے صرف اس کے ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمّٰی بہ ''زواہر الجنان من جواہر البیان'' بہ نام تاریخی ''سلطنۃ المصطفیٰ فی ملکوت کل الوریٰ'' تالیف کیا۔

''اصول الرشاد لقمع مبانی الفساد'' جس میں وہ قواعد ایضاح و اثبات فرمائے جن کے بعد نہیں مگر سنت کو قوت اور بدعت نجدیہ کو موت حسرت۔

''ہدایۃ البریہ الی الشریعۃ الاحمدیہ'' کہ دس فرقوں کا رد ہے۔ یہ کتابیں مطبع صبح صادق، سیتاپور میں منطبع ہوئیں۔

''اذاقۃ الاثام لمانعی عمل المولد والقیام'' کہ اپنی شان میں اپنا نظیر نہیں رکھتی اور

ان شاء اللہ العزیز عن قریب شائع ہوں گی۔ (پہلی بار مطبع اہل سنت میں طبع ہوئی اور شائع ہو چکی، مدت سے ایک نسخہ بھی باقی نہ رہا، اب ان شاء اللہ دوبارہ طبع ہو کر شائع ہوگی)

''فضل العلم والعلما'' ایک مختصر رسالہ کہ بریلی میں طبع ہوا۔

''ازالۃ الاوہام'' ردنجدیہ، ''تزکیۃ الایقان ردتقویۃ الایمان'' کہ عشرہ کاملہ زمانہ حضرت مصنف قدس سرہ میں تبییض پا چکا۔

''الکواکب الزہرا فی فضائل العلم وآداب العلما'' جس کی تخریج احادیث میں فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ نے رسالہ ''النجوم الثواقب فی تخریج احادیث الکواکب'' لکھا۔

''الروایۃ الرویۃ فی الاخلاق النبویہ''، ''النقادۃ التقویہ فی الخصائص النبویہ''، ''لمعۃ النیراس فی آداب الاکل واللباس''، ''التمکن فی تحقیق مسائل التزین''، ''احسن الوعا لآداب الدعا''، ''خیر المخاطبہ فی المحاسبۃ والمراقبہ''، ''ہدایۃ المشتاق الی سیر الانفس والآفاق''، ''ارشاد الاحباب الی آداب الاحتساب''، ''اجمل الفکر فی مباحث الذکر''، ''عین المشاہدہ لحسن المجاہدہ''، ''تشوق الاواہ الی طرق محبۃ اللہ''، ''نہایۃ السعادہ فی تحقیق الہمۃ والارادہ''، ''اقوی الذریعہ الی تحقیق الطریقۃ والشریعہ''، ''ترویح الارواح فی تفسیر سورۃ الانشراح''؛ ان پندرہ رسائل مابین وجیز ووسیط کے مسودات موجود ہیں جن کی تبییض کی فرصت حضرت مصنف قدس سرہ نے نہ پائی۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہٗ کا قصد ہے کہ انھیں صاف کر کے ایک مجلد میں طبع کرائے ان شاء اللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ ع کہ حلوا بہ تنہا نبایست خورد

ان کے سوا اور تصانیف شریفہ کے مسودے بستوں میں ملتے ہیں، مگر منتشر، جن کے اجزا اول آخر یا وسط سے گم ہیں ان کے بارہ میں حسرت ومجبوری ہے۔

غرض عمر اس جناب کی ترویج دین وہدایت مسلمین ونکات اعدا، حمایت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں گزری۔ جزاہ اللہ عن الاسلام والمسلمین خیر جزاءٍ۔ امین!

پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ مطہرہ میں دست حق پرست، حضرت، آقائے نعمت، دریائے رحمت، سید الواصلین، سند الکاملین، قطب اوانہ وامام زمانہ، حضور پرنور سیدنا ومرشدنا مولانا وماوانا ذخرتی لیومی وغدی حضرت سیدنا سید شاہ آل رسول احمدی تاج

دار مسند مارہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارضاہ و افاض علینا من بر کاتہ نعماہ پر شرفِ بیعت حاصل فرمایا۔ حضور پیرومرشد برحق نے مثال خلافت واجازت جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی۔ یہ غلام ناکارہ بھی اُس جلسہ میں اس جناب کے طفیل ان برکات سے شرف یاب ہوا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

چھبیس شوال ۱۲۹۵ھ کو باوجود شدت علالت وقوت ضعف خود حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص طور پر بلانے سے کہ "من رانی فی المنام فقد رانی" (رواہ احمد و البخاری و الترمذی عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عزم زیارت وحج مصمم فرمایا۔ یہ غلام اور چند اصحاب وخدام ہم راہ رکاب تھے ہر چند احباب نے عرض کی کہ علالت کی یہ حالت ہے آئندہ سال پر ملتوی فرمایئے! ارشاد کیا: مدینہ طیبہ کے قصد سے قدم دروازہ سے باہر رکھ لوں، پھر چاہے روح اسی وقت پرواز کر جائے، دیکھنے والے جانتے ہیں کہ تمام مشاہد میں تن درستوں سے کسی بات میں کمی نہ فرمائی۔ بل کہ وہ مرض ہی خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آب خورہ میں دوا عطا فرمانے سے کہ "من رانی فقد رای الحق (رواہ احمد و الشیخان عن ابی قتادۃ رضی اللہ عنہ) حد منع پر نہ رہا۔ وہاں حضرت اجل العلما اکمل الفضلا حضرت مولانا سیّد احمد زین دحلان شیخ الحرم وغیرہ علماے مکہ معظمہ سے مکرر سند حدیث حاصل فرمائی۔

ذی القعدہ روز پنج شنبہ وقت نماز ظہر ۱۲۹۷ ہجریہ قدسیہ کو اکاون برس پانچ مہینے کی عمر میں بہ عارضۂ اسہال دموی شہادت پا کر شب جمعہ اپنے حضرت والد ماجد قدس سرہ کے کنار میں جگہ پائی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

روز وصال نماز صبح پڑھ لی تھی اور ہنوز وقت ظہر باقی تھا کہ انتقال فرمایا نزع میں سب حاضرین نے دیکھا کہ آنکھیں بند کیے متواتر سلام فرماتے تھے۔ جب چند انفاس باقی رہے ہاتھوں کو اعضاے وضو پر یوں پھیرا گویا وضو فرماتے ہیں۔ یہاں تک کہ استنشاق بھی فرمایا۔ سبحان اللہ! وہ اپنے طور پر حالت بے ہوشی میں نماز ظہر بھی ادا فرما گئے۔ جس وقت روح پرفتوح نے جدائی فرمائی فقیر سرہانے حاضر تھا۔ واللہ العظیم ایک نورِ ملیح علانیہ نظر آیا کہ

سینہ سے اٹھ کر برق تابندہ کی طرح چہرہ پر چمکا اور جس طرح لمعان خورشید آئینہ میں جنبش کرتا ہے یہ حالت ہو کر غائب ہو گیا، اس کے ساتھ ہی روح بدن میں نہ تھی۔ پچھلا کلمہ کہ زبان فیض ترجمان سے نکلا لفظ اللہ تھا و بس۔ اور اخیر تحریر کہ دست مبارک سے ہوئی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تھی کہ انتقال سے دو روز پہلے ایک کاغذ پر لکھی تھی۔ بعدہٗ فقیر نے حضور پیرو مرشد برحق رضی اللہ عنہ کو رویا میں دیکھا کہ حضرت والد قدس سرہ الماجد کے مرقد پر تشریف لائے ،غلام نے عرض کی: حضور یہاں کہاں؟ اَوْ لَفْظاً هٰذَا مَعْنَاهُ فرمایا: آج سے، یا فرمایا: اب سے ہم یہیں رہا کریں گے۔ رحمهما اللّٰه تعالٰی رحمة واسعة

ذهب الذين يعاش في اكنافهم وبقيت في ناس كجلد الاجرب
ليهن رعاع الناس و ليفرح الجهل فبعدك لا يرجو البقا من له عقل

اللّٰهم ارحمهما و ارض عنهما و اكرم نزلهما و افض علينا من بركاتهما۔ امين برحمتك يا ارحم الراحمين و صلى اللّٰه تعالٰى على سيدنا و مولٰنا محمد و اله و صحبه اجمعين۔ امين۔

فقیر غفرلہ نے چند سجع اُس جناب کی تواریخ ولادت باسعادت و وصال خیر مآل میں ملہم غیب سے پائے جن میں التزام ہے کہ باوجود انتظام سلسلۂ عبارت ہر فقرہ ایک مستقل جملہ ہو جو کسی طرف تعلق عطف بھی نہ رکھتا ہو جس کے سبب جو پارہ چاہیے تنہا محل تاریخ میں سنا یئے کہ تعداد مواد کا سچا محصل یہی ہے۔ اس کے ساتھ یہ اہتمام بھی رہا کہ تکمیل عدد کو لفظ حشو نہ بڑھا۔ بعض مادے یہاں صفحہ قرطاس پر جلوہ فزا:

تواریخ ولادت

جاء ولي نقي الثياب علي الشان (۱۲۴۶)

رضي الاحوال بهيّ المكان (۱۲۴۶)

هوا جل محققي الافاضل (۱۲۴۶)

شهاب المدققين الاماثل (۱۲۴۶)

قمر فی برج الشرف (۱۲۴۶)

بریٔ من الخسوف والکلف (۱۲۴۶)

افضل سبّاق العلماء (۱۲۴۶)

اقدم حذّاق الکرما (۱۲۴۶)

تواریخ وفات

کان نہایۃ جمع العظما (۱۲۹۷)

خاتم اجلۃ الفقہا (۱۲۹۷)

امین اللّٰہ فی الارض ابدا (۱۲۹۷)

ان فقد فتلک کلمۃ بہا یہتدٰی (۱۲۹۷)

ان موتۃ العالم موتۃ العالم (۱۲۹۷)

وفاۃ عالم الاسلام ثلمۃ فی جمع الانام (۱۲۹۷)

خلل فی باب العباد لا ینسد الٰی یوم القیام (۱۲۹۷)

یا غفور (۱۲۹۷)

کمل لہ ثوابک یوم النشور (۱۲۹۷)

امنحہ جنۃ اعدت للمتقین (۱۲۹۷)

صلی اللّٰہ تعالٰی علی سیدنا محمد و الہ و اہلہ اجمعین (۱۲۹۷)

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا المحمدی

السنی الحنفی القادری البرکاتی البریلوی

غفر اللّٰہ لہ و حقق املہ۔ امین

تعارف کتاب

ڈاکٹر محمد حسن
(ریسرچ سکالر شعبۂ اردو بریلی کالج، بریلی)

ان ارکان اسلام پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے اور لکھا جارہا ہے لیکن مولانا نقی علی خاں بریلوی کی تصنیف لطیف ''جواہر البیان فی اسرار الارکان'' اس موضوع پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے جس میں ارکان اربعہ کے علاوہ آداب دعا، اسم اعظم، اوقات اجابت، تدبیر سفر و اعمال قضائے حاجات وغیرہ موضوعات پر تفصیلی بحث کی گئی ہے۔

مولانا نقی علی خاں رضی اللہ عنہ کی یہ کتاب علم و حکمت، عرفان بصیرت اور تصوف کے بیش بہا خزانے سے مالا مال ہے، مولانا نے اس کتاب میں شریعت مطہرہ کے رموز و نکات کو اپنی فہم و دانش سے بیان کیا ہے آپ کا اسلوب بیان منفرد اور دل نشیں ہے۔ دلائل کے ساتھ مشکل مسائل حل کر دیئے ہیں۔ یہ کتاب مذہبی اور علمی رموز و نکات کا خزانہ ہے اس کا ثبوت یہ ہے کہ مولانا نقی علی خاں کے خلف اکبر اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا خاں رضی اللہ عنہ نے اس کتاب کے صرف ڈھائی صفحات کی تشریح میں ایک ضخیم کتاب موسومہ ''سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت الوریٰ'' ۱۲۹۷ھ/ ۱۸۷۹ء تصنیف کی۔ امام احمد رضا اس کتاب کی شرح کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

> ''فقیر غفرلهٗ تعالیٰ نے صرف ڈھائی صفحوں کی شرح میں ایک رسالہ مسمیٰ بہ زواھر الجنه من جواهر البیان ملقب بنام تاریخی ''سلطنت مصطفیٰ فی ملکوت الوریٰ'' (۱۲۹۷ھ/۱۸۷۹ء) تالیف کیا۔'' (اختتامیہ جواہر البیان صفحہ ۲۰۲ از امام احمد رضا مطبوعہ صبح صادق، سیتاپور)

مولوی فرزند حسین سیتاپوری کتاب ھذا کے اشتہار میں لکھتے ہیں:

''ہم اس کتاب (جواہر البیان) کی تعریف میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتے کہ جو شخص اس کی شرف خریداری سے مشرف ہو کر بنظر تامل دیکھے گا بے اختیار کہہ اٹھے:

جمادے چند دادم جان خریدم　　بحمد اللہ بس ارزاں خریدم''

یہ کتاب پانچ ابواب پر مشتمل ہے ہر باب کو کئی فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر فصل کا عنوان بھی قائم کیا ہے۔

کتاب کے مقدمہ سے قبل ابتدائیہ ہے جس میں مولانا نقی علی خاں نے اللہ تعالیٰ کی حمد اس شان اور جوش عبدیت کے ساتھ کی ہے کہ اسے پڑھ کر قاری کی روح وجد میں آجاتی ہے اور ایمان کو تازگی ملتی ہے۔ حمد باری تعالیٰ کی چند سطریں ملاحظہ ہوں:

''نسیم کس کی تلاش میں کو بکو دواں ہے اور دریا کس کی طلب میں بے سرو پا رواں، پھول نے کس کے شوق میں گریباں چاک کیا اور بلبل نے کس کی یاد میں آہ دردناک۔ ایک عالم اس کے شوق و محبت میں مشغوف ہے اور زمین و آسمان اور جو کچھ اس میں ہے اس کی تسبیح و تمہید میں مصروف۔'' (جواہر البیان صفحہ ۳)

ابتدائیہ کے بعد عبادت کے بیان میں مقدمہ ہے۔ اس میں مولانا نقی علی خاں رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام، تابعین کرام اور بزرگان دین کی عبادت الٰہی سے محبت اور طریقہ عبادت کا ذکر اس انداز سے کیا ہے کہ روح کو معطر کرتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں مولانا نے مسلمانوں کو عبادت کرنے کی ترغیب دی ہے اور تاکید کی ہے کہ عبادت الٰہی تحصیل نجات و مغفرت کی غرض سے نہیں بلکہ باقتضائے بندگی کرنا چاہئے۔ مولانا نقی علی خاں نے عبادت الٰہی کرنے والے بندوں کے لیے پچاس فوائد بہت خوبصورت پیرائے میں بیان کیے ہیں۔

خدا کے نزدیک کوئی عبادت نماز سے زیادہ پیاری نہیں اسی لیے تمام عبادتوں میں سب سے افضل عبادت نماز ہے۔ مولانا نقی علی خاں نے کتاب کے اول باب کی پہلی

فصل میں نماز کے فضائل وفوائد انتہائی جوش وعقیدت کے ساتھ بیان کیے ہیں مولانا نے نمازی کو دنیا و عقبیٰ دونوں میں سرفرازی وسربلندی کی خوشخبری سنائی ہے اور بے نمازی کو دنیا و عاقبت دونوں میں ضلالت ودوزخ کا خوف دلایا ہے اور بے نمازی کے بارے میں ائمہ اربعہ کے، جو احکامات ہیں انہیں تحریر کر کے مسلمانوں میں ذہنی انقلاب پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس باب کی دوسری فصل نماز کے شروط کے بارے میں ہے مولانا نے نماز کی پانچ شرطیں بہت تفصیل سے بیان کی ہیں اور ہر شرط کو احادیث مبارکہ اور اولیاء کرام کے اقوال سے مزین کیا ہے۔ ان پانچوں شرائط کا خلاصہ اس طرح ہے:

شرط اول طہارت

مولانا نے طہارت کی دو قسمیں بتائی ہیں۔ اول طہارت ظاہری یعنی جسم، جامہ اور مکان کی طہارت۔ دوئم طہارت باطنی۔

شرط دوم ستر عورت

یعنی جزو خاص بدن چھپانا اور اہل طریقت کے نزدیک اس کے ساتھ فضائح باطنیہ کا اخفا شرط ہے لیکن عالم الغیوب سے اس کا چھپانا ممکن نہیں ہے۔

شرط سوم نیت

نماز کا ارادہ خالصتاً اللہ سے ہونا چاہئے۔ غیر کی طرف نظر نہ کرے یعنی نیت میں خلوص کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔

شرط چہارم وقت

پروردگار نے یہ عمدہ عبادت (نماز) اوقات معینہ میں فرض کی اور آٹھ پہر میں مختصر وقت اس کام کے لیے مقرر فرمایا تا کہ حصول معاش اور دنیا کے کاروبار میں حرج نہ ہو اور ادائیگی نماز میں کراہت محسوس نہ کرے۔

شرط پنجم استقبال قبلہ

ادائیگی نماز میں استقبال قبلہ لازمی ہے چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا اس طرح رقمطراز ہیں:

''نماز مقام مناجات دراز ہے اور اس امر کے لیے استقبال ضرور لیکن حقیقت توجہ اس جگہ متصور نہیں کہ وہ ذات پاک جہت مقابلہ سے منزہ ہے بلکہ خاص افتادہ اپنے حیز سے عروج نہیں کرتی اُس درگاہ تک رسائی پھر کہاں، ناچار کعبہ کی طرف جسے جناب الٰہی نے تشریفاً اپنا گھر فرمایا، متوجہ ہوتی ہے البتہ روح انسانی عالم امر سے ہے وہ اس عالم کی طرف توجہ کر سکتی ہے پس قبلہ جسم خاکی کا اور روح انسانی کا رب کعبہ ہے۔''

(جواہر البیان از مولانا نقی علی خان مطبوعہ صبح صادق، سیتاپور ۱۸۸۱ء صفحہ ۲۵)

تیسری فصل صفت نماز سے متعلق ہے صفت نماز کے بارے میں مولانا کہتے ہیں:

''جو مسلمان برعایت شرائط وارکان وواجبات وسنن ومستحبات اس ترتیب وصفت کے ساتھ کہ مشہور اور کتب فقہ میں مذکور ہے بنظر تعمیل حکم الٰہی عز مجدہ نماز پڑھے۔ شرع شریف میں نماز اس کی صحیح ہے مگر کمال اس کا یہ ہے کہ حقیقت ارکان شرائط وواجبات وآداب کی بجالاوے اور ادا کے وقت ان کے اسرار پر نظر رکھے۔ مثلاً روح و حقیقت طہارت یہ ہے کہ جس طرح بندہ نجاست حقیقی وحکمی سے ظاہر کو پاک کرتا ہے اسی طرح علائق دنیوی وخباثت مادی سے باطن کو صاف کرے کہ منظر بادشاہ حقیقی علام الغیوب کا باطن ہے۔''

(جواہر البیان از مولانا نقی علی خان مطبوعہ صبح صادق، سیتاپور ۱۸۸۱ء صفحہ ۳۱)

مولانا نقی علی خاں کی مذکورہ بالا واضح ہدایت اور بے لاگ روحانی تحریر مسلمانوں کے ضمیر کو جھنجھوڑ رہی ہے وہ ان کی صحیح رہبری بھی کر رہی ہے ساتھ ہی مولانا نقی علی خاں کی

تبحر علمی کی عمدہ مثال ہے۔

آگے چل کر مولانا نقی علی خاں نے نماز اور نمازی سے متعلق اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکتوں کا ذکر بڑے عالمانہ انداز میں کیا ہے۔ اسی باب کی چوتھی فصل ''امورِ متفرقہ'' میں مولانا نے پانچ اوقات کی نمازوں کی فرضیت، ہر نماز کی اہمیت، وضو کی حکمتیں، دعا، نماز با جماعت وغیرہ موضوعات بڑے استدلال کے ساتھ بیان کیے ہیں جس سے مولانا کی زبردست وسعت مطالعہ کا اندازہ ہوتا ہے۔

مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اس فصل میں تصوف سے متعلق اصطلاحوں کی تشریح و توضیح بھی کی ہے۔ مولانا نے وضو کے ایسے ایسے رموز و نکات بیان کیے ہیں جن سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں۔ مولانا لکھتے ہیں:

> ''وضو میں ہاتھ دھونا دنیا سے ہاتھ دھونے اور کلی لذت طعام و شراب اور ناک میں پانی ڈالنا لذت مشمومات سے دست برداری اور منہ دھونا توجہ الی الغیر اور پاؤں دھونا غیر کی طرف جانے کو ترک کرنے اور مسح سر تزکیۂ خیال کی طرف اشارہ ہے اور دستور ہے کہ جب آدمی بادشاہ کے حضور جانا چاہتا ہے منہ ہاتھ پاؤں دھوتا ہے نہ مقعد اور تجربہ سے ثابت کہ ان اعضاء کا دھونا دفع نوم و تفریح قلب میں اثر تمام رکھتا ہے۔'' (جواہر البیان صفحہ ۷۰)

دوسرا باب

روزہ کے بیان میں ہے اس میں مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے روزہ کی تاریخ روزہ کی دینی و دنیوی فوائد و جسمانی و روحانی فوائد بیان کیے ہیں۔ اس کے علاوہ روزہ کی شرطیں، روزہ رکھنے کی تاکید، روزہ کے مسائل، روزہ دار کی غیر روزہ دار پر فضیلت، ماہ رمضان کی رحمتیں اور برکتیں وغیرہ بڑے پُر اثر اور دلپذیر انداز میں مثالوں اور قرآن و حدیث کی روشنی میں بیان کی ہیں۔

مولانا نے روزہ کی چھ شرطیں بیان کیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

شرط اول: آنکھ کو اس چیز سے کہ خدا سے غافل کردے خصوصاً باعث انتشار شہوت ہو محفوظ رکھے۔

شرط دوم: زبان کو بیہودہ بکنے سے روکے اور ہر بے فائدہ بات سے مانند مجادلہ وغیرہ سے باز رہے۔

شرط سوم: کان کو ناشنیدنی سے دور رکھے جس کا کہنا گناہ ہے اس کا سننا بھی برا ہے جیسے جھوٹ، غیبت وغیرہ۔

شرط چہارم: ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو ناکردنی سے جدا رکھے اور کسی کو ایذا نہ دے کسی بے موقع جگہ نہ جائے جو شخص روزہ رکھے اور بدکام کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ میوہ سے پرہیز کرے اور زہر کھائے۔

شرط پنجم: وقت افطار حرام و مشتبہ سے افطار نہ کرے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے کہ جورات کو گرسنگی روز کا تدارک کرلے مقصود اصلی کہ کسر قوت شہوت و غضب کا ہے فوت ہو اور قوت اس کی کم نہ ہو بلکہ ایک رات میں دو بار شکم سیر ہو کر کھانا قوت کو زیادہ کرتا ہے۔

شرط ششم: افطار کے وقت دل اس کا بیم و امید میں معلق نہ ہو کہ قبول ہوا یا نہیں۔ حقیقت روزہ کی یہ ہے کہ انسان ملائکہ کی مانند ہو جائے اور صفت بہیمی سے کہ سوائے کھانے اور جماع کے کسی چیز سے واقف نہیں دور ہو اور یہ مشابہت جب کامل ہو کہ مثل ملائکہ ہمہ تن تعمیل حکم الٰہی میں مصروف ہو جائے۔

تیسرا باب

زکوٰۃ کے بیان میں ہے۔ اس باب میں تین فصلیں ہیں۔ باب کی ابتدا میں مولانا نے زکوٰۃ کی تعریف بیان کی ہے اور زکوٰۃ کی فضیلت یہ بتائی ہے کہ زکوٰۃ دینے والا نجاست بخل سے نجات پاتا ہے اور مال میں برکت ہوتی ہے۔ مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ نے قارون کی مثال دے کر زکوٰۃ ادا نہ کرنے والوں کو عبرتناک عذاب سے باخبر کیا ہے۔

مولانا نے زکوٰۃ کے بارے میں فقہ اور اہل تصوف دونوں کے احکامات تحریر کیے ہیں۔

مولانا کہتے ہیں:

کسی فقیہ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا زکوٰۃ کس قدر ہے فرمایا مذہب فقہاء میں دوسو درہم سے پانچ درہم اور ہمارے مذہب میں دوسو سے ایک بھی رکھنا جائز نہیں اس کی راہ میں سب خرچ کرنا اور اس کے شکر میں سر بھی دینا چاہیے فقیہ نے کہا مذہب ہمارا ائمہ دین سے ثابت آپ نے فرمایا ہمارا مذہب سید الصدیقین ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ثابت۔ جو کچھ رکھتے تھے راہِ خدا میں صَرف کیا اور کوئی دقیقہ جاں بازی و جاں نثاری کا اٹھا نہ رکھا ایک جان باقی تھی وہ شب غار قربان کی۔"

(جواہر البیان صفحہ ۸۵)

اس طرح مولانا نے کئی واقعات اور مثالوں کے ذریعہ اہل تصوف کی رائے کو اہل فقہ کی رائے پر فوقیت دی ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ مولانا نقی علی خاں نے اپنی تصنیفات کے ذریعہ تصوف کی تعلیمات کو عام کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی موقع پر مولانا نے زکوٰۃ دینے کے چھ فائدے بیان کیے ہیں۔

ابتدائیہ کے بعد اس باب کی پہلی فصل شروع ہوتی ہے جس میں مولانا نے دل نشیں انداز میں واضح کیا ہے کہ زکوٰۃ دینے والا کن لوگوں کو اور کس طرح زکوٰۃ دے کہ زکوٰۃ کا اصل مقصد بھی پورا ہو اور زکوٰۃ دینے والا اجر و ثواب کا بھی مستحق ہو۔ چنانچہ مولانا نے اس فصل میں زکوٰۃ کے بارے میں سات باتیں بتائی ہیں:

اول: زکوٰۃ سال گزرنے سے پہلے ادا کرے۔ جو چیز اچانک حاصل ہوتی ہے اس سے فقیروں کو خوشی حاصل ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے۔

دوم: اکٹھا دینا ہو تو محرم یا رمضان میں دے دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ ہوتا ماہ رمضان میں خدا کی راہ میں صَرف کرتے۔

تیسرے: زکوٰۃ پوشیدہ دینا چاہیے کہ ریا سے محفوظ رہے۔

چوتھے: محتاج کو ایذا نہ دے نہ تیوری چڑھائے اور نہ سخت بات کہے اور بسبب محتاجی کے حقیر نہ سمجھے۔

پانچواں: اس پر احسان نہ رکھے کہ ان باتوں سے ثواب باطل ہوتا ہے۔

چھٹے: جو مال بہتر نفیس حلالی ہو راہ خدا میں صَرف کرے۔ حق تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی قبول فرماتا ہے۔

ساتویں: زکوٰۃ ان پانچ لوگوں کو دے: (الف) پارسا و متقی کو۔ (ب) طالب علم کو۔ (ج) وہ فقیر جو اپنی محتاجی چھپاتا ہے اور تونگروں کی سی حالت بنائے رکھتا ہے۔ (د) عیال دار اور بیمار جسے رنج و فکر زیادہ ہے۔ (ح) رشتہ دار کو کہ ثواب صدقہ اور صلہ رحمی دونوں کا ہاتھ آئے۔ جس میں یہ پانچوں یا ان میں سے اکثر جمع ہوں اسے دینا اور بھی اولیٰ۔

اس باب کی دوسری فصل میں زکوٰۃ لینے والوں کے لیے بھی مولانا نے سات شرائط کا ذکر کیا ہے

شرط اول: خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی نظر عنایت جس کے حال پر زیادہ ہوتی ہے اسے مال تونگری کی آفت سے محفوظ رکھتا ہے اور یہ سمجھے کہ تونگروں کو میری آسائش کے لیے مائل کیا ہے۔

دوم: تونگر کو اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کا واسطہ و ذریعہ بنایا اس لیے اس کے حق میں دعا کرے۔

سوم: صدقہ لے کر پوشیدہ رکھے اور اسے تھوڑا و حقیر نہ جانے جیسے دینے والے کو چاہئے کہ بہت دے اور تھوڑا سمجھے۔

چہارم: جو شخص مال ظلم یا مال ریا سے دے ہرگز نہ لے کہ سوا خبث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

پنجم: بے حاجت نہ لے اور سوال نہ کرے کہ حرام ہے۔

ششم: حاجت سے زیادہ نہ لے کہ اور محتاج کے کام آئے۔

ہفتم: جس قدر دیا جائے بطیب خاطر قبول کرے زیادہ پر اصرار سے برکت نہیں رہتی۔

مولانا کا طریقہ یہ ہے کہ جو کچھ بھی کہتے ہیں اس کی تصدیق احادیث مبارکہ اور قرآن مقدس سے بھی کرتے ہیں مذکورہ بالا شرائط کی تصدیقات میں بھی آپ نے متعدد احادیث مبارکہ نقل کی ہیں۔

تیسری فصل میں مولانا نے صدقہ کی خوبیاں اور فوائد واہمیت بیان کیے ہیں۔ مولانا صدقہ کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقہ دو اگرچہ ایک ہی چھوہارا ہو وہ بھوکے کی حاجت دفع کرتا ہے اور گناہ کو بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرماتے ہیں: آدھا ہی چھوہارا دے کر آتش دوزخ سے بچو اور جو اس قدر بھی میسر نہ آئے تو فقیر کا دل اچھی باتوں سے خوش کرو۔''

(جواہر البیان صفحہ ۹۴)

مندرجہ بالا حدیث شریف میں وارد ''ایک چھوہارا اور آدھے چھوہارے صدقہ'' کی بھی وضاحت مولانا نے کی ہے مولانا لکھتے ہیں:

> ''اس قسم کی حدیثوں سے بعض بخیل سمجھتے ہیں ہمیں زیادہ مال خرچ کرنا کیا ضروری آدھا چھوہارا آتش دوزخ سے بچا لیتا ہے ہم دس بیس خرچ کئے دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ شیطان لعین ان کے دل میں وسوسہ ڈالتا ہے۔ حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جس قدر ہو سکے خیرات کرے اگر ہزار دو ہزار درہم کی قید ہوتی اکثر لوگ دولت صدقہ سے محروم رہتے۔'' (جواہر البیان صفحہ ۹۵)

مولانا نے ان دولتمندوں کی بھی خبر لی ہے جن کے پاس بے تحاشہ دولت ہے مگر صدقہ میں کنجوسی کرتے ہیں ساتھ ہی یہ بھی ہدایت کی ہے کہ حاجت ضروری پر صدقہ کو فوقیت نہ دی جائے۔

اس کتاب کا چوتھا باب حج کے بارے میں ہے۔ یہ باب گذشتہ تین ابواب میں سب سے زیادہ مفصل اور طویل ہے کتاب کا نصف سے زیادہ حصہ اسی باب پر مشتمل ہے۔

اس باب کے مطالعہ سے قاری جہاں حج سے متعلق بہت سی ضروری معلومات حاصل کرتا ہے وہیں دوسرے مسائل ضروریہ سے بھی واقف ہو جاتا ہے مثلاً اس کی مذمت جس سے کوئی مسلمان اپنا قصور بخشوائے اور وہ نہ بخشے۔ سفر کس دن بہتر ہے، شہر دیکھ کر کونسی دعا پڑھے، علماء کا ادب، مسافر کی دعا کی خوبی، ڈوبنے سے امان کی دعا، مسلمانوں کو خوش کرنے کی فضیلت، عرفہ کے دن پیٹ بھر کر کھانا نہ کھاؤ، دعا کے آداب، زیارت مدینہ طیبہ وغیرہ موضوعات پر سیر حاصل بحث کی ہے۔

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل میں حج کی فضیلت بیان کی ہے اور اس باب پر انتہائی افسوس کا اظہار کیا ہے کہ دولتمند مسلمان اپنی دولت ناچ گانے، زنا، شراب، ودیگر اسراف بے جا پر پانی کی طرح بہانا اپنی شان سمجھتے ہیں اور مذہبی احکامات و فرائض کو پورا کرنے میں طرح طرح کے حیلے بہانے کرتے ہیں ایسے لوگوں کے بارے میں مولانا نقی علی خاں رضی اللہ عنہ کا خیال ہے:

> ”حقیقت یہ ہے کہ اہل ہند کے دل میں زکوٰۃ اور حج کی فرضیت پر یقین کامل نہیں اسی واسطے اکثر ارادہ نہیں کرتے اور جو لوگ جان سے تنگ ہو جاتے ہیں اور دنیا کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں ناچار اس سفر کو اختیار کرتے ہیں اور جو نیت ان کی فاسد اور شوق ان کا ناقص ہوتا ہے اس راہ کی کیفیت ولذت انھیں حاصل نہیں ہوتی اور جو لوگ بطیب خاطر و رغبت قلب براہ محبت ارادہ کرتے ہیں انھیں وہ لطف و مزہ اس راہ میں ملتا ہے کہ بیان میں نہیں آتا۔“ (جواہر البیان صفحہ ۹۷،۹۸)

اس باب کی دوسری فصل حج وعمرہ کے فضائل اور تارکین حج کی مذمت کے بیان میں ہے۔ مولانا نقی علی خاں نے اس فصل میں حج کی فضیلت اور اس کی رحمت و برکت کے بیان میں چھہتر (۷۶) احادیث مبارکہ نقل کی ہیں اور چار حکایتیں درج کی ہیں؛

تیسری فصل آداب سفر اور مقدمات حج کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں مولانا نے حج کا قصد کرنے سے لے کر حج سے واپسی تک ساٹھ ضروری باتوں کا ذکر کیا ہے۔

قبول حج کے لیے ہر زائر حرم کا ان کو جاننا اور عمل کرنا انتہائی لازمی ہے۔ اس فصل میں مولانا نے جو نکات بیان کیے ہیں ان سے مولانا کی فقیہانہ اور محققانہ بصیرت کا اندازہ ہوتا ہے۔

چوتھی فصل ترتیب اعمال حج کے بیان کے بارے میں ہے۔ اس فصل میں مولانا نے حج کے تمام ارکان ادا کرنے کے طریقے اور ان کی دعائیں تحریر کی ہیں اور ساتھ ہی ایک واضح نقشہ بھی پیش کیا ہے۔ جس سے زائرین حرم کو کسی قسم کی کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔ اہم بات یہ ہے کہ ہر مقام کا میل اور فاصلہ بھی تحریر کیا ہے کہ کون سا مقام کتنے فاصلہ پر واقع ہے۔ ارکان حج کے علاوہ کسی موقعہ پر اور کس وقت کیا کرنا چاہئے اس کا ذکر بھی مولانا نے بہت تفصیل سے کیا ہے۔ جس سے مولانا کی وسعت علمی، مطالعہ کی گہرائی اور گیرائی کا اندازہ ہوتا ہے۔

پانچویں فصل 'اسرار حج' کے بیان میں ہے۔ اس فصل میں مولانا نقی علی خاں نے دیگر امتوں کے مقابلہ میں امت مسلمہ کی فضیلت و اہمیت بیان کرتے ہوئے اس پر اللہ کی بے پناہ رحمتوں اور برکتوں کا ذکر کیا ہے اور حج بیت اللہ کی عزیمت وحرمت بیان کی ہے اور ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی کی ہے کہ مال حرام سے حج نہ کیا جائے۔ ایسا حج منہ پر مار دیا جائے گا۔ اس فصل میں مولانا یہ بھی تاکید کی ہے کہ حج کرنے کے بعد مسلمان کو چاہئے کہ وہ باقی زندگی اطاعت الٰہی میں بسر کرے اور یہی عمل قبولیت حج کا مظہر ہوگا۔ چنانچہ مولانا فرماتے ہیں:

> ''بعد تمام حج کے ہمیشہ طاعت الٰہی واجتناب مناہی میں سرگرم رہ کہ دلیل قبول حج ہے حیف ہے جو نگاہ خدا کے گھر پر پڑے اب کسی حرام قصد سے اٹھے جن ہاتھوں غلاف کعبہ چھوا، مؤقف عرفات میں خدا کی طرف بلند ہوئے۔ اب ان سے امر نا مشروع صادر ہو جو لب تلبیہ و بوسۂ حجر سے مشرف ہوئے اب ان سے سخن ناشائستہ نکلے جو پاؤں راہ خدا میں چلے اب ان سے کار ناشائستہ کی طرف جائے جو بدن مجمع اقطاب وابدال ومجلس ذکر ذوالجلال میں حاضر رہا اب محفل لہو ولعب ومجمع فساق وفجار میں شریک ہو۔'' (جواہر البیان صفحہ ۱۶۲)

مندرجہ بالا ہدایتوں پر غور کرنے سے معلومہوتا ہے کہ یہ وہی شخص کہہ سکتا ہے جو روحانیت کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز ہواور مقام قرب کے آداب سے پوری طرح واقف ہو۔

چوتھے باب کے بعد کتاب کا خاتمہ ہے جو مدینہ طیبہ کی زیارت سے متعلق ہے اس میں دو فصلیں ہیں۔ یہ کتاب ارکان اسلام سے متعلق ہے لیکن اس میں دیگر موضوعات پر بحث کیوں کی گئی ہے۔اس کی وضاحت مولانا نے اس طرح کی ہے:

''ہر چند موضوع اس کا ارکان اربعہ ہیں اور یہ مبحث ان سے جدا مگر یہ ذکر اس کا ہے جس کی یاد یادِالٰہی سے مفارق نہیں یہاں وہ نام پاک ورد زبان ہو گا جو آرام جاں ہے اور زیور ایمان جس کے بغیر مسلمانوں کو کبھی تسکین ممکن نہیں۔'' (جواہر البیان صفحہ۱۶۳)

اس خاتمہ کی فصل اول میں مولانا نے زیارت نبوی ﷺ سے مشرف ہونے والے مسلمانوں کے درجات کی بلندی اور شفاعت کی یقین دہانی میں اٹھارہ احادیث مبارکہ پیش کی ہیں اور سرکار رسالت مآب ﷺ سے اپنی عقیدت ومحبت اور جاں نثاری کا والہانہ اظہار کیا ہے۔

دوسری فصل آداب زیارت نبوی ﷺ سے متعلق ہے۔ مولانا کی ذات والا صفات کو حضور نبی کریم ﷺ سے زبردست عشق ہےاور احترام واکرام ان کے رگ وپے میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ مولانا نے حرم پاک کی زیارت کے لیے کس طرح اپنی بے قراری کا والہانہ اظہار کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والے دیوانہ وار دربار رسول کی تمنا کی تخم ریزی اپنے دل ودماغ میں کرنے لگتے ہیں۔ ملاحظہ کریں:

''جب حرم مدینہ طیبہ زادھا اللّٰہ شرفا و طیبا کے قریب پہنچے اور آنکھ وہاں کے درختوں اور پہاڑوں اور آثار ومعالم پر پڑے دامن جلال وادب کمر ایمان پر چست باندھے اور ہمہ تن دریائے ذوق و شوق میں ڈوب جائے دل غفلت پسند اگر ایسے وقت بھی خواب بے خبری میں ہو اس نادان کا شانہ ہلائے اور کہے اوبےوقت ۰ نے والے

جاگ اور ہوشیار ہو کہ یہ وقت خواب کا نہیں۔'' (جواہر البیان صفحہ ۱۷۶)

کتاب کے خاتمہ کے بعد صاحب تصنیف مولانا نقی علی خاں رضی اللہ عنہ کے خلف اکبر اعلیٰ حضرت مجدد امام احمد رضا رضی اللہ عنہ کی تقریظ ہے جس میں امام احمد رضا نے اپنے والد ماجد کے مختصر حالات زندگی اور ان کی تصنیفات کا ذکر انتہائی عقیدت ومحبت کے ساتھ کیا ہے۔

بہر حال یہ کتاب ''جواہر البیان فی اسرار الارکان'' اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ اس میں روزہ، نماز، زکوٰۃ، خیرات، وضو، غسل اور دیگر مسائل ضرور یہ بڑی تشریح کے ساتھ بحث میں لائے گئے ہیں اور بہت سے مسائل اس تحقیق کے ساتھ بیان کیے ہیں کہ ان کا یکجا ملنا مشکل ہے۔ مولانا نے ہر مسئلہ میں ایسے نکات پیش کیے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ہر موضوع پر احادیث کریمہ سے استدلال اس وسیع پیمانے پر کیا ہے گویا تمام احادیث آپ کے پیش نظر ہیں۔ مولانا نقی علی خاں نے استدلال کا وہ اسلوب اختیار کیا ہے کہ کوئی گوشہ اور کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑا ہے۔ ساتھ ہی مولانا کا تمام کلیات وجزیات پر عبور تامہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے۔

جہاں تک اس کتاب کے اسلوب نگارش کا تعلق ہے تو زبان میں سلاست اور بیان میں فصاحت کی شیرینی ہے۔ اس فصاحت و بلاغت نے زبان کو پُر اثر بنا دیا ہے۔ مقفیٰ اور مسجع عبارت عصری تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔

مولانا کے اسلوب نگارش کی بڑی خوبی یہ ہے کہ آپ نے جا بجا موقع اور محل کے لحاظ سے اردو فارسی کے اشعار بھی تحریر کیے ہیں جو بیان میں زور واثر پیدا کر دیتے ہیں۔ آپ کے اسلوب نگارش کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ موصوف چھوٹے جملوں سے بہت بڑا مفہوم واضح کر دیتے تھے۔ مولانا چھوٹے جملے لکھ کر بڑا مضمون ظاہر کرنے کے ماہر ہیں۔ مولانا کے یہاں ادق اور ثقیل الفاظ کا استعمال بھی بکثرت پایا جاتا ہے جو کہ زبان و بیان اور اسلوب تحریر کے اعتبار سے اردو ادب کا عظیم سرمایہ ہے۔

(''علامہ مولانا نقی علی خاں رحمۃ اللہ علیہ، حیات اور علمی وادبی کارنامے'' صفحہ ۱۵۶ تا ۱۷۱، ادارہ تحقیقات امام احمد رضا، انٹرنیشنل، کراچی، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء)

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

حمد بے حد اس قادر مطلق کو شایان جس نے تمام ممکنات عالم تشریف وجود سے مشرف فرمائے اور چھ دن میں ساتوں زمین و آسمان بنائے۔ عجائب حکمت و غرائب صنعت اس کے ادراک عقول سے باہر اور احاطۂ وہم وفہم سے برتر۔

چناں آفریدی زمین و زمان ہماں گردش انجم و آسماں
کہ چنداں کہ اندیشہ گردد بلند سر خود بروں نادر و زیں کمند

ہر مصنوع صنعت صانع باکمال پر بہ لسانِ حال شاہد ہے زمین کو دیکھ تمام عمر چلے اس کی سیر نہ کر سکے آسمان سے مینہ اتارا اس سے ہر قسم کے غلے اور رنگ رنگ کے پھول اور شگوفے پیدا کیے دریا کو دیکھ زمین کو محیط ہے اور جس قدر زمین سے زیادہ اور لطیف ہے اسی قدر عجائب اس کی عجائب زمین سے نفیس اپنی پیدائش میں تامل کر کیسے کیسے نقش بدیع ایک قطرۂ آب پر کھینچے اور کس کس طرح کی قوتیں تیرے ظاہر و باطن میں ودیعت رکھیں۔

*ہر آں چہ آفرید او بہ اسباب نیست بہ دریافتن عقل را تاب نیست
خرد دانش آموز تعلیم اوست دل از داغ داران تسلیم اوست
پر از حکمت و حکم او شد جہاں بہ حکم آشکارا بہ حکمت نہاں
طباشیر صبح و غباشیر شام چراغاں و خورشید و ماہ تمام
ہمہ نور از فیض نور وبند لیالی بہ عالم ستورِ دیند

قریب ترین مخلوقات آدمی سے ہستی اس کی ہے اتنا کہتا ہے اور نہیں جانتا حقیقت میری کیا ہے۔

تنت زندہ بہ جان و جاں نہانی تو از جاں زندہ و جاں را ندانی

دانایان عالم اس کی حکمت کاملہ میں حیران اور تمام جہان شوق وطلب میں سرگرداں ہر طرف اس کے کشتے پڑے ہیں اور ہر گوشہ میں اس کے سوختہ جل رہے ہیں،

یہود و نصاری اکنشت و کلیسا اور ہنود و مجوس بتخانے اور آتش کدے میں اسی کو ڈھونڈتے ہیں مگر عین طلب میں راہ گم کرتے ہیں۔ مسلمان مسجد و خانقاہ میں اسی کا دم بھرتے ہیں اور اس کے فضل سے مطلب کو پہنچتے ہیں نسیم کس کی تلاش میں کو بہ کو دواں ہے اور دریا کس کی طلب میں بے سر و پا رواں پھول نے کس کے شوق میں گریباں چاک کیا اور بلبل نے کس کی یاد میں آہ دردناک ایک عالم اس کے شوق و محبت میں مشغوف ہے اور زمین و آسمان اور جو اُن میں ہے اس کی تسبیح و تحمید میں مصروف۔

نگہ کن ذرہ ذرہ گشتہ پویاں ——— بہ حمدش نکتہ توحید گویاں

﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّيْرُ صٰٓفّٰتٍ﴾

کیا تو نے نہیں دیکھا کہ خدا کی تسبیح کرتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور پرند صف باندھے۔

مرغان چمن بہر صباحی ——— خوانند ترا بہ اصطلاحی
ہمہ نقش ایں گنبدِ زرنگار ——— گواہند بر صنع پروردگار!
اگر گوہر آمد وگرچہ خسے است ——— برون و درونش حکایت بے است
تو گر گفت ایشاں ندانی خموش ——— کہ گفتند لیکن نداری تو گوش

نسیم لطف اس کی جس طرف گزرتی ہے ایک ساعت میں ناقص کو کامل کرتی ہے اور دریائے رحمت اس کا جب جوش مارتا ہے ہزاران ہزار دفتر معصیت ایک قطرے سے دھوتا ہے یکایک رسول قبول یہ مژدہ جاں فزا سناتا ہے:

اَلْحَبِيْبُ يُقْرِءُ كَ السَّلَامَ وَ يَقُوْلُ: اِنَّ لِيْ مَعَكَ كَلَامْ۔

حبیب نجار ایک بُت تراش تھے، سعادت ازلی نے دستگیری فرمائی، قوم انہیں قتل کرتی اور وہ کہتے:

يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَ جَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ۔

جادوگر فرعون کے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مقابلہ کو آئے، ایک جھلک نورِ توحید کی

نظر آئی بے اختیار پکار اُٹھے:

اَللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى۔

فرعون کہتا: میں تمہیں سولی دوں گا اور ہاتھ پاؤں کاٹوں گا۔

جواب دیتے:

لَا ضَيْرَ اِنَّا اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ۔

کچھ نقصان نہیں، ہم اپنے رب کی طرف پھرنے والے ہیں۔

یہ سولی نہیں وسیلۂ حصول مطلوب اور نردبان بام محبوب ہے۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس زمانے میں بت پوجتے اس کے علم میں امیر المومنین تھے، اور فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ راہ مارتے اور اس کے نزدیک رہبرِ اہلِ دین، جسے اپنا کرتے ہیں ایک جذبۂ غیبی سے وہاں کھینچ لیتے ہیں کہ دوسرے ہزار برس کی مشقت و ریاضت سے نہیں پہنچتے۔

جَذْبَةٌ مِنْ جَذْبَاتِ الْحَقِّ تُوَازِيْ عَمَلَ الثَّقَلَيْنِ

عابدین ہفتاد سالہ حیران رہ جاتے ہیں، کیا تھا کیا ہو گیا، کہاں تھا کہاں پہنچا، کبریائی اور عزت اس کے جواب دیتی ہے:

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ۔

مالک مختار ہے جسے چاہے نوازے کسی کی کیا مجال کہ اس کے کام میں دخل دے اور جسے رد کرتے ہیں ستر برس ایک گھاٹی میں بھٹکتا ہے اگر وہ بدنصیب اپنی نامرادی پر کسی وقت تاسف کرتا ہے الٰہی سب تیرے بندے ہیں اوروں کو راہ دکھاتا ہے اور مجھے محروم رکھتا ہے سراپردۂ ہیبت سے ندا ہوتی ہے:

خبردار ہوشیار! ادب ہاتھ سے نہ دے۔ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ۔

و ﴿يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ﴾

مالک حقیقی اپنے ملک میں جس طرح چاہے تصرف کرے، فضولی کی کیا حقیقت جو دم مارے، جان ہزاروں طالبوں کی اس کی غیوری سے برباد ہے اور لاکھوں دل سوختہ

دریائے لااُبالی میں غرق زعاف و عالم ندائے اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ سے اپنے کام میں حیران اور پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت وریاضت جلا کر خاک بناتی ہے معلم ملکوت کو ایک آن میں شیطان و ملعون کرتا ہے اور بلعم باعور کو لمحہ میں مردود و مقہور، تو کیا چیز ہے کہ اس کے کام میں دخل دے جب نظرِ عنایت خاک پر ہوئی ملائکہ نے مدت سے تسبیح و تقدیس میں مشغول اور طہارت و عصمت کے ساتھ موصوف تھے عرض کیا:

الٰہی! ہم تیری عبادت میں مشغول ہیں باوجود ہمارے یہ مایہ فساد و خوں ریزی کب لیاقتِ خلافت رکھتی ہے، ارشاد ہوا:

اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

تحقیق میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

ہست ما را بسے ز عالم پاک	رازہائے نہفتہ در دل خاک

جب مقربان حضرت بہ باآں عصمت وطہارت ایک مخلوق الٰہی کی خوبی و بزرگی سے واقف نہ ہوئے اور بہ ہزار عجز و نیاز اپنی نادانی کا اعتراف کیا:

سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ۔

اس مشت خاک بے بضاعت محمد نقی علی حنفی محمدی قادری بریلوی کی حقیقت کہ بہ ایں لوث معصیت حمد و ثنا اس کی بجالاوے یا نعت اس کے حبیب والا مقام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی لکھ سکے۔

وصفِ خلقِ کسے کہ قران ست	خلق را وصف او چہ امکاں ست
خدایا درِ فضل بکشادۂ	کزیناں رسولے فرستادۂ
تو دانی من او را نیارم ستود	پس از من بہ جانش تو بر خواں درود
درودے چو باد صبا مشک بار	درودے چو مہر سما نور دار
درودیکہ چوں پائے بر لب نہد	دل مردہ را جان تازہ دہد!

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ مَا اسْتَنَارَ الْقَمَرَانِ وَ اسْتَدَارَ الْمَلَوَانِ۔

ناچار تحریر مطلب میں مشغول ہوتا ہے کہ فرائض اربعہ یعنی: نماز و زکوٰۃ و حج و روزہ افضل اعمال وارکانِ دین متین ہیں جس قدر تاکید اور تارک پر وعیدان کے باب میں وارد، دوسری عبادت کی نسبت نہیں لہٰذا فقیر یہ مختصر مسمّٰی بہ رسالہ ''جواہر البیان فی اسرار الارکان'' ان کے بیان میں تالیف اور ہر ایک کے لئے ایک باب جداگانہ اور مطلق عبادت کے بیان میں ایک مقدمہ وضع کرتا اور ناظرین سے دعائے مغفرت کی امید رکھتا ہے، وَ اللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلسَّدَادِ وَ مِنْهُ الْهِدَايَةُ وَ الرَّشَادُ اِنَّهٗ مَلِكٌ كَرِيْمٌ جَوَّادٌ۔

مقدمہ بیانِ عبادت میں

عبادت حاصل زیست ہے اور سرمایۂ نجات، ثمرۂ علم و فائدہ حیات، وسیلۂ جنت و کیمیائے سعادت طریق اولیاء و بضاعت اتقیا مقصد سالکان و حرفت مردان نتیجۂ نظام عالم و غایت آفرینش جن و آدم مقبول ابرار و مقربین محبوب انبیاء و مرسلین بزرگان دین شب و روز عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے۔ ابو درداؓ کہتے ہیں:

''مجھے زندگی تین چیز کے لئے عزیز ہے، سجدۂ دراز سنتوں میں اور شدت تشنگی روزوں میں اور صحبت ان لوگوں سے جن کی باتیں پسندیدہ ہوں۔''

خواجہ جنید رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سری سقطی کی عمر اٹھانوے برس کی ہوئی کسی نے بجز وقت مرگ لیٹے نہ دیکھا۔

محمد جریری ایک سال مکہ میں رہے نہ سوئے نہ بیٹھے سیدھی کی نہ پاؤں پھیلائے۔

اویس قرنیؓ ایک رات رکوع اور دوسرے سجدہ میں تمام کرتے۔

ربیع کہتے ہیں:

میں نے انہیں نماز صبح میں پایا، جب فارغ ہوئے دل میں کہا: وظیفہ پڑھ لیں تو

باتیں کروں ظہر تک اسی حال پر بیٹھے رہے پھر ظہر پڑھی اور عصر تک اور عصر سے مغرب اور مغرب سے عشا اور عشا سے صبح تک نماز و وظیفہ میں مشغول رہے ایک ساعت آنکھ لگی چونک اٹھے اور کہا: الٰہی! میں چشم بسیار خواب و شکم بسیار خوار سے پناہ مانگتا ہوں۔

ابو بکر بن عیاش چالیس برس نہ لیٹے، آنکھ میں پانی آ گیا، تین برس اہل و عیال سے چھپایا، ہر روز تیس ہزار بار سورۂ اخلاص اور پانچ سو رکعت پڑھتے اور دن میں کئی ختم کرتے اور فرماتے: جو تمام عمر آخرت کے لئے عبادت کرے، تھوڑی ہے کہ آخرت نہایت نہیں رکھتی۔

سفیان ثوری کہتے ہیں کہ ایک رات میں رابعہ بصریہ کے پاس گیا اور ہم دونوں رات بھر نماز میں مشغول رہے صبح کو ان سے کہا: شکر اس توفیق کا کیا ادا کیا جائے، کہا: شکر اس کا یہ ہے کہ دن کو روزہ رکھا جائے۔

بعض تابعین عصر کے وضو سے صبح کی نماز ادا کرتے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کوفی نے چالیس برس صبح کی نماز عشا کے وضو سے پڑھی، ہر شب دو رکعت میں قرآن ختم کرتے شب و روز میں کسی وقت نہ سوتے صرف عصر و مغرب کے درمیان دیوار مسجد سے تکیہ لگا کر قدرے آرام کر لیتے۔

خود حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیہ دن کو روزہ رکھتے اور رات قیام میں بسر فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک پر ورم آ گیا۔

سلطان الاصفیا حضرت نظام الدین محبوب الٰہی فرماتے ہیں:

شوخ چشم مشائخ عظام کہلاتے ہیں اور مشائخ میں سوا عظام کے کچھ باقی نہیں رہتا۔ اے عزیز! ہر چند کار مقدور و مقسوم ہے مگر جسے نوازا چاہتے ہیں اسے محنت و ریاضت میں مصروف اور جسے رد کرتے ہیں عیش و عشرت میں مشغوف رکھتے ہیں۔

مژد اد گرفت جان برادر کہ کار کرد　　　نابردہ رنج گنج میسر نمی شود

شیطان نے ایک عابد کو بہکایا تو رات دن اللہ اللہ کرتا ہے، کبھی اس طرف سے بھی جواب آتا ہے؟ غیب سے خطاب ہوا: تیرا اللہ اللہ کہنا ہی ہمارا جواب ہے اور تیرا سوز

دل ہمارا اٹھتی۔ اے عزیز! اگرچہ ازل میں فرمادیا:

فَرِیْقٌ فِی الْجَنَّةِ وَ فَرِیْقٌ فِی السَّعِیْرِ۔

اور سعادت وشقاوت پہلے پیدائش سے لکھ دی:

اَلسَّعِیْدُ مَنْ سَعِدَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ وَ الشَّقِیُّ مَنْ شَقِيَ فِیْ بَطْنِ اُمِّہٖ۔

مگر علامت سعادت وشقاوت کی اس وقت ظاہر ہے جسے ہلاک کیا چاہتے ہیں اس کے دل میں یہ بات ڈالتے ہیں جو لکھا ہے ہوگا جہد ومشقت وعبادت وریاضت سے کیا حاصل، جس کی موت بہ حکم اَزل آجاتی ہے اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس وقت مرنا مقدر ہے کبھی نہ بچوں گا پھر کھانے پینے سے کیا فائدہ اور جس کی زندگی منظور ہوتی ہے اسے کھانے پینے اور تجارت اور زراعت کی طرف راغب کرتے ہیں، اسی طرح اگر تجھے عبادت وریاضت کی توفیق دیں علامت تیری نجات وسعادت کی ہے اور جو بطالت وغفلت میں مبتلا کریں یقین جان کہ تیری تقدیر میں خرابی لکھی ہے۔

مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ فرماتے ہیں: ایک بار جناب سرور عالم ﷺ تشریف رکھتے تھے اور دستِ اقدس میں ایک چھڑی تھی کہ اس سے زمین کریدتے یعنی ایک تفکر قلب انور پر طاری تھا کہ سروالا اٹھایا اور ارشاد فرمایا:

"کوئی جان ایسی نہیں جس کا گھر پہلے سے نہ معلوم ہو چکا ہو کہ جنت میں ہے یا دوزخ میں۔"

صحابہ نے عرض کیا:

فَلِمَ نَعْمَلُ اَفَلَا نَتَّكِلُ؟

پھر ہم عمل کیوں کریں کیا تکیہ نہ کر بیٹھیں؟"

یعنی: جو مقدر میں ہے وہ ہوگا ہمارے عمل سے کیا ہوتا ہے! ارشاد ہوا:

اِعْمَلُوْا فَكُلٌّ مُيَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَهٗ۔

عمل کیے جاؤ کہ ہر ایک کو وہی سامان مہیا کردیا جاتا ہے جس کے لئے پیدا ہوا۔

پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَ صَدَّقَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْیُسْرٰی وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَ اسْتَغْنٰی وَ کَذَّبَ بِالْحُسْنٰی فَسَنُیَسِّرُہٗ لِلْعُسْرٰی۔

اے عزیز! دنیا مزرعِ آخرت ہے، جیسا عمل کرے گا پھل پائے گا۔

گندم از گندم بروید جو ز جو ۔۔۔ از مکافاتِ عمل غافل مشو

لہو ولعب میں عمرِ عزیز برباد کرنا اور عیشِ آخرت کی اُمید رکھنا یا گناہ کرنا اور نجات کا متوقع ہونا حماقت نہیں تو کیا ہے۔ رباعی

اے دل بہ ہوس بر سر کارے نرسی ۔۔۔ تا غم نخوری بہ غمگسارے نرسی

تا سودہ نگردی چوحنا در تہ سنگ ۔۔۔ ہرگز بہ کفِ پائے نگارے نرسی

اگرچہ کوئی عمل بے عنایت ورحمت الٰہی کام نہیں آتا مگر عنایت ورحمت اسی پر ہوتی ہے جو نیک عمل کرتا ہے۔ وہ خود فرماتا ہے:

اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ○

جو آج دوزخ کی طرف چلتا ہے دوزخ سے قریب اور بہشت سے دور ہوتا جاتا ہے، کل اگر بہشت کی طرف چلنا چاہے گا جانے نہ دیں گے۔ اس وقت اپنی نادانی کا معترف ہوگا اور قدر اس دارالعمل کی سمجھے گا۔

بہ وقتِ صبح شود ہمچو روز معلومت ۔۔۔ کہ باکہ باختۂ عشق در شبِ دیجور

مگر اس وقت جاننا محض بے کار ہے، ہر چند عرض کرے گا:

رَبِّ ارْجِعْنِیْ اَعْمَلُ صَالِحاً۔

ملامت کے سوا جواب نہ پاوے گا۔

نامہ کاں بہ حشر خواہی خواند ۔۔۔ از ہمیں جا سواد باید کرد

ایک دن قہارِ مطلق کے حضور کھڑا ہونا اور ایک ایک نعمت کا حساب دینا ہے۔

ثُمَّ لَتُسْئَلُنَّ یَوْمَئِذٍ عَنِ النَّعِیْمِ۔

جب فرمائے گا: ہم نے تمہیں ہاتھ پاؤں زبان کان ناک آنکھیں اور طرح

طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں تو نے انہیں کس کام میں رکھا؟ اس وقت کیا جواب دے گا؟

اِنَّ السَّمۡعَ وَ الۡبَصَرَ وَ الۡفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡئُوۡلًا۔

قطع نظر ان نعمتوں اور عنایتوں کے صرف ربوبیت والوہیت مقتضی اس کی ہے کہ اس کی بندگی وعبادت کی جائے۔ قال تعالیٰ و تقدس:

اَنَا رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُوۡنِ ٥

دیکھو یہ تفریع اس مدعا میں صریح ہے۔

حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ فرماتے ہیں:

اَفَلَا اَكُوۡنَ عَبۡدًا شَكُوۡرًا۔

یہ عبادت وریاضت تحصیل نجات ومغفرت کی غرض سے نہیں بلکہ بہ اقتضائے بندگی ہے۔

خواجہ فرید الدین قدس سرہ نے ایک لونڈی خریدی، اسے بچھونا بچھانے کا حکم دیا۔ اس نے عرض کیا:

"شیخ! تمہارا کوئی مولیٰ بھی ہے؟ بڑی شرم کی بات ہے کہ تم سوؤ اور وہ جاگتا رہے۔"

بالجملہ غلام پر فرماں برداری وخدمت مولیٰ کی واجب ہے اور جو نسبت کہ مولیٰ اور بندہ میں ہے عبادت وبندگی کے لئے کافی مگر ناقص اس نسبت پر نظر نہیں کرتے اور جب تک اپنے حظ ونصیب کو دخل نہ ہو کسی کام کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ ان کے لئے چند فوائد اس عمدہ کام کے مسطور ہوتے ہیں:

اوّل: جو عبادت کرتا ہے، ممدوحین خدا میں داخل ہوتا ہے کہ پروردگار عالم عابدوں کی مدح وثنا کرتا ہے۔ اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِيۡ نَعِيۡمٍ۔

دوم: اللہ تعالیٰ اس سے محبت رکھتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الۡمُتَّقِيۡنَ۔

سوم: اسے قبول عام عطا فرماتے ہیں، سوا بدبختان ازلی کے سب اسے دوست رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

جب خدا بندہ کو دوست رکھتا ہے، جبریل سے فرماتا ہے: اے جبریل! میں اس سے محبت رکھتا ہوں تو اس سے محبت کر!

جبریل تمام زمین میں ندا کر دیتے ہیں:

اے اہلِ زمین! خدا کو فلاں شخص سے محبت ہے تم اسے دوست رکھو۔

فَیُوْضَعُ لَہُ الْقَبُوْلُ فِي الاَرْضِ۔

چہارم: اللہ عز وجل اس کے سب کام درست کرتا ہے۔ اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ۔

پنجم: اس کے رزق کا کفیل ہوتا ہے۔ وَ کَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا۔

ششم: اس کی مدد کرتا ہے اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔ کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ، وَ کَفٰی بِاللّٰہِ نَصِیْرًا۔

ہفتم: خدا کے نزدیک موقر و معظم ہو جاتا ہے۔ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْكٍ مُّقْتَدِرٍ۔

ہشتم: حق تعالیٰ اسے دنیا میں وہ عزت بخشتا ہے کہ ملوک و سلاطین و جباران زمین اس کی خدمت و فرماں برداری کرتے ہیں۔

بعض مشائخ کرام فرماتے ہیں کہ جو خدا کا ہو جاتا ہے تمام عالم میں اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔

تو یک عہد گر خود بجا آوری ۔۔۔ سر نہ فلک زیر پا آوری!

کسب رضا نما و فلک زیر پا بہ بیں ۔۔۔ کس بے رضا بہ ذروۂ علیا نمی رسد

صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو اپنی طرف نسبت کیا۔ نَاقَۃَ اللّٰہِ وَ سُقْیٰھَا۔ سب جانور اہلی و جنگلی اس سے ڈرتے۔

کعبہ معظمہ کو اپنا گھر کہا۔ طَھِّرَا بَیْتِیْ، آدمی اس کی زمین میں شکار نہیں کھیلتے، پرند اس پر ہو کر نہیں اڑتے، اصحاب فیل کو اُن کی بے اَدبی نے ہلاک کیا اور اُس کے ہاتھی محمود نے اسے دیکھ کر سجدہ کیا ہر چند مارا نہ اٹھا مسمی مطابق اسم ہوا۔

کرا دماغ کہ از کوئے یار بر خیزد

نشستہ ایم کہ از ما غبار بر خیزد

نہم: اسے ہمت بلند عطا فرماتا ہے کہ لوث حرص و طمع اس کے قریب نہیں آتا اور صبح و شام غیر خدا سے کچھ کام نہیں رہتا۔

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ۔

دہم: دل اس کا تونگر ہو جاتا ہے کہ دولتِ ہفت اِقلیم اس کی نظر میں حقیر و بے قدر ہو جاتی ہے۔ وَ اِنَّمَا الْغِنَى غِنَى النَّفْسِ۔

یازدہم: اس کے دل میں ایک نور پیدا ہو جاتا ہے جس کی روشنی میں ملکوتِ آسمان و زمین اس پر منکشف ہوتے ہیں۔

وَ كَذٰلِكَ نُرِيْ اِبْرَاهِيْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لِيَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِيْنَ۝

دوازدہم: وحشت اس کے قریب نہیں آتی اور خود مالک حقیقی اس کا مونس ہوتا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔

سیزدہم: اس کا دل اس قدر فراخ و منشرح فرماتے ہیں کہ علوم و معارف بے تکلف حاصل اور نظریات بدیہی ہو جاتے ہیں اور انتہا اس کی یہ ہے کہ تعلیم اِلٰہی بے واسطہ توجہ فرماتی اور مشق لوح و قلم بے کار رہ جاتی ہے مرتبۂ اُمّیت کہ خاصۂ جناب ہے اسی سے عبارت اور عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ اور عَلِمْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِيْنَ وَ الْاٰخِرِيْنَ اسی طرف اشارت۔

چہاردہم: اس کا رُعب خَلق کے دل میں پیدا ہوتا ہے کہ زبردستان عالم اس کے نام سے کانپتے ہیں اور کج کلہان جہاں اس کے سامنے بات نہیں کر سکتے۔

طارت القلوب العدى من باسهم فرقا فما تفرق بين البهم و البهم!

اور نہایت اس کی یہ ہے کہ شیطان اس کے سایہ سے بھاگتا ہے اور جس راہ وہ چلے اس راہ سے نہیں گزرتا۔

اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَرَ وَمَا لَقِيَكَ الشَّيْطٰنُ سَالِكًا فَجًّا قَطُّ اِلَّا سَلَكَ فَجًّا غَيْرَ فَجِّكَ۔

پانزدہم: خلق کو اس سے محبت ہو جاتی ہے یہاں تک کہ آسمان وزمین اس کی موت پر روتے ہیں

كَمَا وَرَدَ فِي الصِّحَاحِ۔

شانزدہم: اس کے ہر کام اور ہر چیز میں برکت ہوتی ہے حتیٰ کہ لوگ اس کے کپڑوں اور مکان سے تبرک کرتے اور فائدہ اٹھاتے ہیں، جہاں جاتا ہے رحمتِ الٰہی نازل اور رضائے ربانی حاصل ہوتی ہے۔

لِلّٰهِ قَوْمٌ إِذَا حَلُّوْا بِمَنْزِلَةٍ حَلَّ الرِّضَى وَيَسِيْرُ الْجُوْدُ إِنْ سَارُوْا

ہفتدہم: بارگاہِ عزت میں ایسا قبول ووجاہت پاتا ہے کہ اس کے پاس بیٹھنے والے بھی بد بخت اور رحمتِ الٰہی سے محروم نہیں رہتے۔

هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ۔

ہیجدہم: زمین اور پانی اور ہوا اور وحوش وطیور وسباع اس کے مسخر ہوتے ہیں کہ پانی پر چل سکتا ہے اور ہوا میں اُڑ سکتا ہے چاہے تو ہزار کوس زمین ایک ساعت میں طے کرے اور اُڑتے جانور ہوا سے اتار لے وحوش سباع کو بے آلات واسباب پکڑ سکتا ہے۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ۔

نوزدہم: دعا اس کی قبول ہوتی ہے سفارش منظور، جو چاہتا ہے خدا اپنے فضل وکرم سے کر دیتا ہے جس بات پر قسم کھاتا ہے وہی ہو جاتا ہے، حدیث میں ہے:

رُبَّ أَشْعَثَ أَغْبَرَ لَوْ أَقْسَمَ بِاللّٰهِ لَأَبَرَّهٗ۔

بستم: عبادت سے بدن ضعیف ہو جاتا ہے اور اس کا ضعف روح کو قوت بخشتا ہے۔

مردن تن وریاضت بند گیست رنج ایں تن روح را پایند گیست

تن ریاضت گرچہ لاغری کند صدر راچوں بدر نوری کند

بست ویکم: اس کے وسیلہ سے مخلوقِ خدا رزق پاتی اور نصرتِ الٰہی نازل ہوتی ہے۔

بست ودوم: رفتہ رفتہ یادِ خدا اس کی خمیر ہو جاتی ہے اور دل ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتا

ہے کہ کوئی کام اس سے مانع نہیں ہوتا:

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

بست وسوم: درگاہِ الٰہی میں اسے ایسا رتبۂ جلیلہ عطا فرماتے ہیں کہ لوگ اس کی جاہ وبرکت کو اپنی حاجتوں میں وسیلہ کرتے ہیں اور اس کے توسل وشفاعت سے مرادیں پاتے ہیں۔

وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَجَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ٥

بست وچہارم: انجام کار جب عبادت نہایت کو پہنچتی ہے تو عابد ومعبود میں ایک ایسی نسبت مجہول الکیفیت حاصل ہوتی ہے کہ زبان جس کے بیان سے قاصر اور دست عقل دامن ادراک سے کوتاہ جناب باری حلول تے پاک ہے اور واجب وممکن کا اتحاد محال مگر جو بات کہتا ہے خدا کا کلام ہے اور جو فعل کرتا ہے اللہ کا کام۔

شرح ایں معنی بروں از آگہی ست — پا نہادن اندریں رہ بیر ہی ست

جناب سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پروردگار اکرم سے ناقل ہیں:

مَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا وَفُؤَادَهُ الَّذِیْ يَعْقِلُ بِهٖ وَلِسَانَهُ الَّذِيْ يَتَكَلَّمُ بِهٖ۔

ہمیشہ بندہ میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے نوافل سے یہاں تک کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں پس جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو ہو جاتا ہوں اس کا وہ کان جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا وہ ہاتھ جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا وہ پیر جس سے وہ چلتا ہے اور اس کا وہ دل جس سے وہ سمجھتا ہے اور اس کی وہ زبان جس سے وہ کلام کرتا ہے۔

بست وپنجم: وقت مرگ ایمان ثابت اور مکر ووساوس شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔

اِنَّ عِبَادِیْ لَيْسَ لَكَ عَلَيْهِمْ مِنْ سُلْطٰنٍ۔

بست و ششم: فرشتے اسے خدا کی رضامندی کے ساتھ بشارت دیتے ہیں اور کہتے ہیں:

یٰاَیَّتُھَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً○

اے مطمئن جان! پھر چل اپنے رب کی طرف اس حال میں کہ تو اس سے راضی ہے اور وہ تجھ سے، اس وقت وہ جان بہزار شوق و رغبت دار آخرت کی طرف متوجہ ہوتی ہے اور ثمرہ اس رغبت کا یہ ہوتا ہے کہ خدائے تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور پسند فرماتا ہے:

مَنْ أَحَبَّ لِقَآءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَآءَهٗ۔

بست و ہفتم: جب وہ جان اپنے مالک کے حضور پہنچتی ہے محبوب حقیقی اپنے جوارِ رحمت میں جگہ دیتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ○

بست و ہشتم: اسے ملکوت آسمان میں جلوہ دیتے ہیں اور ملاء اعلیٰ پر عرض کرتے ایک خوشبو اس روح پاک سے نکلتی ہے کہ دماغ قدسیان معطر کر دیتی ہے ملائکہ اس کی زیارت کرتے ہیں اور اسکے حق میں دعائے خیر دیتے ہیں:

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتَ تَعْمُرِينَه۔

بست و نہم: قبر کے فتنے سے محفوظ رہتی ہے اور سوالِ نکیرین کا جواب غیب سے اسے تعلیم ہوتا ہے:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ○

سیم: پروردگار عالم اس کی قبر کو روشن و فراخ کر دیتا ہے اور ایک کھڑکی بہشت کی طرف اس کی قبر میں کھول دیتا ہے:

كَمَا نَطَقَتْ بِهِ الصِّحَاحُ۔

سی و یکم: اس کی روح بہشت و متبرک مکانات کی سیر کرتی ہے:

تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ تَشَآءُ۔

سی ودوم: حشر کے روز اسے خلعت وتاج کرامت عنایت ہوگا اور میدانِ قیامت میں نور کے اونٹوں پر سوار ہو کر جائے گا:

یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا o وَنَسُوْقُ الْمُجْرِمِیْنَ اِلٰی جَهَنَّمَ وِرْدًا o

سی وسوم: قیامت کے ہول سے مامون رہے گا۔

اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَهُمْ مُّهْتَدُوْنَ o

سی وچہارم: اسے عرش کے سایہ میں جگہ دیں گے کہ تیزی آفتابِ حشر کی نہ ستائیگی۔

یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ۔

سی وپنجم: اس کے چہرے کو وہ نور عطا فرمائیں گے کہ آفتاب ومہتاب میں نہیں۔

وُجُوْهٌ یَّوْمَئِذٍ مُّسْفِرَةٌ o ضَاحِكَةٌ مُّسْتَبْشِرَةٌ o

سی وششم: نامۂ اعمال اسکے داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا یا اسے نامۂ اعمال نہ دیں گے۔

كَمَا وَرَدَ فِي الْأَحَادِيْثِ۔

سی وہفتم: پلّہ اس کے نیک اعمال کا گراں ہوگا یا اعمال اس کے وزن نہ کیے جائیں گے۔

مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ۔

سی وہشتم: حساب اس کا بآسانی ہوگا یا بلا حساب بہشت میں داخل کریں گے۔

يَا مُحَمَّدُ! اَدْخِلْ مِنْ اُمَّتِكَ مَنْ لَا حِسَابَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْبَابِ الْأَيْمَنِ مِنْ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ وَهُمْ شُرَكَآءُ النَّاسِ فِيْمَا سِوٰى ذٰلِكَ مِنَ الْأَبْوَابِ۔

سی ونہم: پانی حوض کوثر کا پلاویں گے کہ پھر کبھی پیاس میں مبتلا نہ ہوگا۔

لَا تَظْمَأُ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔

چہلم: پُل صراط سے بہت جلد اور بآسانی گزرے گا۔

كَطَرْفِ الْعَيْنِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيْحِ وَكَالطَّيْرِ وَكَاَجَاوِيْدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ۔

چہل ویکم: میدان حشر میں اپنے متعلقوں کی شفاعت کرے گا۔

فَوَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا مِنْ اَحَدٍ مِنْكُمْ بِأَشَدَّ مِنَّا شِدَّةً فِي الْحَقِّ قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لِلّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِاِخْوَانِهِمُ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ۔

چہل ودوم: ملک ابدی یعنی: بہشت بریں اسے عنایت کریں گے کہ پھر کبھی کوئی رنج وتکلیف اس کے پاس نہ آوے گی۔

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔

چہل وسوم: روز قیامت اسے نور کے تودے پر بٹھادیں گے یا عرش یا لوائے محمدی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے سایہ تلے جگہ دیں گے۔

نِعْمَ الثَّوَابُ وَحَسُنَتْ مُرْتَفَقًا۔

چہل وچہارم: اللہ جل شانہٗ اس سے ایسا خوشنود ہوگا کہ پھر کبھی ناراض نہ ہوگا۔

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ أي: رضوان الله۔

چہل وپنجم: جناب باری اس کے سب مرادیں برلاوے گا اور جو مانگے گا حضرت کریم عطا فرماوے گا۔

لَهُمْ مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ۔

چہل وششم: دیدار محبوب سے مشرف ہوگا اور اس نعمت عظمٰی ودولت کبریٰ سے کوئی نعمت دنیا وعقبٰی کی نسبت نہیں رکھتی۔

وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ ۝ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ ۝

چہل وہفتم: عبادت باعث معرفت ہے اور معرفت اقصٰی مرادات۔

چوں نشستی برسر کوئے کسے | عاقبت بینی تو ہم روئے کسے

چہل وہشتم: رفاقت ومعیت انبیاء وصدیقین وشہدائے صالحین سے مشرف ہوتا ہے۔

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ۝

چہل ونہم: ہفتہ میں دو بار عبادتیں اس کی جناب سرور عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے حضو

عرض کی جاتی ہیں حضور اس سے خوش ہوتے ہیں اور اس کے حق میں دعائے خیر فرماتے ہیں:

وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

پنجاہم: ہر عمل کا اجر معین ہے کہ اس سے تجاوز نہیں کرتا بخلاف عبادت کے کہ دہ (۱۰) گونہ سے سات سو گونہ تک حاصل ہوتا ہے۔

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ۔

''ان کی مثل جو خدا کی راہ میں اپنے مال خرچ کرتے ہیں دانے کے مانند ہے جس نے اگائیں سات بالیاں ہر بالی میں سو دانے، اور اوقات فاضلہ مانند ماہ رمضان خصوصاً عشرہ اخیرہ اور شعبان و ماہ ہائے حرام و شب قدر و شب برأت اور پہلی اور دسویں رات محرم اور پہلی اور پندرھویں اور ستائیسویں رجب اور شب عید و شب عرفہ اور ستائیسویں شب رمضان کی اور اماکن متبرکہ مانند کعبہ معظمہ و مسجد نبوی و بیت المقدس و مشاہد طیبہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور مساجد اور مجالس و مقابر علماء و اولیا میں اس سے بھی زیادہ ملتا ہے مثلاً کعبہ میں ہر عبادت کا ثواب بیس لاکھ گونہ ہوتا ہے اور مسجد حرام میں ایک لاکھ اور مسجد حضور میں پچاس ہزار اور بیت المقدس میں پانچ ہزار وَوَرَدَ غَيْرَ ذَالِكَ اور ماہِ رمضان میں نفل کا ثواب فرض کے برابر عُمْرَةٌ فِيْ رَمَضَانَ تَعْدِلُ حَجَّةً مَعِيَ اور فرض کا اقل ستر گونہ

وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ○ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ○

پہلا باب

اعظم ارکان وافضل اعمال اعنی نماز کے بیان میں

اس باب میں چار فصلیں ہیں۔

فصلِ اوّل فضائل وفوائدِ نماز میں

نماز حضوری بارگاہ بے نیاز ہے اور مقامِ مناجات دراز، اگر مصلی جانے کس کے حضور بُلایا جاتا ہوں دُنیا وما فیہا ترک کر کے سر کے بل مسجد کی طرف دوڑے۔ مقصود وغایت ہر عبادت سے ثواب وجنت ہے اور نماز خود مقصود وغایت، عارفین کہتے ہیں: اگر بندے کو نماز وبہشت میں [اختیار عطا] کریں نماز اختیار کرے، یہ دولت بے نہایت قَسَمْتُ الصَّلٰوۃَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ عَبْدِیْ نِصْفَیْنِ فَنِصْفُهَا لِیْ وَنِصْفُهَا لِعَبْدِیْ بہشت میں کہاں، جو مسجد میں جاتا ہے گویا خدا کی زیارت کرنے والا ہے اس کے ہر قدم پر ایک نیکی لکھی جاتی ہے دوسرے پر ایک گناہ معاف ہوتا ہے جو بندہ خالصاً لوجہ اللہ نماز پڑھتا ہے گناہ اس کے برگہائے درخت کی طرح جھڑتے ہیں اور فرشتے خدا کے حضور اس کی مدح وثنا کرتے ہیں اور اس کے حق میں دعا اور اس کی دعا پر آمین کہتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں پروردگار اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اپنے فرشتوں سے مباہات کرتا ہے اور ایک منادی پکارتا ہے: اگر یہ مناجات کرنے والا جانتا کہ کس سے مناجات کرتا ہے دوسرے کی طرف التفات نہ کرتا، اور جو رات کو نماز کے لئے لحاف سے جُدا ہوتا ہے خدائے تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے اس بندہ کو دیکھو میرے واسطے اپنا لحاف چھوڑ کر نماز میں مشغول ہے۔ اربابِ طریقت فرماتے ہیں: جب بندہ برعایت ارکان وشرائط وجمع ظاہر وباطن نماز پڑھتا ہے اس کے دل پر ایک نور چمکتا ہے جس سے عجائب ملک وغرائب ملکوت بقدر صفائی قلب وہمت مصلی منکشف

ہوتے ہیں بعض پر حقائق اشیاء اور بعض پر ان کی مثالیں اور کسی پر صفات الٰہیہ کے انوار اور دوسروں پر اسرار افعال ظاہر کرتا ہے جو ترقی مسلمان کو نماز میں حاصل ہوتی ہے کسی کام میں نہیں اور جو راز اس سے کھلتے ہیں کسی عمل سے ظاہر نہیں ہوتے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہشت و دوزخ نماز میں ملاحظہ فرمائے اور حاجیوں کے کپڑے چرانے والے اور اس عورت کو جس نے بلی باندھ کر بھوک اور پیاس سے ہلاک کی دوزخ میں دیکھا، حقیقت اس کی اذہانِ سافلہ کے اِدراک سے وراہے، شیخ ابوسعید ابوالخیر قدس سرہ کے مرید نے ان کے حجرے میں ایک نور دیکھا بے اختیار چلایا:

إِنِّي رَأَيْتُ رَبِّي۔

تحقیق میں نے اپنے پروردگار کو دیکھا، شیخ نے فرمایا: اے نادان! تو کہاں اور وہ ذاتِ پاک کہاں! یہ نور تیرے وضو کا ہے، جب نورِ وضو کا یہ حال ہے تو نماز کی حقیقت ہر کس و ناکس کب سمجھے مگر قیامت کو یہ نور مصلّی کی پیشانی پر ظاہر ہوگا کہ نشان سجدے کا چودھویں رات کے چاند کے مانند چمکے گا اگر شامت اعمال سے دوزخ میں جاوے گا آتش جہنم مواضع سجود کو نہ جلا سکے گی، خدا کو کوئی عمل نماز سے زیادہ پیارا نہیں ورنہ فرشتوں کو اس میں مشغول کرتا، وہ ارکان نماز میں مصروف ہیں بعض رکوع بعض سجود بعض قیام بعض قعود میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو جو خوشی و راحت نماز میں حاصل ہوتی کسی عبادت میں نہ ملتی اکثر فرماتے:

أَرِحْنَا يَا بِلَالُ بِالصَّلٰوةِ

''آرام پہنچا ہمیں اے بلال! نماز سے''۔

حدیث میں ہے: ''نماز بہشت کی کنجی ہے''۔

احمد و ابوداؤد کی حدیث میں آیا:

''پانچ نمازیں خدا نے فرض کیں جو ان کا وضو اچھی طرح کرے اور انہیں وقت پر پڑھے اور ان کا رکوع و سجود خضوع و خشوع سے پورا کرے اس کے لئے خدا پر عہد ہے کہ بخشدے اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے خدا پر عہد نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب کرے''۔

امام مالک وابن حبان ونسائی کی روایت میں بھی قریب اس کے وارد۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے:

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔

''صبر ونماز سے مدد چاہو''۔

پیغمبر خدا ﷺ کو جب کچھ رنج وملال ہوتا نماز پڑھتے، ابن عباس کا بیٹا مر گیا نماز پڑھنے لگے، اور ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ۔

''نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے''۔

کسی نے حضور سرورِ عالم ﷺ سے عرض کیا: فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا اور صبح ہوتے چوری کرتا ہے، ارشاد ہوا:

''اسے منع کردے گا جو تو کہتا ہے''۔

یعنی: نماز اس کی چوری چھڑا دے گی۔ اور فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ۝

یہ آیت بآواز بلند پکارتی ہے کہ نماز دخول فردوس میں دخل تام رکھتی ہے اور فرماتا ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفاً مِّنَ اللَّيْلِ اِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذٰلِكَ ذِكْرٰى لِلذَّاكِرِيْنَ ۝

سیاقِ آیت سے ظاہر کہ حسنات سے نمازیں مراد ہیں اور ان کے سبب گناہ بخشے جاتے ہیں، حدیث میں بھی وارد ہوا:

''نمازِ پنجگانہ گناہوں کو اس طرح دُور کرتی ہے جیسے پانی میل کو''۔

سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ نمازی سے راضی ہوتا ہے اور قیامت کو اسے اپنے دیدار سے مشرف کرے گا اور یہ ایسی دولت ہے کہ نہایت نہیں رکھتی اور دنیا وما فیہا بلکہ ہشتِ جنت اس کی قیمت نہیں ہوسکتی سخت بے ہمت ہے کہ اس عمدہ

کام میں جس کی بدولت یہ دولت اور بے نہایت نعمت حاصل ہو کاہلی کرے اور اپنی جان مصیبت میں ڈالے عذاب آخرت کی صعوبت جو بے نماز پر ہو گی بیان سے باہر ہے، دنیا میں بھی ہزار طرح کی بلا و آفت اس پر نازل ہوتی ہے لکھا ہے۔ بغداد میں ایک امیر زادی مرگئی جب غسل کے لئے چادر اتاری ایک اژدہا بدن سے لپٹا نظر آیا لوگوں نے مارنا چاہا میت کے باپ نے کہا: یہ سانپ خدا کے غضب کا ہے مارا نہ جاوے گا، پھر سانپ سے کہا: میں جانتا ہوں تو خدا کے حکم سے آیا ہے مگر ہمیں بھی حکم ہے کہ سنت کے مطابق تجہیز و تکفین کریں اس کام کی مہلت دے، سانپ فوراً جدا ہو گیا اور ایک کونے میں جا بیٹھا جب اسے غسل و کفن دے کر پلنگ پر ڈالا جھپٹ کر بدستور لپٹ گیا آخر ساتھ ہی دفن ہوا، لوگوں نے اس امیر سے پوچھا: یہ لڑکی کیا گناہ کرتی تھی؟ کہا کبھی نماز قضا کرتی۔

اس سے زیادہ مصیبت کیا ہوگی کہ تارکِ جمعہ کے حق میں وارد ہوا اگر باز نہ آوے گا حق تعالیٰ اسکے دل پر مُہر کر دے گا پس تارکِ پنجگانہ کا کیا حال ہوگا! اور ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ ○ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُم مُّلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ○

اس آیت سے ظاہر ہے کہ بے نماز قیامت آنے کا اعتقاد نہیں رکھتا اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا خدا کی بات جھٹلانے والا ہے اس لئے ارشاد ہوا:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ ارْكَعُوا لَا يَرْكَعُونَ ○ وَيْلٌ يَوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِينَ

''اور جب کہا جائے رکوع کرو نہیں کرتے، خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے''۔

دوسری جگہ اس سے زیادہ تصریح ہے:

أَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ○

''نماز برپا رکھو اور مشرکین سے مت ہو جاؤ''۔

اور حدیث میں بھی وارد......

مَنْ تَرَكَ الصَّلٰوةَ مُتَعَمِّداً فَقَدْ كَفَرَ۔

''جس نے نماز ترک کی تحقیق کافر ہوا''۔

اسی طرح بہت آیات واحادیث کہ بعض ان سے ہم نے ''سرور القلوب فی ذکر المحبوب'' اور اپنی تفسیر میں ذکر کیں، بے نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور امیر المؤمنین عمر اور سیدنا عبداللہ ابن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبداللہ اور ابو درداء اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبداللہ بن مبارک اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابوداؤد طیالسی اور زہیر بن حرب وغیرہم صحابہ وتابعین وائمہ دین رضی اللہ عنہم اجمعین اسے کافر کہتے، اور امام مالک وامام شافعی (رحمۃ اللہ علیہما) قتل کا حکم دیتے ہیں، اکثر مالکیہ وحنبلیہ وشافعیہ گردن مارتے اور بعض شافعیہ ومالکیہ تیز ہتھیار سے بدن میں زخم لگاتے ہیں یہاں تک کہ مر جاوے یا توبہ کرے، امام اعظم اور ابو یوسف اور زہری اور مزنی اور حافظ ابو الحسن علی مقدسی (رحمۃ اللہ علیہم) اگر توبہ نہ کرے دائم الحبس کرتے ہیں اور بعض شافعیہ ومالکیہ کا فتویٰ یہ ہے کہ بے نماز کو غسل نہ دیا جائے اور نماز جنازہ اس کی نہ پڑھی جائے قبر اس کی بلند نہ کی جائے بلکہ تذلیل کے لئے زمین کے برابر رکھیں کہ اس نے ایسے عمدہ فرض کو ذلیل سمجھا اور حق اس کا ادا نہ کیا، بالجملہ جو قدر ومنزلت اس عبادت کی ہے کسی عمل کی نہیں اور جس قدر اہتمام شارع کو اس کا منظور دوسری عبادت کا نہیں روزہ مریض ومسافر اور حج سفر سے عاجز اور زکوٰۃ بے مقدور پر فرض نہیں مگر نماز سوا حائض اور نفساء کے سب مکلفوں پر فرض ہے اسی لئے اس عبادت میں نیابت اَصلاً مداخلت نہیں رکھتی بخلاف حج کے کہ غیر کی طرف سے ہوسکتا ہے اور شیخ فانی روزہ کے عوض فدیہ دے سکتا ہے زکوٰۃ وغیرہا عباداتِ مالیہ میں بھی نیابت جاری ہے پہلا فرض اس اُمت پر نماز ہے اور پہلے اسی کا حساب ہوگا اور اسی سے مواخذہ کیا جاوے گا اگر وہ پوری نہ نکلی سب اعمال رد کردیئے جاویں گے مسلمانوں کو چاہیئے اس عمدہ عبادت کو کمال شوق ورغبت سے بجالاویں اور عذر وبہانے پیش نہ کریں یہ عذر وبہانے قیامت کے دن پیش نہ کئے جاویں گے اس روز اگر دریا خون کا آنکھوں سے بہائیں گے دو رکعت نماز کی اجازت نہ پاویں گے۔

وَقَدْ كَانُوا يُدْعَوْنَ إِلَى السُّجُودِ وَهُمْ سَالِمُونَ ۝

آج اختیار باقی ہے قضا نمازیں ادا کریں اور پنجگانہ مسجد میں حاضر ہو کر جماعت کے ساتھ پڑھیں احادیث صحیحہ میں جماعت کی تاکید اور تارک پر وعید شدید وارد، فقہا فرماتے ہیں: اگر اہلِ شہر جماعت چھوڑ دیں امام ان پر جہاد کرے بعض نمازی جماعت میں حاضر نہ ہوئے سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کسی کو نماز پڑھانے کا حکم دوں اور ان پر اُن کے گھر جلا دوں، ایک روز آپ نے نماز صبح پڑھائی پس از فراغ ارشاد فرمایا: کیا فلاں فلاں شخص حاضر ہیں؟ لوگوں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: یہ دو نمازیں یعنی صبح وعشاء منافقین پر نہایت گراں ہیں اور اگر وہ ان کی فضیلت سے واقف ہوتے تو افتاں وخیزاں آتے، اور فرماتے ہیں: اگر کسی قریہ یا بادیہ میں تین آدمی بھی ہوں اور نماز جماعت سے نہ پڑھیں شیطان ان پر غالب ہو جاوے اور فرماتے ہیں کہ جماعت لازم پکڑو کہ بھیڑیا یعنی شیطان اسی کو کھاتا ہے جو گلہ سے الگ ہوتی ہے اور فرماتے ہیں: جو اذان سن کر بلا عذر مسجد میں نہ آئے گھر میں نماز پڑھ لے وہ نماز اس کی قبول نہ ہو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! عذر کیا ہے؟ فرمایا: خوف یا مرض، اور فرماتے ہیں: اگر عورتوں اور لڑکوں کے جلنے کا خوف نہ ہوتا تو اپنے غلاموں کو حکم دیتا کہ تارکانِ جماعت عشا اور ان کے گھر اور مال ومتاع کو جلا دیں، اور فرماتے ہیں: جو اذان سن کر مسجد میں حاضر نہ ہو ملعون ہو جائے۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جسے خوش آتا ہو کہ روزِ قیامت خدا سے مسلمان ملے نماز پنجگانہ مسجد میں پڑھے اگر نمازیں گھر میں پڑھو گے تو اپنے نبی کی سنت ترک کرو گے اور جب اپنے نبی کی سنت ترک کرو گے گمراہ ہو جاؤ گے عہد رسول اللہ ﷺ میں کوئی جماعت ترک نہ کرتا تھا مگر منافق ظاہر النفاق۔ اس کے سوا بہت احادیث وارد ہیں کہ ترکِ جماعت کے جرم عظیم وسخت گناہ ہونے پر شاہد ہیں۔ سلف صالح کی تکبیرِ اولیٰ فوت ہوتی تو تین روز اور جماعت ہاتھ نہ آتی تو سات روز تک اپنا ماتم کرتے حاتم اصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میری نماز جماعت فوت ہوئی سوا ابو اسحٰق بخاری کے کوئی تعزیت کو نہ آیا اگر میرا بیٹا مر جاتا تو دس ہزار آدمی سے زیادہ تعزیت کو آتے کہ مصیبتِ دین مصیبتِ دنیا سے لوگوں کی نگاہ میں سہل وآسان ہے میمون بن مہران مسجد میں آئے کسی نے کہا: نماز ہو گئی، فرمایا:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔
مجھے یہ نماز ولایتِ عراق سے زیادہ عزیز تھی۔
ھٰذا وَاللّٰہ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَمِنْہُ الْوُصُوْلُ اِلٰی سَوَآءِ الطَّرِیْقِ اِنَّہٗ تَعَالٰی بِالاسْتِعَانَۃِ حَقِیْقٌ۔

فصل دوسری: شروطِ نماز کے بیان میں

شرع میں شرط خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں اور وہ پانچ ہیں:

اوّل طہارت

اور وہ دو قسم ہے: (۱) طہارت ظاہر کہ بدن وجامہ ومکان کی پاکی سے عبارت ہے اور (۲) طہارت باطن کہ حسب تصریح امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی کے تین قسم ہے:
اور پاکی سر کی غیر حق وماسوائے اللہ سے اور یہ طہارت انبیاء وصدیقین کی ہے۔
قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ○

دوم: پاکی دل کی اخلاق رذیلہ سے مانند کبر وحسد وعجب وریا کے یہ طہارت متقین کی ہے اور اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ۔ اس کی طرف اشارہ۔

سوم: پاکی جوارح کی ذنوب ومعاصی سے کہ طہارت پارساؤں کی ہے جو لوگ طہارت کو طہارت ظاہر میں منحصر سمجھتے اور اس میں حد سے زائد تکلف اور مبالغہ کرتے ہیں حقیقت طہارت سے جاہل ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس میں اس درجہ تکلف واہتمام نہ فرماتے ہمہ تن تطہیر وتنظیفِ باطن میں مصروف رہتے آیا یہ فضائل:
بُنِیَ الدِّیْنُ عَلَی النَّظَافَۃِ۔ اَلطُّھُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ۔
وَاللّٰہُ یُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ○
صرف طہارت ظاہر کے ہیں حاشا وکلا بلکہ طہارت حقیقیہ ونظافت قصوی

طہارت باطن ہے خصوصاً قسم اول کہ افضل مراتب ہے ہاں یہ طہارت کمال نماز کے لئے شرط ہے اور اصل نماز کی صحت اس پر موقوف نہیں لہٰذا فقہا اس سے بحث نہیں کرتے۔

دوم ستر عورت

کہ فقہا کے نزدیک جزو خالص بدن چھپانا اور اہل طریقت کے طور پر اس کے ساتھ فضائح باطنیہ کا اخفا شرط ہے لیکن چھپانا ان کا علام الغیوب سے ممکن نہیں ناچار خوف وندامت وخجلت کو قائم مقام اس کے کرتے ہیں کہ جو غلام اپنے رحیم وکریم مولیٰ کی نافرمانی کر کے بھاگے اور کہیں ٹھکانہ نہ پا کر پھر اسی کے در پر آپڑے خوف سے بدن کانپتا ہوا اپنی حرکتوں پر شرمندہ کہ ندامت وخجلت سے سر نہ اٹھا سکے وہ مولیٰ ایسے غلام کی حرکتوں سے چشم پوشی واغماض کرتا ہے اور اس کے قصور سے درگزر فرما کر اپنی مہربانیوں سے نوازتا ہے۔

سوم نیت

اور وہ اس جگہ ارادۂ خالصہ للہ سے عبارت ہے اور مراتب خلوص متفاوت ایک یہ کہ امتثال امر الٰہی ملحوظ ہو اور غیر کی طرف نظر نہ کرے جو شخص عبادت سے اپنی ناموری یا قدر ومنزلت خلق کے دل میں چاہتا ہے عبادت اس کی ہرگز قبول نہیں قیامت کو اس سے کہا جاوے گا اے فاجر اے غادر اے کافر اے خاسر تیرا عمل گم اور اجر حبط ہوا اپنا اجر اس سے لے جس کے لئے عمل کرتا تھا اور اعلیٰ مرتبہ اس کا یہ ہے کہ اپنے حظ ونصیب کو بھی دخل نہ دے جو عذاب آخرت کے خوف سے نماز پڑھتا روزہ رکھتا ہے اس غلام کے مانند ہے کہ مار کے ڈر سے چار ناچار مولیٰ کی خدمت کرتا ہے اور جو حور وقصور کے لئے بندگی وعبادت کرتا ہے وہ درحقیقت خادم ان چیزوں کا ہے نہ خادم مولیٰ یہ مرتبہ ہرچند عقل کا مقتضی ہے کہ عاقل جب دنیا کی عشرتوں اور نعمتوں کو فانی اور غم ونقصان اور دوسرے عیبوں سے مشوب ومکدر دیکھتا ہے اور جانتا ہے ایک عالم اور ہے اور اشرف واکمل ودائم عیوب ونقصان سے پاک ومبرا اوقات عزیز اپنی اس کی طلب میں مصروف کرتا اور تھوڑی دیر کا آرام وراحت چھوڑ کر ثواب آخرت کی طرف کہ باقی وثابت ہے راغب ہوتا ہے مگر

کامل اس عبادت کو چار وجہ سے ناقص سمجھتے ہیں۔

وجہِ اوّل

جس بات میں حظ نفس کو دخل ہے خالص نہیں اور جو خالص نہیں ناقص ہے بندہ مخلص اپنے حظ ونصیب سے مطلب نہیں رکھتا اور اپنی خواہش ومراد محبوب پر قربان کرتا ہے عارف حکم میت میں ہے۔

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ o

اور مردے کو خواہش وآرزو سے کام نہیں اسی جگہ سے کہتے ہیں:

مَنْ لَهٗ شُغْلٌ فِيْ دُنْيَاهُ اَوْ فِيْ قَلْبِهٖ حَدِيْثُ عُقْبَاهُ فَلَيْسَ لَهٗ نَصِيْبٌ مِنْ خِدْمَةِ مَوْلَاهُ۔

وجہِ دوم:

امام شمس الدین سجاوندی کہتے ہیں: بندے کو مولیٰ کی خدمت میں اُجرت پر نظر رکھنا بیجا ہے مسئلہ شرع ہے کہ غلام اپنے مولیٰ کے کام میں اُجرت کا مستحق نہیں پروردگار نے اسے جو نعمتیں عطا کیں کسی شے کے عوض نہ دیں اسے بھی چاہیئے کہ اس کی بندگی کو جنت کا وسیلہ اور دوزخ سے سپر نہ ٹھہرادے سواس کے عبادت اس کی توفیق سے ہوتی ہے ملک شاہی سے کوئی چیز بادشاہ کے پیش کش کرنا اور اسے حسن خدمت وموجب استحقاق سمجھنا نرا جنون ہے اور خواہ مخواہ عوض ضرور ہے تو کیا وہ نعمتیں جو خدمت سے پہلے عنایت ہوئیں تھوڑی ہیں جو ابھی مطالبہ باقی ہے۔ طرہ یہ ہے جو چیز عبادت کے بدلے طلب کرتا ہے تیری ناقص عبادت اس کی قیمت نہیں، ونعم ما قیل

قدسی ندانم چوں شود سودائے بازارِ جزا ۔۔۔ اونقد آمرزش بکف من جنس عصیاں در بغل

جو نادان مٹھی بھر جو بادشاہ کے حضور لے جاوے اور سمجھے میں اس خدمت سے بڑے عہدے کا مستحق ہو گیا دیوانہ ہے اگر عقل رکھتا نقصان خدمت پر شرمندہ ہوتا

چگونہ سرز خجالت برآورم از پیش ۔۔۔ کہ خدمتے بسزا برنیامد از دستم

اے عزیز! اپنی ناچیز خدمت پر نظر کرتا ہے اور اس شے کی قدر و منزلت جسے اس کی عوض چاہتا ہے نہیں دیکھتا پروردگار اسے عزیز و گرامی فرماتا ہے:

اِذَا رَاَیْتَ ثَمَّ رَاَیْتَ نَعِیْمًا وَّمُلْكًا كَبِیْرًا۝

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے بیش بہا فرماتے ہیں:

اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ غَالِیَةٌ اَلَا اِنَّ سِلْعَةَ اللّٰهِ الْجَنَّةُ۔

تو بھی عزیز و گرامی سمجھ اور بیش قیمت جان اور اپنی ناقص عبادت اسکے مقابلہ میں شمار نہ کر اگر تجھے ہزار برس کی عمر دیں اور تمام انفاس اپنے بندگی و عبادت میں صرف کرائے اس ملک عظیم و بے بہا نعیم کے سامنے کیا حقیقت ہے۔

وجہ سوم:

اپنے فعل پر نظر اور اس کے لئے قدر و قیمت ثابت کرنا کم ظرفی ہے۔

الحذر الحذر أيها المآء والمدر

بڑے بڑے دلاور اس جگہ معترف بقصور ہیں ماعبدنك حق عبادتك سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم عرض کرتے ہیں:

لَآ اُحْصِیْ ثَنَآءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَآ اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ۔

تیری کیا حقیقت جو اپنی عبادت پر ناز کرتا ہے کیا تو نے نہ سنا ابلیس نے اسی ہزار برس عبادت کی ایک ساعت اپنی طرف دیکھا سب حبط ہوئے اور ملعون ابدی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا یُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ۝

جو مجاہدہ کرتا ہے اپنی جان کے لئے کرتا ہے بیشک اللہ تعالیٰ تمام جہان سے بے پرواہ ہے ایسے غنی کو جسے تمام عالم کی پرواہ نہیں حقیر خدمت اور ناقص عبادت دکھاتا ہے ہیہات ہیہات یہ خدمت اس درگاہ کے لائق نہیں ہاں وہ کریم ہے اور کریم ناقص ہدیہ رد نہیں کرتا اور تھوڑی محنت پر بہت انعام دیتا ہے اگر اپنے فضل و کرم سے قبول کرے اور

انعام بے نہایت کہ

لَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ۔ اور

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ۔

جس سے عبارت ہے عنایت فرمادے کچھ بعید نہیں ؎

می توانی کہ دہی اشک مرا حسن قبول اے کہ دُر ساختہ قطرہ بارانے را

بلکہ جس حالت میں براہ بندہ نوازی بلا استحقاق ہماری عبادت پر ثواب آخرت ونعیم جنت کا وعدہ کیا تو امید قوی ہے کہ اس انعام سے ہمیں نوازے گا حقیقت رجا عبادت میں یہی ہے نہ یہ کہ اسے ثواب آخرت ونعیم جنت کی قیمت سمجھے اور استحقاق اپنا ثابت کرے۔

وجۂ چہارم

محبّ صادق سوا محبوب کے کسی طرف التفات نہیں کرتا ؎

چو دل با دلبرے آرام گیرد زوصل دیگرے کئے کام گیرد
نہی صد دستہ ریحاں پیش بلبل نخواہد خاطرش جز نکہت گل

اور عیش وعشرت سے کام نہیں رکھتا ؎

هَنِيئًا لِأَرْبَابِ النَّعِيمِ نَعِيمُهُمْ وَلِلْعَاشِقِ الْمِسْكِينِ مَا يَتَجَرَّعُ

اگر وعدۂ دیدار بہشت میں نہ ہوتا ذکر اس کا دوستانِ خدا کی زبان پر نہ آتا اور کوئی خوشی کے ساتھ اس میں قدم نہ رکھتا یہ لوگ اگر مطلوب حقیقی بہشت میں نہ پاویں اس کی نعمتیں رحمت سمجھیں اور بفرض محال دیدار دوزخ میں میسر ہو تو آتشِ جہنم کو توتیائے چشم بنائیں اور طوق وسلاسل بہشت کے کنگنوں سے بہتر نظر آئیں اور کریمہ:

﴿سَارِعُوا إِلَى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ﴾

اس مقام پر وارد نہیں کہ مشتاق کو اس مکان کی طرف جس میں وصل موعود ہو دوڑنا ضرور ہے ؎

أمر على الديار ديار ليلٰى　　أقبل ذا أبحدار وذا ابحدارا
وما حبّ الديار شغفن قلبي　　ولكن حبّ من زان الديار

اے عزیز! بہشت کو انواع نعمت وہزاران زینت سے آراستہ کرنا اور اسے حصول دیدار کی جگہ ٹھہرانا پھر اس کی طرف بلانا امتحان کے لئے ہے کہ کون مطلوب بالذات سمجھ کر اس کی طرف دوڑتا ہے اور کون وصل یار ولذت دیدار کے لئے طلب کرتا ہے جب طلب آخرت کا یہ حال ہے تو جو لوگ دنیا کے لئے عبادت کرتے ہیں دین کو دنیا کے بدلے بیچتے ہیں کیا عجب یہود کے ساتھ ایک رسی میں باندھے جاویں اگر اعلیٰ مرتبۂ اخلاص بخت کی نارسائی سے حاصل نہ ہو تو ادنیٰ مرتبہ کہ ثواب خلق کی طرف نظر نہ کرے واجب لیکن صرف یہ امر عدمی کافی نہیں نیت وارادہ للہ یعنی لا اقل اس قدر سمجھنا کہ خدا کے لئے نماز پڑھتا ہوں ضرور ہے یہاں تک کہ نماز غفلت دل کے ساتھ صحیح نہیں۔

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ۔

اصل امر میں وجوب ہے۔

وَلَا تَکُنْ مِّنَ الْغَافِلِیْنَ○

اور ظاہر نہی سے تحریم حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: جس نماز میں دل حاضر نہیں عذاب کی طرف شتابی کرنے والی ہے۔ ابوالعالیہ کریمہ۔

اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ صَلٰوتِھِمْ سَاھُوْنَ○

کی تفسیر فرماتے ہیں: یعنی وہ لوگ جو نماز میں بھولتے ہیں کہ رکعتوں کا شمار نہیں رکھتے۔ ''احیاء العلوم'' میں مرفوعاً مروی ہے: بنی اسرائیل کے ایک پیغمبر کو وحی ہوئی اپنی قوم سے کہدے بدنوں کے ساتھ میرے پاس آتے ہو اور اپنی زبانیں مجھے دیتے ہو اور دل مجھ سے غائب رکھتے ہو باطل ہے جس کی طرف جاتے ہو۔ اے عزیز! جو حقیقت نماز سے واقف ہے خوب جانتا ہے کہ غفلت اس کی ضد ہے اور کوئی شے اپنی ضد ومنافی کے ساتھ جمع نہیں ہوتی اور حضورِ قلب روح نماز ہے اور قالب بے روح مردہ اور عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ اس مضمون پر اجماع کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن جو کہ یہ امر اکثر اشخاص پر دشوار لہٰذا

فقہا رحمۃ اللہ علیہم صرف وقتِ تکبیر کے حضور قلب صحت نماز کے لئے کافی کہتے اور محققین فقہائے حنفیہ فرماتے ہیں: معتبر اس جگہ عملِ قلب ہے مجرد الفاظ کفایت نہیں کرتے کہ وہ کلام ہے نہ نیت مگر اس کے حق میں کہ کثرت یا شدت ہموم سے دل حاضر نہ کر سکے، بالجملہ فقہا وقت تکبیر کے اس قدر سمجھنا کہ بہ تعمیل حکم الٰہی مثلاً نماز فجر پڑھتا ہوں کافی جانتے ہیں اور حدیث مذکور و اقوال سلف کو ترغیب احضار قلب و تشدد پر محمول کرتے ہیں اور تحقیق یہ ہے کہ نمازِ عوامِ مومنین جس سے فقہا باحث صرف اس قدر اور اسی طرح طہارت ظاہر وغیر ہا شرائط مصرحۂ فقہا سے تمام ہو جاتی ہے گو اہل کمال اسے صورت نماز سمجھیں اور ثواب کہ اس پر موعود ہے حاصل ہو جاتا ہے اگر چہ یہ حضرات اسے صورت ثواب کہیں اور اقوال سلف جو اس کے فساد کا حکم کرتے ہیں نماز کاملین کے حق میں وارد کہ

حَسَنَاتُ الْأَبْرَارِ سَيِّاٰتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔

ورنہ یہ حکم تکلیف بالمحال کے قریب ہے کہ نماز بمجرد بلوغ فرض ہوتی ہے اور تطہیر باطن اور اسی طرح حضور قلب ابتدائے کار میں اختیار سے خارج پہلے قدم میں کوئی منزل طے نہیں ہوتی اور قلم ہاتھ میں لیتے ہی یاقوت رقم خاں نہیں ہو جاتا پس جو نادان عقل کے اندھے کہتے ہیں کہ جب دل حاضر نہیں تو ہمیں نماز سے کیا حاصل محض جاہل، ہمیں تعمیل چاہیئے کامل کرنا اور قبول فرمانا اس کے تعلق ہے اور وہ جو بعض احمق شیطان کے پیرو کہتے ہیں کہ ہم حقیقت نماز ادا کرتے ہیں، صورت نہ ادا کرنا ہمیں کیا مضر، جواب اس کا یہ ہے کہ صورت بے حقیقت اگر چہ ناقص ہے مگر حقیقت بے صورت باطل جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کہ تمام اہل کمال جن کے کفش بردار ہیں اسی صورت سے نماز پڑھتے ان مدعیان خامکار کو اس کے ترک کی کس نے اجازت دی اور اس کی طرف کس وجہ سے حاجت نہ رہی۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

چہارم وقت:

استیعابِ اوقات میں حرجِ عظیم تھا کہ بندے کھانا پینا سونا وغیرہا ضروریات نہ کر سکتے اور جو نماز غیر معین اوقات میں فرض ہوتی تو نفس تسویف کی گھاٹی میں ڈالتا کہ جلدی کیا ہے پڑھ لیں گے یہاں تک کہ اس دولت سے محروم رہتے لہٰذا پروردگارِ عالم نے یہ عمدہ عبادت اوقات معینہ میں فرض کی اور آٹھ پہر میں تھوڑی دیر اس کام کے لئے مقرر فرمائی تا تحصیل معاش اور دنیا کے کاروبار میں حرج نہ ہو باوجود اس رعایت کے تعمیل میں قصور سراسر شرارت و بغاوت اور موجب طرد و لعنت ہے، جب بادشاہ کوئی حکم برعایت مصالح رعیت نافذ فرماتا ہے سب لوگ برضا و رغبت قبول کرتے ہیں سوا سرکش باغی کے جو اس کی سلطنت سے کارہ اور مقابلہ کو آمادہ ہے قریب ہے کہ قہر سلطانی اس کی سرکوبی کو فوج ظفر موج بھیجے کہ انواع عذاب سے ہلاک کر کے کسی گڑھے میں ڈال دے سزا اس کی جو پادشاہان دنیا سے بغاوت کرے اس قدر ہے بہ خلاف بادشاہ حقیقی کے کہ جو اس سے بغاوت کرتا ہے بعد ہلاک کرنے فوج کے کہ اس جگہ ملائکہ عذاب سے عبارت ہے وہ گڑھا اس کے حق میں دوزخ ہو جاتا ہے قیامت تک اس میں جلتا ہے حشر کے دن اس سے زیادہ سختی اور مصیبت میں مبتلا ہوگا پھر دوزخ میں جاویگا وہاں آگ کا طوق گلے میں ڈالیں گے اور آگ کی زنجیریں پہنائیں گے زقوم کھاوے گا اور پیپ لہو دوزخیوں کا پیئے گا بڑے بڑے سانپ بچھو جن کا ایک زخم عالم کو ہلاک کرے کاٹیں گے کیا قرنوں یہ بلائیں اٹھانا سہل اور پانچ وقت نماز پڑھنا دشوار، نَسْأَلُ اللّٰهَ الْعَوْنَ وَالتَّوْفِيْقَ۔

پنجم استقبال قبلہ

نماز مقام مناجات و راز ہے اور اس امر کے لئے استقبال ضرور لیکن حقیقت توجہ اس جگہ متصور نہیں کہ وہ ذات پاک جہت و مقابلہ سے منزہ ہے بلکہ خاک افتادہ اپنے حیز سے عروج نہیں کرتی اس درگاہ تک رسائی پھر کہاں ناچار کعبے کی طرف جسے جناب الٰہی نے تشریفاً اپنا گھر فرمایا متوجہ ہوتی ہے البتہ روح انسانی عالم امر سے ہے وہ اس عالم کی طرف

توجہ کرسکتی ہے پس قبلہ جسم خاکی کا کعبہ اور روح انسانی کا رب کعبہ ہے۔

أَنْ تَعْبُدَاللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ۔

اسی توجہ کے دو مرتبوں کی طرف اشارہ ہے:

پہلا مرتبہ

كَأَنَّكَ تَرَاهُ اہل محبت کا ہے کہ دل ان کا مشاہدہ محبوب میں مستغرق ہے ما دون حق سے اصلاً کام نہیں رکھتے خصوصاً جس وقت محبوب اپنے حضور بلاوے اور ملاقات ومناجات سے مشرف فرمائے اس وقت دنیا و مافیہا کو گوشۂ چشم سے نہیں دیکھتے بلکہ نعمت دو عالم کی طرف التفات نہیں کرتے اے عزیز! اگر مجنوں کو وصلِ لیلیٰ کی بشارت دیتے ملک اسکندر و حکومت دارا اس کے صلے میں دیتا اور جو تمام دنیا اس کے قبضے میں ہوتی نثار کرتا ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ''ہم اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باتیں کرتے جب نماز کا وقت آتا یہ حال ہو جاتا گویا آپ ہمیں اور ہم انہیں نہیں پہچانتے۔'' کسی نے ایک کامل سے پوچھا: تمہیں نماز میں دنیا کی کوئی بات یاد آتی ہے؟ فرمایا: نہ نماز میں نہ اور وقت، دوسرے بزرگ نے اس سوال کے جواب میں کہا: کیا نماز سے زیادہ کوئی چیز پیاری ہے جسے یاد کروں۔ مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ جب نماز کا ارادہ کرتے لوگوں سے کہتے: اب تم باتیں کرو کہ میں تمہاری بات نہ سنوں گا، ایک کامل جب تک نماز پڑھتے آنسو داڑھی پر بہتے، عامر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ جب نماز پڑھتے ان کی بیٹی دف بجاتی اور عورتیں جو چاہتیں کہتیں انہیں اصلاً خبر نہ ہوتی ایک دن مسلم بن یسار رحمۃ اللہ علیہ مسجد میں نماز پڑھتے تھے ستون مسجد گر گیا لوگ دیکھنے کو جمع ہوئے انہیں خبر نہ ہوئی۔ بعض اولیاء نے برسوں نماز پڑھی اور دائیں بائیں کے مقتدیوں کو نہ پہچانا، اے عزیز! یہ لوگ جس وقت قاصدانِ مولیٰ کی ندا سنتے ہیں۔ حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ یعنی اپنے محبوب کے دربار میں حاضر اور اس کے وصل سے مشرف ہو دنیا و مافیہا سے ہاتھ دھو کر خانۂ دوست کی طرف چلتے ہیں۔ جب اس کے حضور پہنچتے ہیں جان وتن کو وداع کر کے لذت وصل میں مستغرق ہو

جاتے ہیں اس وقت سر کٹ جاوے یا بدن ٹکڑے ہو مطلق آگاہ نہ ہوں بعض اکابر اولیا حکایت کرتے ہیں کسی لڑائی میں مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کی ران میں تیر لگا جب آپ نماز میں مشغول ہوئے لوگوں نے نکال لیا اور آپ کو خبر نہ ہوئی۔ کسی کامل کے بعض اطراف میں آکلہ ہو گیا کسی طرح آرام نہ ہوا قطع عضو کی ٹھہری درد کے خوف سے کاٹ نہ سکے ناچار لوگوں نے نماز میں اس عضو کو کاٹا اور انہیں اصلاً درد محسوس نہ ہوا۔

قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ ذَرْهُمْ فِيْ خَوْضِهِمْ يَلْعَبُوْنَ۔ اور تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا

اسی مقام کی طرف اشارہ ہے اور غلبۂ ذوق وشوق اس کے لوازم سے ہے کہ محبّ صادق محبوب سے جس قدر زیادہ قریب ہوتا ہے آتش شوق زیادہ بھڑکتی ہے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جب نماز پڑھتے جوش سینہ کی آواز دو میل جاتی۔

دوسرا مرتبہ

فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ۔

جس سے عبارت ہے چار امر کو مستلزم۔

اوّل: حیا کہ جو دربارِ شاہی میں عین اُس حالت میں کہ بادشاہ اس کی طرف متوجہ ہو۔ اپنے کپڑے یا بدن میں نجاست دیکھتا ہے یا بادشاہ کی عظمت وجلال اور اپنی خدمت کے نقصان پر نظر کرتا ہے بالضرور دل میں شرماتا ہے اسی طرح بندہ جب نماز میں کہ بادشاہ حقیقی کا دربار ہے عیوب نفس وخبث باطن کو خیال کرتا اور سمجھتا ہے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے میرے عیبوں کو دیکھ رہا ہے یا حضرت احدیت جل جلالہٗ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء واصفیا کس ادب وتعظیم سے بندگی بجالاتے ہیں میری ناقص عبادت بایں عیب ونجاست باطن کس شمار میں ہے اسے اپنی حرکت سے شرم آتی ہے اور ڈرتا ہے مبادا بادشاہ اس ناقص خدمت کو رد کر دے یا اس حرکت

پرکہ ایسے دربار میں لوث نجاست کے ساتھ آیا ہے بے ادب ٹھہرا کر نکال دے پس جو شخص نماز میں اپنے عیوب اور خدمت کے قصور پر نہیں شرماتا یا اس کے دل میں رد کا خوف نہیں آتا اس مرتبہ سے بہرہ نہیں رکھتا۔ اے عزیز! تیری کیا حقیقت بڑے بڑے کامل کہ ہزار اہتمام سے نماز ادا کرتے ہیں اس کے رد ہونے سے ڈرتے ہیں حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ سے حکایت ہے جب نماز کا وقت آتا ہے اچھی طرح وضو کر کے مصلے پر بیٹھتا ہوں تا اعضا جمع ہو جاویں پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہوں کعبے کو بھنوؤں کے بیچ میں اور صراط کو پاؤں تلے اور بہشت کو دہنی طرف اور دوزخ کو بائیں جانب اور ملک الموت کو اپنے پیچھے اور اس نماز کو اپنی پچھلی نماز خیال کرتا ہوں پھر خوف ورجا میں کھڑا ہو کر تکبیر کہتا ہوں اور قرأت بترتیل ورکوع بتواضع وسجدہ بخشوع وقعود بہیئت مسنونہ اخلاص کے ساتھ ادا کرتا ہوں باوجود اس کے نہیں جانتا کہ میری نماز قبول ہوتی ہے یا نہیں۔

دوم: نشاط ومسرت کہ جب آدمی کریم کے پاس جاتا ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ پاتا ہے سمجھتا ہے اب مراد حاصل ہوئی اسی طرح جب نمازی پروردگار عالم جل ذکرہ کے کمال کرم پر نظر کرتا ہے اور اسے اپنی طرف متوجہ سمجھتا ہے امید اس کی قوی ہو جاتی ہے فرحت وانبساط قلب اس امر کے ثمرات سے ہے۔

سوم: خشوع وخضوع کہ جو بادشاہ کے حضور میں اس کی عظمت پر نظر کرتا ہے کمال تذلل وفروتنی بجالاتا ہے امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: موسیٰ علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی اے موسیٰ! جب تو مجھے یاد کرے اس حال میں یاد کر کہ تو اپنے اعضا توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع وساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندۂ ذلیل کی طرح کھڑا ہو اور خوفناک دل اور راست گو زبان کے ساتھ مناجات کر۔ داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کی: الٰہی! تیرے گھر میں کون رہتا ہے اور تو کس کی نماز قبول کرتا ہے ارشاد ہوا: میرے گھر

میں وہی رہتا ہے اور اسی کی نماز قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے سامنے جھک جاتا ہے اور میری یاد میں دن کاٹتا ہے اور میرے واسطے نفس کو خواہشوں سے روکتا ہے اور بھوکے کو کھلاتا ہے اور مسافر کو ٹھہراتا ہے اور مصیبت زدے پر رحم کرتا ہے اس شخص کا نور آسمانوں میں سورج کی طرح چمکتا ہے اگر وہ مجھے پکارتا ہے میں لبیک کہتا ہوں اور جو مجھ سے مانگتا ہے میں دیتا ہوں اس کے لئے جہل میں حکمت اور غفلت میں ذکر اور تاریکی میں روشنی کرتا ہوں، مثال اس کی آدمیوں میں فردوس کے مانند ہے نہ اس کی نہریں خشک ہوں نہ پھل بگڑیں۔

امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نماز تمہارے دین کا منہ ہے اپنے دین کا منہ خشوع سے آراستہ کرو۔ بعض صحف میں ہے اللہ عزوجل فرماتا ہے: میں ہر نمازی کی نماز قبول نہیں کرتا اسی کی قبول کرتا ہوں جو میری عظمت کے لئے جھکتا ہے اور میرے بندوں سے تکبر نہیں کرتا اور میرے لئے بھوکے فقیر کو کھلاتا ہے۔

چہارم: ہیبت کہ جو بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے اور اس کی عظمت تصور کرتا ہے ایک خوف اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے اسی کو ہیبت کہتے ہیں شیر بیشۂ شجاعت مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ جب نماز کا ارادہ کرتے بدن میں لرزہ پڑتا اور رنگ چہرۂ مبارک کا متغیر ہو جاتا اور فرماتے: اس امانت کے ادا کا وقت آیا جس کا بوجھ آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں سے نہ اٹھ سکا اور ہم نے اٹھالیا۔ امام زین العابدین جب وضو کرتے رنگ زرد ہو جاتا لوگ کہتے کہ آپ کی یہ کیا عادت ہے؟ فرماتے: کیا تم نہیں جانتے کس کے سامنے کھڑے ہونے کا ارادہ ہے اور کمال اس ہیبت کا یہ ہے کہ آدمی دنیا وامورِ دنیا سے غافل ہو جاوے جسے بادشاہان دنیا کے دربار میں این وآں کا خیال نہیں آتا اور نماز میں اِدھر اُدھر بھٹکتا ہے اس کے دل میں ان کا وقار عظمت الٰہی سے زیادہ ہے ایسا شخص مردود بارگاہ اور سرزنش کے لائق ہے کیا عجب کہ بادشاہ اس نالائق کو اپنے دربار سے نکال دے۔

اور یہ پانچواں امر ہے کہ مرتبۂ ثانیہ میں حاصل ہوتا ہے۔

لَوْ عَلِمَ الْمُنَاجِي مَنْ يُنَاجِي مَا الْتَفَتَ۔

اس کی طرف اشارہ ہے مگر کیفیت اس کی مرتبۂ اولیٰ سے مغائر کہ یہ اثر ہیبت ہے اور وہ ثمرۂ محبت دوسرا اثر ہیبت کا سکون و وقار ہے جو خدا کے حضور بے فائدہ حرکت کرے بے ادب ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو دیکھا کہ نماز میں اپنی داڑھی سے کھیلتا ہے فرمایا: اگر یہ جانتا کس سے مناجات کر رہا ہے تو ایسا نہ کرتا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جب نماز پڑھتے معلوم ہوتا گویا ستون ہیں اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ لکڑی کی طرح ساکن ہو جاتے۔ بعض اکابر دین جب رکوع کرتے چڑیاں انہیں جماد سمجھ کر ان پر بیٹھتیں۔ خلف بن ایوب رضی اللہ عنہ نماز میں مکھی نہ اڑاتے کسی نے کہا: آپ مکھی کی ایذا پر صبر کرتے ہیں؟ فرمایا: میں نے سنا ہے کہ فساق، بادشاہوں کے کوڑوں پر صبر کرتے ہیں تا لوگ انہیں صابر کہیں اور اس بات پر فخر کرتے ہیں کیا میں خدا کے حضور مکھی کی ایذا پر صبر نہ کروں۔

اور یہ چھٹا امر ہے کہ مرتبۂ ثانیہ میں حاصل ہوتا ہے اے عزیز! خوف الٰہی اصل کار ہے جسے خدائے کریم عقل سلیم عطا کرتا ہے ہر وقت اس سے ڈرتا ہے بعض صالحین نے چالیس برس خوف الٰہی سے سر نہ اٹھایا زرارہ بن اوفی رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے جب اس آیت پر پہنچے۔

فَإِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُورِ ۝ فَذَٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝

مر کر گر پڑے۔ ربیع بن خثیم رضی اللہ عنہ کہ اکابر تابعین سے ہیں ہمیشہ آنکھیں نیچی رکھتے یہاں تک کہ لوگ انہیں اندھا سمجھتے۔ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر جاتے ان کی لونڈی کہتی:

صَدِيقُكَ ذَٰلِكَ الْأَعْمَىٰ قَدْ جَاءَ

آپ کا وہ اندھا یار آیا ہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہنستے اور ان سے فرماتے: خدا کی قسم اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دیکھتے خوش ہوتے، ایک روز ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ لوہاروں کے کوچے میں گزرے آگ کو شعلہ زن دیکھ کر گر پڑے آٹھ پہر بے ہوش رہے ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان کے سرہانے بیٹھے فرماتے: خدا کی قسم یہ خوف ہے۔

دلا بہر خدا ترسی قیامت غفلتی داری! کمینہ خدمت وسلطاں بچندیں بے نیاز یہا

فصل تیسری: صفتِ نماز میں

جو مسلمان برعایتِ شرائط وارکان وواجبات وسنن ومستحبات اس ترتیب وصفت کے ساتھ کہ مشہور اور کُتبِ فقہ میں مذکور ہے بنظر تعمیلِ حکم اِلٰہی عز مجدہ نماز پڑھے شرع شریف میں نماز اس کی صحیح ہے مگر کمال اس کا یہ ہے کہ حقیقتِ ارکان وشرائط وواجبات وآداب کی بجالاوے اور ادا کے وقت ان کے اَسرار پر نظر رکھے مثلاً روح وحقیقتِ طہارت یہ ہے کہ جس طرح بندہ نجاستِ حقیقی وحکمی سے ظاہر کو پاک کرتا ہے اسی طرح علائقِ دنیوی وخباثتِ مادی سے باطن کو صاف کرے کہ منظر بادشاہِ حقیقی علام الغیوب کا باطن ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ۔

مکان کو کہ ظرفِ اَبعد ہے اور لباس کہ بعید اور چمڑا کہ قریب ہے پاک کرنا اور دل کو کہ مظروف اور جس کی طہارت اصل مطلوب ہے ملوث چھوڑنا ایسا ہے جیسے ایک بادشاہ عالیجاہ اپنے غلام کو حکم دے کہ آج ہمارے حضور حاضر ہو کر نذر گزارے اور وہ نادان ایک خسیس شے کہ ہرگز بارگاہِ سلطان کے لائق نہیں خوان طلائی میں رکھ کر اور خوان پوش زربفتی مرصع اس پر ڈال کر حضور میں لیجاوے آیا بادشاہ اس کی اس حرکت پر ناخوش ہو کر کمال عتاب سے اسے نہ نکال دے گا اور وہ منظور نامنظور فرما کر اس کے منہ پر نہ مارے گا، بعض مشائخ کرام کریمہ:

لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى۔

میں سکر سے محبتِ دنیا اور اس میں استغراق مراد لیتے ہیں یعنی جس کا دل دنیا کی الفت اور اس کی لذت میں مستغرق ہے قابلِ حضوری نہیں۔

حَتّٰى تَعْلَمُوْا مَا تَقُوْلُوْنَ٥

یعنی جب تک حال موافقِ قال اور باطن ہمزبانِ ظاہر نہ ہو عالم الغیب والشہادہ کے حضور جانا اور اس کی خدمت وبندگی کا دعویٰ کرنا محض بے معنی ونادانی ہے اور مقصود اس

بیان سے یہ ہے کہ طالبانِ حقیقت مالک حقیقی کو ظاہر و باطن سے واقف سمجھ کر طہارت باطن وصلاح قلب کی تحصیل میں اہتمام بجالاویں نہ یہ کہ لوث باطن وغفلت دل کو عذر قرار دیکر نمازیں بافراغت چٹ کریں اور کہیں جس وقت دل حاضر اور باطن لوث ماسوا سے ظاہر ہوگا نماز پڑھیں گے بدون ان امور کے حرکات وسکنات ظاہری سے کیا حاصل مانند اس غلام سرکش کے جسے مولیٰ کسی کام کا اس وقت حکم دے اور وہ صاف انکار کرے کہ مجھ سے یہ کام تیری پسند کے لائق ہونا دشوار اور بدون اس کے بیکار ہے جب سلیقہ پیدا کرلوں گا اس وقت تعمیل کروں گا اگر عقل رکھتا احتیاط وہوشیاری کے ساتھ فوراً تعمیل کرتا باوجود اس کے اگر قصور رہتا شرمندہ ہوتا اور آئندہ اس سے احتراز اور اس کے ازالہ کی فکر کرتا بندہ کو تعمیل حکم چاہیئے پسند کرنا اور نہ کرنا مولیٰ کے اختیار ہے تمرد وسرکشی سے کہ ترک تعمیل میں ہے منسوب نہ ہوگا اور اس طریق سے وہ نقصان وقصور بھی رفتہ رفتہ علاج وتدبیر سے کہ امام غزالی رضی اللہ عنہ وغیرہ اطبائے باطن رحمہم اللہ کی کتابوں میں تحریر ہے زائل ہوجاوے گا اس وقت حقیقت

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفاً مُسْلِماً وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

کی حاصل اور ان کلمات طیبات رکھنے کے قابل ہوگا شرح اس کلام کی مشائخ کرام کے طور پر یہ ہے۔

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض۔

مخلوقات وممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی حد ذات میں ہالک ہیں دست بردار ہوکر مالک کائنات وخالق ارض وسمٰوٰت کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی ودائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں حَنِيْفاً سب باطل دینوں اور جھوٹے مذہبوں سے یکسو وکنارہ کش ہوکر مُسْلِماً سچا دین کہ اسلام ہے اختیار کرتا ہوں۔

وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔

اور میں مشرکوں سے نہیں کہ کسی چیز کو اس کا شریک ٹھہراؤں اصالتِ تاسیس اس مقام میں ارادۂ شرک خفی کی مقتضی ہے مصلی پر واجب کہ شرک خفی سے احتراز اور حال مطابقِ

قول کے کرے اور اس امر سے شرماوے کہ ابتدا مناجات کی جھوٹ سے ہو اور یہ بھی سمجھ لے کہ توجہ بوجہِ ظاہر پروردگار تقدس وتعالیٰ عن الجہات کی طرف ممکن نہیں پس صدق کلام توجہ باطن پر موقوف ہے اور یہ توجہ اس امر کو مستلزم کہ عظمت و کبریا بادشاہ حقیقی کی دل مصلی میں مرتکز ہو اور جو بات دل میں ہوتی ہے اثر اس کا اقوال وافعال میں ظاہر ہوتا ہے۔

کل اَنَاءٍ بِمَا فِیْهِ یَتَرَشَّحُ — می تراود ز لبم انچہ در آوند من ست

اثرِ قولی یہ ہے کہ زبان سے کہتا ہے: ''اللہ اکبر'' اللہ بہت بڑا ہے، علماء فرماتے ہیں: جو معنیٔ تکبیر کے نہیں جانتا سخت جاہل ہے اور جو جان کر خدا کے حضور اپنے نفس یا دوسرے کی طرف مائل ہے وہ چیز اس کے نزدیک خدا سے زیادہ بڑی اور اس نامراد کی مراد اصلی و معبودِ حقیقی ہے۔

اَفَرَاَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰهُ۔

اور اثرِ فعلی یہ ہے کہ اس کے حضور بکمال خشوع و نیاز دست بستہ کھڑا ہوتا ہے اور اس مقام میں تین ادب کی رعایت ضرور ہے:

اوّل: اس کھڑے ہونے کو خدا کا احسان سمجھے کہ مجھ سے ناچیز کو اپنے دربار میں بلایا اور کھڑے ہونے کی اجازت دی جان و دل اس عنایت پر قربان کرے تو بجا ہے اور سلطنت ہفت کشور اس دولت کے مقابلہ میں خاک سمجھے اور اس پر لات مارے تو زیبا، نہ یہ کہ اپنا کمال سمجھے اور بادشاہ حقیقی پر ناز کرے۔

منت منہ کہ خدمتِ سلطاں ہمی کنم — منت شناس ازو کہ بخدمت بداشت

دوم: بندۂ گناہگار ذلیل وخوار کی طرح جس کے قصورِ خدمت پر مولیٰ مطلع ہے شرمندہ سر افگندہ رہے اور تصویر محشر پیشِ نظر رکھے کہ ایک دن اسی طرح اس کے حضور کھڑا ہونا اور ان نافرمانیوں کا جو عمر بھر کرتا رہا حساب دینا ہے۔

سوم: جس طرح نگاہ ظاہر قدم پر رکھتا ہے روئے باطن جناب اَحدیت کی طرف نہ رکھے نہ کسی طرف منہ پھیرے نہ دل غیر کی طرف متوجہ کرے گویا اسے بادشاہ جبار کے سامنے کھڑا کیا ہے اور حکم ناطق دیا ہے اگر گردن ہلائے گا مارا جائے گا یا

اس عاشق جان باختہ کی طرح کہ غیرتِ محبوب کا خیال اور مَنِ الْتَفَتَ اِلٰی غَیْرِنَا فَلَیْسَ مِنَّا کا تازیانہ نفس سرکش کو توسنی سے روکے ہوئے ہے کہ خلاف مرضیِ محبوب نہ ہو جب روئے ظاہر کا یہ حال ہے روئے باطن کا کیا حال ہوگا۔ بندہ وہ ہے کہ مراد و مقصود اس کا ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اس کے لئے سمجھے اور اس مضمون کو زبان سے بیان کرے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ پاکی کے ساتھ یاد کرتا ہوں تجھے اے خدا اور سب عیوب ونقائص سے تجھے پاک جانتا ہوں وَبِحَمْدِكَ یعنی تیری خوبیاں بیان کرتا ہوں اور تیرا شکر بجا لاتا ہوں کہ تو نے بآں عظمت وجلال مجھ سے ناچیز بے کمال کو اپنے دربار میں بلایا اور اس عمدہ خدمت اور جلیل منصب سے ممتاز فرمایا وَتَبَارَكَ اسْمُكَ بہت خوبیوں کا ہے تیرا نام کوئی نام اس خوبی کو نہیں پہنچتا کہ پاک ذات اور برتر صفات پر دلالت کرتا ہے وَتَعَالٰی جَدُّكَ اور تیری عظمت وسلطنت بلند ہے وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ اور تیرے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں تو ہی سچا معبود ہے اور اُلوہیت اور جو صفات اُلوہیت سے ہے تیرے ہی لئے مخصوص فَاَنْتَ الْاِلٰهُ الْمَعْبُوْدُ حَقًّا وَالْاَحَدُ الصَّمَدُ الْمَوْجُوْدُ اَزَلًا وَّاَبَدًا جب بندہ اپنے مالک کی تسبیح وتحمید سے فارغ اور اس کی یکتائی کا دل سے معترف ہوا اس وقت ایک قوی دشمن کا دغدغہ کہ ہر وقت متاعِ گراں بہائے ایمان کی گھات میں ہے دل میں پیدا ہوا کہ مبادا اس دولت کو چھین لے جائے اور قرب کو بعد سے مبدل کر دے ناچار حافظِ حقیقی کی طرف رجوع لاتا ہے اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ○ حقیقتِ استعاذہ یہ ہے کہ شیطانی کاموں سے احتراز کر کے ان باتوں میں جو خدا کو پسند ہیں مشغول ہو جو درندوں سے بچنا چاہتا ہے اور ان کے جنگل سے بھاگ کر محفوظ مکان میں پناہ نہیں لیتا بلکہ وہیں کھڑا کہتا ہے اَعُوْذُ مِنْهُنَّ بِهٰذَا الْحِصْنِ الْحَصِيْنِ درندے اسے کب چھوڑیں گے اسی طرح جو آدمی ہوا

وہوس کا قیدی ہے شیطان کی رسی میں بندھا ہے استعاذہ اسے فائدہ نہ بخشے گا پس بندہ کو لازم کہ وادی ہولناک معاصی سے بھاگ کر خدا کی پناہ پکڑے اور حمد وثنا اس کی جو شیطان جیسے قوی دشمن سے بچانے والا ہے بجالاوے اور اس کا نام کہ ہر بلا سے امان ہے ورد زبان کرے اور کہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ وجہ تخصیص اسمائے متبرکہ ثلثہ کی یہ ہے کہ آدمی تین سبب سے کسی کی مدحت کرتا ہے یا ممدوح حسن ذاتی رکھتا ہے یا اس کا احسان اس پر ہوتا ہے یا آئندہ اس سے احسان کی توقع ہوتی ہے سواللہ علم ہے ذات واجب الوجود جامع جمیع صفات کمال کا اور اسے باعتبار ان مہربانیوں کے جو دنیا میں بندوں پر کرتا ہے رحمٰن اور بنظر مہربانی ہائے آخرت کے رحیم کہتے ہیں گویا بندہ عرض کرتا ہے کہ حسن ذاتی بھی تجھی کو ثابت ہے اور دنیا میں بھی سب نعمتیں تو ہی عنایت کرتا ہے اور آخرت میں بھی تو ہی کام آوے گا اور طرح طرح کی رحمتیں فرمائے گا پس تیری ہی حمد وثنا کرنا لائق اور تجھی کو سراہنا چاہیے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۝

تمام خوبیاں اور ستائشیں ازل سے ابد تک جس حامد سے جس محمود کے لئے جس خوبی پر صادر ہوں وہ سب اس ذات پاک واجب الوجود مجمع تمام اوصاف علیہ کو ثابت ہیں جو سارے جہان کا پالنے والا ہے کہ جب وہ تمام عالم کا خالق اور پرورش کرنے والا اور حسن واحسان کائنات کا اس کے عطا اور قدرت بخشنے سے ہے پس جو کسی مخلوق کو سراہتا ہے در حقیقت اس کے مالک وخالق کی حمد بجالاتا ہے۔ وَلَنِعْمَ مَا قِيْلَ

حمد را با تو نسبتے ست درست ۔۔۔ بردرِ ہر کہ رفت بردر تست

جب مصلی اس مضمون کو تصور کرتا ہے ہیبت وعظمت اس ذوالجلال والکبریا کی جس کے بادشاہانِ مجازی محتاج ودست نگر ہیں اس درجہ دل میں پیدا ہوتی کہ ہیبت سلاطین دنیا کی جو ان کے دربار میں بنظر ان کی شوکت وقدرت وجاہ وعظمت کے عارض ہوتی ہے اس سے کچھ نسبت نہیں رکھتی لہٰذا اس آیت کے بعد فرمایا: اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۝ اگرچہ میں

سب بادشاہوں کا بادشاہ اور تمام جہان کا مالک و پروردگار ہوں مگر میری سرکار کو بادشاہان مجازی کے دربار پر قیاس نہ کرو وہاں قہر صرف ہے تھوڑی بات میں ناراض ہوتے ہیں کہ پھر کسی طرح راضی نہیں ہوتے اور گناہگار کا عذر قبول نہیں کرتے اور ہر کس و ناکس کی بات نہیں سنتے یہاں مہربانی و رحمت قہر و غضب سے زیادہ ہے۔

فَإِنَّمَا رَحْمَتِي سَبَقَتْ غَضَبِي وَعَفْوِي سَبَقَ عِقَابِي وَإِنَّ رَحْمَتِي لَوَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ۔

جو عرض کرنا ہے عرض کر کہ سنا جاوے گا اور جو مانگنا ہے مانگ کہ دیا جاوے گا یہاں تیرے گناہ و بے لیاقتی پر نظر نہیں بلکہ اپنی رحمت کاملہ و شاملہ پر ہے اور مزید اطمینان کے واسطے ارشاد ہوتا ہے:

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۝

مالک انصاف کے دن کا گویا اس طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ آخر ایک روز ہمارے حضور کھڑا ہونا اور بے واسطہ کسی کے ہم سے سوال جواب کرنا ہے۔ آج کون مانع ہے۔

ایں درگہ ما درگہ نو میدی نیست　　　صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

اے عزیز! جس طرح مضمون اس آیت کا کمال خوف و ہیبت بندے کے دل میں پیدا کرتا ہے کہ چور کے حق میں اس سے زیادہ کوئی مصیبت سخت نہیں کہ اسے حاکم جبار قہار کے پاس جس کے خوف سے بڑے بڑے مقرب بید کی طرح کانپتے ہیں اور وہ اس کی چوری سے واقف اور قصور کا خود گواہ ہے لے جائیں اور یہ بھی جانتا ہو کہ اس نے حکم عام دیا ہے جو چوری کرے گا سخت سزا پائے گا اس طرح اُمید نجات کو قوت دیتا ہے کہ جب کوئی گنہگار کسی حاکم غفار کے پاس پکڑا آتا ہے سمجھتا ہے کہ وہ اپنے رحم و کرم سے میرا گناہ معاف کرے گا اور بمقتضائے ستاری رسوائی سے بھی نجات دے گا اگر میری تفضیح منظور ہوتی حساب و کتاب دوسروں کے تعلق کرتا۔ ایک اعرابی نے حضرت رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! قیامت کو حساب بندوں کا کون لے گا؟ فرمایا: ''اللہ جل جلالہٗ'' اعرابی یہ سن کر خوش ہوا اور کہا: خدائے تعالیٰ کریم ہے اور کریم جب

قدرت پاتا ہے معاف فرماتا ہے اور جب حساب لیتا ہے سختی نہیں کرتا، آپ نے فرمایا: ''اعرابی فقیہ ہے، سچ کہتا ہے خدا سے زیادہ کوئی کریم نہیں۔''

کسی نے بعض اکابرین سے عرض کیا: قیامت کو جب آپ سے سوال ہوگا:

یٰاَیُّهَا الۡاِنۡسَانُ مَا غَرَّكَ بِرَبِّكَ الۡكَرِیۡمِ الَّذِیۡ خَلَقَكَ فَسَوّٰكَ۔ الآیه

اے آدمی! کس نے مغرور کیا تجھے تیرے اس کرم والے پروردگار کے ساتھ جس نے تجھے پیدا کیا سو ٹھیک بنایا، تو آپ کیا جواب دیں گے؟ فرمایا: مجھے میرے مالک نے اپنے فضل وکرم سے اسی آیت میں جواب اس کا خود تعلیم فرمایا میں کہہ دوں گا: پروردگار! تیرے کرم نے، وَلَنِعۡمَ مَا قِیۡلَ

الٰہی تا غفور اسمت شنیدم گنہ را شست نادی مرگ دیدم

بالجملہ جب اپنے مالک کے کمال رحم وکرم پر نظر کر کے سمجھتا ہے کہ اس کے دربار میں عرض معروض کی گنجائش ہے بے باکانہ غیبت سے خطاب کی طرف التفات کرتا ہے اور اپنے عرض حال پر آمادہ ہو جاتا ہے۔

اِیَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاكَ نَسۡتَعِیۡنُ ۝

ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں ہنوز یہ کلمہ پورا نہیں نکلتا کہ تازیانہ خوف کا دل پر مارا جاتا ہے مبادا غیب سے ندا ہو: اے کاذب! خموش صبح سے شام تک تیرا دل اغیار کی طرف جھکا رہتا ہے اور ہماری عبادت کا دعویٰ کرتا ہے بندہ وہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر ہماری طرف رجوع کرے کسی سے کام نہ رکھے جو فرمائیں بجالائے اور جس سے روکیں باز آئے اور اپنی خواہش کو دخل نہ دے ہماری تقدیر پر راضی وشاکر رہے اسی طرح استعانت ہم سے یہ ہے کہ ہر مصیبت میں ہماری طرف رجوع کرے اور جو مانگے ہم سے مانگے جس طرح دودھ پیتا بچہ ماں کے سوا کسی سے التجا نہیں کرتا اور دوسرے کے پاس آرام نہیں پاتا نہ یہ کہ بادشاہوں کے دربار میں رزق اور حاکم کے پاس دادخواہی اور طبیب کے گھر علاج کے واسطے جاوے اور ہر معاملہ میں غیر سے التجا کرے۔ ناچار اس قول کو خلاف فعل سمجھ کر خواہان حقیقت ہوتا ہے اور دعوے سے دعا کی طرف رجوع کرتا ہے۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝
دکھا ہمیں سیدھی راہ کہ دہنے بائیں سے کام اور غیر سے علاقہ نہ رکھیں۔
صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
راہ ان کی جن پر تو نے احسان کیا کہ انہیں ہر طرف سے روک کر اپنا کر لیا اور اپنے شوق و محبت میں تمام عالم سے بیگانہ کر دیا۔
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝
نہ ان کی راہ جن پر غصہ ہوا اور نہ راہ گمراہوں کی کہ تیرا دامن چھوڑ کر اوروں کی طرف جھکے اور موردِ غضب و لعنت ہوئے، ''آمین'' خدایا اپنے بندے کی عرض قبول فرما اور جو طلب کرتا ہوں اپنے فضل و کرم سے عطا کر۔ ''صحیح مسلم'' میں مرفوعاً مروی کہ اللہ جل جلالہ ارشاد فرماتا ہے: میں نے نماز اپنے میں اور اپنے بندے میں نصفاً نصف تقسیم کی اور میرے بندے کے لئے ہے وہ جو کچھ مانگے جب بندہ کہتا ہے:
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝
اللہ فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری حمد کی اور جب کہتا ہے:
اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝
فرماتا ہے: میرے بندہ نے میری تعریف کی اور جب کہتا ہے:
مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝
فرماتا ہے: میرے بندے نے میری تعظیم کی یعنی تین آیتیں خاص میرے لئے ہیں اور ان میں میری ہی حمد و ثنا و تمجید ہے اور جب بندہ عرض کرتا ہے:
اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝
ارشاد ہوتا ہے: یہ میرے اور میرے بندے کے درمیان ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو کچھ مانگے اور جب دعا کرتا ہے:
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ
غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

فرماتا ہے: یہ سب میرے بندے کے لئے ہے اور میرے بندے کے لئے ہے جو کچھ مانگے۔

اے عزیز! یہ عنایت مولیٰ کی بندے کے حق میں کافی ووافی ہے مگر اس سورت کے پڑھنے سے محبوب کی باتوں کا شوق دل میں بڑھتا ہے لہٰذا بقدر اقتضائے حال ایک وقت تک اس کلام پاک کی تلاوت میں مشغول رہتا ہے اور اس کی بلاغت ولطافت وحسن وخوبی پر نظر کر کے بکمال خشوع وخضوع عظمت متکلم جل مجدہ کے سامنے جھک جاتا ہے اور کہتا ہے:

سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ۔

پاکی بولتا ہوں اپنے بڑے رب کی عنایت الٰہی ولطف ربانی کہ بحکم مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ درماندگی وبیچارگی کو لازم ہے دستگیری فرما کر سر اس کا اٹھاتی ہے اس وقت امید بندہ کی قوی ہوتی ہے اور سمجھتا ہے کہ پروردگار نے میری تسبیح وتحمید قبول فرمائی اور میرے عجز ونیاز پر نظر فرما کر یہ رفعت وبلندی بخشی لہٰذا اس مضمون کی طرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ سے اشارہ کر کے اس کی عنایت بیغایت کا شکر بجالاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ۔

خدایا تیرا شکر کس زبان سے ادا کروں کہ مجھ ناچیز کو اپنے حضور میں کہ قدسیوں کی سجدہ گاہ ہے بلایا اور اپنے دربار میں جگہ دے کر طرح طرح کے لطف وعنایت سے سربلند فرمایا۔ اس رحم وکرم کے مقابلہ میں بندہ ناچیز سے سوا اس کے کیا ہوسکتا ہے کہ سر عبودیت وبندگی زمین نیاز پر جھکائے اور عجز کو کہ موجب مزید عنایت ہوا زیادہ ظاہر کرے لہٰذا سر بسجدہ ہو کر عرض کرتا ہے:

سُبْحٰنَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى۔

میرا برتر پروردگار سب عیوب ونقائص سے پاک ومنزہ ہے جب بندہ یہ عبادت کہ کمال تواضع وغایت تذلل سے بجالاتا ہے رحمت الٰہی جوش فرماتی ہے اور اجازت بیٹھنے کی جس سے بڑھ کر کوئی عزت نہیں حاصل ہوتی ہے گویا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم عوض اس

تواضع و نیاز کے تجھے وہ مرتبہ جو تیرے حوصلہ سے باہر ہے بخشتے ہیں اور اپنے حضور بیٹھنے کا حکم دیتے ہیں جس وقت بندہ اس تشریف سے سرفراز ہوتا ہے بدیں خیال کہ مبادا نفس سرکش کمال قرب پر مغرور ہو کر کبر و عجب کی بلا میں مبتلا کرے، عظمت الٰہی بیان کرتا پھر سجدہ میں جھک جاتا ہے اور زبان حال سے کہتا ہے کہ اے دون ہمت کہیں مغرور نہ ہو جانا اور اپنی اصل و حقیقت کہ خاک ذلیل و نطفہ ناپاک ہے بھول نہ جانا یہ قرب و منزلت اسکے فضل سے ہے نہ تیری استعداد و عمل سے کارخانہ الٰہی میں کوئی چیز خاک سے زیادہ ذلیل و خوار نہیں رفعت و بلندی کا اقتضا اس میں کہاں مگر مالک اپنی ملک میں مختار ہے جس بندۂ خوار و ذرۂ بے مقدار کو چاہے تشریفِ کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بلاوے اور بیٹھنے کی اجازت دے ایسے مہربان مولیٰ کا شکر اور اس کے حضور دست بستہ کھڑے ہو کر خدمت بجالانا اور ان افعال کو جو موجب اس قرب و رفعت کے ہوئے مکرر ادا کرنا فرض ہے۔

المسك ما كررته يتضوع۔

لہٰذا پھر دست بستہ کھڑے ہو کر وہ افعال دوبارہ ادا کرتا ہے اس بار جو یہ سجدہ میں گیا اور جس قدر تعظیم و تذلل اس کے حیطۂ قدرت میں تھی بجالایا اب نظرِ عنایت اور زیادہ ہوئی گویا بندہ نوازی اس کی پردۂ غیب سے آواز دیتی ہے اب سر نیاز خاک سے اٹھا اور تاج کرامت سر پر رکھ ہمارے حضور باطمینان تمام بیٹھ اور اپنا مطلب عرض کر بندہ اس انعام کو دیکھ کر اپنا مقصد و مطلب گم کر کے مالک کی حمد و ثنا میں مشغول ہوتا ہے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ۔

سب تعظیمیں اور نمازیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس کا فضل و کرم ذرۂ بےمقدار کو خورشید پُر انوار بناتا ہے اور بلا استحقاقِ و سابقہ خدمت معتد بہا اپنے بندے کو ایسے عمدہ مقامات عطا فرماتا ہے اب کہ یہ ثنا و تحیت خسروی ادا کر چکا ناگاہ عرش سلطانی کی دہنی جانب نظر آیا کہ گویا وزیر اعظم و دستور محترم بہزاران جاہ و جلال کرسی عز و اقبال پر جلوہ افروز ہے لہٰذا ادھر متوجہ ہو کر عرض کرتا ہے:

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

سلام تم پر اے نبی اور خدا کی مہربانی اور اس کی افزونیاں یہ کلمہ ہر چند معناً انشا ہے مگر مثل کلمہ سابقہ کے اسے اخبار قرار دینا بھی ممکن یعنی بادشاہان جلیل کے دربار میں جس قدر قرب زیادہ اسی قدر خوفِ عتاب وترس زوال منصب بیشتر اور وہاں ہر ایک کے لئے ایک مرتبہ معین ہے جس سے آگے تجاوز نہیں کر سکتا۔

وما منا الا لہٗ مقام معلوم۔

مگر تمہیں اس دربار میں وہ وجاہت وعلو مرتبت حاصل نہیں جس کے زوال کا کبھی اندیشہ ہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ۔

حضور اس خوف وترس سے مامون ہیں وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور بادشاہِ حقیقی آپ پر اس قدر مہربان ہے کہ کبھی عتاب نہ فرمائے گا وَبَرَكَاتُهٗ اور اس بارگاہ میں حضور کا مرتبہ متناہی نہیں بلکہ بعنایت خسروی یوماً فیوماً کمال وترقی پر ہے۔

وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى۔

بعدہ حاضران دربارہ مقربان بارگاہ کو سلام اور بنظر عموم رحمت سلطانی اپنے نفس کو بھی اس میں شریک کرتا ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ۔

سلام ہم پر اور خدا کے نیک بندوں پر اب تو الطاف شاہنشاہی اس پر متواتر نازل ہوئے اور عنایات سلطانی سے بے نہایت شرف حاصل ہوئے کبھی اس دربار والا جاہ میں بیٹھنا پایا کبھی پایہ بوسِ عرشِ خسروی ہاتھ آیا کبھی بلا وساطت احدے وزیر اعظم سے دولت خطاب ملی کبھی مقربان حضرت کے ساتھ نعمت سلام میں شرکت ہوئے ان باتوں پر لحاظ کر کے کثرت سرور ونشاط سے بے اختیار ہو کر پکار اٹھتا ہے کہ

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ پرستش وعبادت کے قابل یہی بادشاہ عالم پناہ ہے جس کی رحمت عام شامل ہے اور بندہ نوازی اس کی نہایت نہیں رکھتی اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ

اس کے خاص بندے اور سچے رسول ہیں جنہوں نے اس کے حکم سے مجھے اس عبادت کے طریقے بتائے جو موجب ان توقیرات کے ہوئے اور ان کے وسیلہ سے وہ عزت پائی جو میرے حوصلہ سے باہر تھی اس مضمون کو خیال کر کے چاہتا ہے کہ ان کے احسانات کا کچھ شکر ادا کرے مگر اپنے میں اس قدر قدرت نہیں پاتا اور ان کے انعام بے نہایت نظر آتے ہیں لہٰذا اسی بادشاہ کی طرف التجا لاتا ہے جس نے انہیں یہ فضائل و کمالات عطا کئے اور تمام جہان کے لئے رحمت اور قاسمِ خوانِ نعمت فرمایا کہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ۔

الآخر گویا یہ مضمون ادا کرتا ہے خدایا تیرے پیغمبر کا احسان اس عاجز بندے پر ایسا نہیں جس کا شکر و عوض ادا کر سکے تو ہی اپنے فضل و کرم سے انہیں اس کی جزائے خیر عطا کر اور اپنی رحمت کاملہ ان پر اور انکی آل مطہر پر جو واسطۂ وصول ہدایت ہوئے نازل فرما پھر اپنے اور اپنے والدین اور مسلمانوں کے لئے دعائے مغفرت اور حاضران دربار کو سلام کر کے رخصت ہوتا ہے۔

"اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" وَنَسْأَلُ تَوْفِیْقَ الْعَمَلِ مِنَ اللّٰہِ۔

فصل چوتھی: امور متفرقہ میں

فائدہ

فرضیت نماز قرآن شریف سے ثابت و متحقق ہے:

قال غرمن قائل اقیمو الصلوٰۃ۔

اور فرمایا:

وقوموا للہ قانتین۔

اور ارشاد ہوتا ہے:

ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتٰبا موقوتاo

اور حکم ہوا: حافظوا علی الصلوات والصلوٰۃ الوسطیٰ

اور تعیین عدد یعنی فرضیت پانچ نمازوں کی سنت متواترہ سے ثابت اور استدلال بعض علماء کا آیت اخیرہ سے کہ اداۃ تعریف میں اصل عہد ہے اور معہود نماز پنجگانہ کہ بقول صحیح نماز مکہ میں فرض ہوئی اور آیت مدنی ہے اور وسطیٰ اسے کہتے ہیں جو دو عدد مساوی کے بیچ میں ہو اور وہ پانچ ہے محض ناتمام کہ دلالت لام کی عہد پر قطعی نہیں اور تین پانچ سے اولیٰ ہے اور جواب شیخ نجم الدین نسفی رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی تفسیر میں کہ واحد عدد نہیں، عدد اسے کہتے ہیں جو مجموع حاشیتین کا نصف ہو قطع نظر اس سے کہ ایک خاص مذہب پر مبنی ہے اور یہ تعریف عدد کی بھی اسی مذہب پر ہے اشکال کو دفع نہیں کرتا کہ اس تقدیر پر پہلے مقدمہ میں خصوصیت عدد کی ممنوع ہوگی اور جو وسطیٰ کو فضلے کے ساتھ تفسیر کیا جاوے تو آیت سے استدلال اصلا نہ رہے بالجملہ آیت کریمہ سے ثبوت اس مطلب کا معرض بحث میں ہے اسی طرح استدلال کریمہ:

فسبحٰن اللہ حین تمسون وحین تصبحون○ ولہ الحمد فی السموات والارض وعشیا وحین تظہرون○

سے بایں طور کہ تمسون سے مغرب وعشا اور تصبحون سے صبح اور عشیا سے عصر اور تظہرون سے ظہر مراد ہے ضعیف کہ لفظ سبحٰن اللہ کی دلالت ارکان مخصوصہ پر اور اسی طرح حین تمسون میں مغرب وعشا کا جمع ہونا اور عشیا سے عصر کا ارادہ ہر چند محتمل ہو مفید قطع ویقین نہیں بعض علماء فرماتے ہیں فرضیت نماز پنجگانہ منجملہ ضروریات دین ہے حاجت کسی خاص دلیل سے استدلال کی نہیں واللہ اعلم۔

لطیفہ

انسان کو پانچ حال عارض ہوتے ہیں وقت ولادت سے شباب تک زمانہ نمو وترقی ہے پھر زمانہ کہولت پھر شیخوخت پھر موت اور بعد موت کے ایک عرصہ تک اس کا ذکر باقی اور آثار موجود رہتے ہیں مناسب ان کے پانچ حال آفتاب پر کہ عمدہ آیات الٰہی سے ہے وارد ہوتے ہیں طلوع سے غایت ارتفاع تک مناسب پہلے حال انسانی کے ہے

قبل اس کے نماز فجر فرض ہوئی اور غرب کی طرف جھکنا مشابہ کہولت کہ وقت ظہر کا ہے اور قریب بغرب اس کا نور متغیر ہونا بڑھاپے سے مناسب اس وقت عصر اور غروب گویا موت ہے اس وقت مغرب اور بعد غائب ہونے شفق کے کہ وقت فنائے کامل وزوال آثار سے مشابہ ہے، نماز عشاء فرض ہوئی۔

لطیفہ

طلوع فجر ایک عمدہ نعمت ہے کہ انسان اس وقت رات کی تاریکی اور نیند کی غفلت سے کہ بمنزلہ موت کے ہے نجات پاتا ہے اور دن کی روشنی اور بیداری کے فائدوں سے بہرہ مند اور اثر آفتاب کا کہ عمدہ مظاہر قدرت باری سے ہے۔ ظاہر ہوتا ہے اس وقت عبادت مولیٰ بنظر اس نعمت اور اس کے فوائد اور بخیال اس امر کے بجالانا نہایت مناسب کہ آفتاب بے توقعِ ثواب اپنے مالک کی خدمت میں سرگرم و مستعد ہے وائے نادانی کہ میں باوجود امید ثواب وخوفِ عذاب اس کی عبادت میں قصور کروں اور وقت زوال ایک حالت مشابہ رکوع کے آفتاب کو عارض ہوتی ہے جس کے دیکھنے سے خدا کی کمال قدرت وعظمت ظاہر ہوتی ہے اور بندہ بنظر اسکی قدرت اور تمام عظمت کے خدمت اس کی بجالاتا ہے اور اس کے حضور سر جھکاتا ہے یہ وقت ظہر کا ہے جب آفتاب بہت نیچا ہوتا ہے اور ہیئت مناسب سجدہ کے اسے لاحق ہوتی ہے آدمی کے دل میں بھی رغبتِ سجدہ اور اپنے مالک کی بندگی پیدا ہوتی ہے اور نماز عصر ادا کرتا ہے بعد غروب کے زمانہ کا رنگ بدل جاتا ہے اور ایک نئی قدرت حضرت رب العزت جل جلالہٗ کی ظاہر ہوتی ہے اس وقت نماز مغرب فرض ہوئی اور جب رات کی تاریکی زیادہ ہوتی ہے اور ستارے آسمان پر اچھی طرح ظاہر ہو جاتے ہیں ایک اور جلوہ اس کی قدرت کا نظر آتا ہے اس وقت بندہ نماز عشا ادا کرتا اور اس قادر مطلق کی کہ تمام آسمان وزمین جس کے قبضہ میں ہے بندگی بجالاتا ہے۔

نکتہ

کہتے ہیں جب آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام بہشت سے دنیا میں آئے عالم ان پر

تاریک اور رات کی ظلمت علاوہ تھی ناگاہ صبح روشن ہوئی آپ نے دو رکعت نماز اس نعمت کے شکر میں ادا کی وہی دو رکعت ہم پر فرض ہوئی تا گناہوں کی تاریکیاں زائل اور انوار طاعت حاصل ہوں اور زوال کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ذبح سے نجات دی جناب ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس وقت چار رکعت نماز پڑھی کہ چار نعمتیں انہیں عطا ہوئیں فرزند قتل سے رہا ہوئے خدا کے حکم پر راضی اور جان دینے پر ثابت قدم رہے خدائے تعالیٰ ان سے راضی ہوا اور فدیہ عنایت فرمایا ہمیں بھی بعد زوال چار رکعت پڑھنے کا حکم ہوا کہ ہم کو خدائے کریم نے اپنے فضل عمیم سے بطفیل رسول رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے دوزخ سے کہ ہلاک حقیقی ہے آزاد کیا اور ہم سے بھی راضی ہوا اور ایمان پر ثابت قدم رکھا اور قیامت کے روز انشاء اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کو ہمارا فدیہ کرے گا عصر کے وقت یونس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چار تاریکیوں سے نجات پائی۔ ظلمت زلت، ظلمت شب، ظلمت آب، ظلمت شکم ماہی اس کے شکر میں چار رکعت پڑھیں وہ چار ہم پر بھی فرض ہوئیں کہ تاریکی معصیت، تاریکی قبر، تاریکی صراط، تاریکی جہنم سے نجات پائیں۔ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وقت مغرب تین رکعت ادا کیں دو اپنی اور اپنی ماں سے الوہیت کی نفی اور تیسری خدا کے لئے ثابت کرنے کے شکر میں ہمیں بھی حکم ہوا کہ اس وقت تین رکعت پڑھیں کہ حساب حشر سہل اور آتش دوزخ سے نجات اور خوف قیامت سے امن حاصل ہو نماز عشا چار رکعت حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پڑھی کہ راہ گم شدہ ہاتھ آئی، عورت کے غم سے نجات ہوئی رنج سے رہائی پائی۔ ہارون علیہ الصلوٰۃ کو مرتبۂ وزارت و نبوت حاصل اور بسبب وعدۂ نصرت الٰہی کے خوف فرعون زائل ہوا۔ ہم پر یہ چار رکعتیں مقرر ہوئیں کہ ہمیں خدا نے راہِ حق دکھائی اور غم آخرت سے بامید رحمت وشفاعت حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ رہائی ملی اور ہم میں اولیاء و اقطاب کہ نائبان انبیاء ہیں پیدا کیئے دشمنان دین پر غلبہ بخشا۔

فائدہ

قاسم بن جعفر کی روایت میں ہے آدم نے نماز فجر اور اسحٰق نے ظہر اور عزیر نے عصر اور داؤد (علیہم السلام) نے مغرب اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے عشا ادا کی اس تقدیر پر عشا خصائص امت مرحومہ سے ہے اور بر تقدیر اول اجتماع نماز پنجگانہ واللہ اعلم۔

لطیفہ

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں آٹھ پہر میں جاگنے کی سترہ ساعت ہیں نہار معتدل بارہ ساعت کا ہوتا ہے اور اکثر آدمی اول شب تین اور آخر شب دو ساعت بیدار رہتے ہیں بعد ازاں سترہ ساعت کے سترہ رکعت فرض ہوئیں تا بندے ہر ساعت کے مقابل ایک رکعت کی قدر تو اپنے مولٰی کی عبادت و بندگی میں صرف کریں۔

حکمت

بنا اس دین متین کی مستحسنات عقلیہ و مرضیات عرفیہ پر ہے۔

فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا۔

اور دستور ہے جب بادشاہوں کے دربار کا قصد کرتے ہیں اطراف بدن دھوتے ہیں لہٰذا نماز سے پہلے وضو فرض ہوا کہ نماز بادشاہ حقیقی کا دربار ہے اور نیز وجہ تخصیص ان اعضا کی یہ ہے کہ جب تمام بدن کا دھونا بوجہ حرج فرض نہ ہوا تو یہ اعضاء کہ اطراف بدن ہیں قائم مقام اس کے ہوئے اور نیز احادیث میں وارد وضو گناہوں سے پاک کرتا ہے اور ان اعضا کو اکتساب ذنوب میں بہ نسبت سائر بدن کے زیادہ مداخلت ہے اور بھی اس فعل کو تطہیر باطن سے وہ نسبت ہے جو کلمات نیت نماز کو نیت اور اقرار لسانی کو تصدیق سے اسی جگہ سے کہتے ہیں وضو میں ہاتھ دھونا دنیا سے ہاتھ دھونے اور کلی لذت طعام وشراب اور ناک میں پانی ڈالنا لذت مشمومات سے دست برداری اور منہ دھونا توجہ الی الغیر اور پاؤں دھونا غیر کی طرف جانے کو ترک کرنے اور مسح سر تزکیۂ خیال کی طرف اشارہ ہے اور دستور

ہے کہ جب آدمی بادشاہ کے حضور جانا چاہتا ہے منہ ہاتھ پاؤں دھوتا ہے نہ مقعد اور تجربہ سے ثابت کہ ان اعضاء کا دھونا دفع نوم وتفریح قلب میں اثر تمام رکھتا ہے موضع حدث دھونے کو اس باب میں اصلا دخل نہیں پس اعتراض بعض ملاحدہ کا کہ ایجاب وضو وعدم ایجاب غسل مقعد کو محل خروج ریح ہے بیقیاس محض بے بنیاد ہے البتہ مسح سر کی حکمت کما حقہ سمجھ میں نہیں آتی اور ہماری عقل ناقص اُسے ادراک نہیں کرتی سوا اس کے کہ ایجاب امور تعبدیہ وغیر معقول المعنی کا واسطے امتحان بندگی کے ہے کہ کون ہمارے حکم کو اس نظر سے کہ حکم مولیٰ ہے بلاتردد وانکار بجالاتا ہے اور کون اپنی عقل کو دخل دے کر چون وچرا کرتا ہے سو اس کے پروردگار تعالیٰ حکیم ہے اور حکیم کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں کہ فضول وعبث اس کے سراپردۂ حکمت کے پاس نہیں آسکتا یہ کیا ضرور ہے کہ جس بات کا بھید ہماری سمجھ میں نہ آوے اس میں کوئی بھید نہ ہو جس کی حکمت تک ہمارا ذہن نہ پہنچے اس میں کچھ حکمت نہ ہو ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب تو خدا کی ندا سنے یقین جان کہ تجھے کسی بھلائی کی طرف بلاتا اور کسی برائی سے روکتا اور بچاتا ہے آدمی جس کی دانائی کا معتقد ہوتا ہے اور اس کے کاموں کی خوبی تجربہ سے سمجھ لیتا ہے اس کے ہر کام کو اچھا جانتا ہے گو فائدہ اس کا سمجھ میں نہ آوے اور یقین کرتا ہے کہ اس نے ضرور کچھ فائدہ تجویز کیا ہوگا گو میری عقل اسے دریافت نہیں کرتی کہ کیا خدا کی نسبت اس قدر اعتقاد بھی نہیں جو اس کا حکم بے چون وچرا قبول نہیں کرتا۔

حکمت

ارکان وضو پر مضمضہ واستنشاق مقدم ہوا کہ طہارت آب میں وصف معتبر ہے رنگ نظر سے معلوم ہو جاتا ہے اور مزہ ذائقہ اور بو شامہ سے دریافت ہوتی ہے اور وجہ تقدیم مضمضہ استنشاق پر ظاہر کہ مونھ ناک سے شریف تر ہے۔

فائدہ

مشروعیت استقبال کعبہ میں چار نکتے ہیں:

اوّل: زمین مبداء انسان اور کعبہ وسط وافضل[1] بقاع زمین پس وہی اس کا قبلہ مقرر ہوا کہ اپنی حقیقت یاد رکھ کے تکبر وتعلّی سے باز رہے اور تواضع وانکسار کہ مناسب جوہر خاک اور لب لباب نماز ہے پیش نظر رکھے۔

دوم: حکماء کہتے ہیں انسان کے لئے دو قوتیں ہیں عقلیہ متخیلہ یہ قوت جب عقلیہ کی مدد کرتی ہے فعل اس کا قوی ہو جاتا ہے اس لئے ہندس جب کوئی حکم احکام مقادیر سے دریافت کرنا چاہتا ہے مطابق اس کے ایک صورت عالم اجسام میں وضع کرتا ہے اور جو شخص دربار شاہی میں جاتا ہے بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا اور اس کی خدمت بجالاتا ہے لیکن اس دربار میں مقابلہ اور مواجہہ کی گنجائش نہیں لہٰذا استقبال کعبہ اس کے قائم مقام ہوا جس طرح قرأت وذکر وتسبیحات جاری مجرے ثنائے سلطان اور رکوع وسجود بمنزلۂ خدمت شاہی ہے۔

سوم: روح عبادت کی خشوع ہے اور ایک جہت کی طرف استقبال اس کے مؤید کہ ہر طرف منہ کرنے اور ادھر ادھر دیکھنے سے خشوع میں خلل واقع ہوتا ہے اور وجہ تخصیص کعبہ کی ظاہر کہ اسے مالک حقیقی غراسمہ نے اپنا گھر فرمایا ہے۔

چہارم: یہود اس وجہ سے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جانب غربی سے ندا آئی جانب غربی اور نصاریٰ اس نظر سے کہ حضرت مریم پر تجلی روح القدس علیہ السلام کی مکان شرقی میں ہوئی اس کی طرف استقبال کرتے ہیں کعبہ کہ تعمیر کردۂ حضرت خلیل ومولد حبیب جلیل ہے صلی اللہ علیہما وسلم اہل اسلام کا قبلہ مقرر ہوا۔

نکتہ

رفع یدین نفی کبریائے غیر خدا اور جمیع ماسوائے اللہ سے دست برداری کی طرف اشارہ ہے اور تکبیر تحریمہ اثبات عظمت حضرت احدیت اثبات قولی ونفی فعلی کے ملانے سے یہ مضمون حاصل ہوتا ہے کہ عظمت وکبریائی خاصۂ جناب الٰہی ہے لہٰذا تمام ماسوا سے انقطاع کر کے اسی کی طرف جھکتا اور اس کی صفت وثنا بجالاتا ہوں۔

---

[1] یعنی بعد موضع قبر اطہر بالاجماع۔ ۱۲ راحمد رضا غفرلہٗ ۱۲۔

حکمت

برخلاف اور ارکان کے دو سجدے ہر رکعت میں فرض ہوئے:

۱- کہ سجدہ بمنزلۂ شاہد دعویٰ ایمان ہے حدیث میں ہے سجدہ کا نشان قیامت کے روز پیشانی پر چمکے گا اور ثبوت دعویٰ کے لئے شرع میں دو گواہ عادل مقرر ہیں۔

۲- یا ایک سجدہ سے عبادت جسم اور دوسرے سے عبادت روح کی طرف اشارہ ہے۔

۳- یا پہلا بنظر عظمت وجلال مولیٰ اور دوسرا اظہار اپنی عجز وذلت کا ہے۔

۴- یا پہلا شکر معرفت اور دوسرا اظہار خدمت۔

۵- یا پہلے سے اس مضمون کی طرف کہ آدمی زمین سے پیدا ہوا اور دوسرے سے اس بات کی طرف کہ انجام کار زمین میں جاوے گا، اشارہ ہے گویا مصلی دونوں سجدہ سے آیت کریمہ: منها خلقنكم وفيها نعيدكم کے مضمون کا اقرار کرتا ہے۔

۶- یا پہلا امتثال امر اور دوسرا ترغیم شیطان ہے کہ اس نے سجدہ سے تکبر کر کے تمام محنت وریاضت اپنی برباد کی۔

۷- مبسوط میں ہے دونوں سجدے شیطان کی ترغیم اور اس کے جلانے اور ذلیل کرنے کے واسطے ہیں کہ اسے سجدہ کرنے کا حکم ہوا نہ بجالایا ہم اس فعل کو بار بار کرتے ہیں اور اعتراض امام سروجی رحمۃ اللہ علیہ کا ان دونوں وجہ پر کہ شیطان نے خدائے تعالیٰ کو لاکھوں کروڑوں سجدے کئے انکار اس کا سجدۂ آدم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام سے مخصوص ہے ساقط کہ اس نے اگرچہ لاکھوں بار سجدہ کیا مگر سجدہ ہی کے انکار سے ملعون ہوا جب ہم اس فعل کو بتکرار کریں گے اور اس کی عوض ثواب عظیم پائیں گے بالضرور اسے ندامت اور اپنے انکار پر حسرت ہوگی چنانچہ یہ مضمون بعینہٖ حدیث سے ثابت کہ جب بندہ سجدہ تلاوت کرتا ہے شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اے خرابی اسے سجدہ کا حکم ہوا بجالایا بہشت کا مستحق ہوا میں نے انکار کیا اور دوزخی ہوا اور سجود سہو کی نسبت

ارشاد ہوا:

هما ترغیمتان للشیطن۔

۸- اور شیخ الاسلام تکرار سجود میں یہ نکتہ لکھتے ہیں کہ جناب باری تعالیٰ نے جب بنی آدم سے میثاق لیا سجدہ کا حکم کیا تا فعل مطابق قول کے ہو مسلمان سجدہ میں گئے کافر نہ کر سکے جب مسلمانوں نے سجدہ سے سر اٹھایا اور اپنے کو اس دولت عظمیٰ سے مخصوص پایا توفیق الٰہی کا شکر سجدہ کے ساتھ کیا وہی دو سجدے نماز میں مقرر ہوئے۔

حکمت

مشروعیت جماعت میں یہ بھید ہے کہ کسی کی نماز میں مثلاً خشوع اور کسی کی خضوع اور کسی کی ذوق وشوق اور کسی کی رعایت امتثال و بندگی اور کسی کی ہیبت و وقار زیادہ ہے ان سب کیفیات کے ملنے سے ہیئت اجتماعی حکم معجون مرکب کا پیدا کرتی ہے اور یہ بات علیحدہ علیحدہ میں حاصل نہیں ہوسکتی علماء فرماتے ہیں نمازِ جماعت میں چار فائدے ہیں۔

اوّل: نمازیوں میں باہم دوستی ومحبت پیدا ہوتی ہے اور ایک دوسرے کے حال سے واقف ہوتا رہتا ہے۔

دوم: نفس پر تنہا عبادت شاق ہے اوروں کو اس میں مصروف دیکھ کر بہ رغبت ونشاط بجالاتا ہے اور شیطان بھی تنہا پر بہت حملہ کرتا ہے۔

فانما یاکل الذئب القاصیة۔

سوم: برکت کامل کی ناقص اور حاضر القلب کی غافل کے دل پر اثر کرتی اور اسے کمال کی طرف کھینچتی ہے۔

هم القوم لایشقی بهم جلیسهم۔

مے پذیرند بداں را بطفیل نیکاں

وہب بن منبہ پچھلی صف میں کھڑے ہوتے اور کہتے میں نے توریت میں دیکھا ہے امت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض لوگ جب سجدہ سے سر اٹھاتے ہیں جو آدمی ان کے پیچھے

ہوتے ہیں بخشے جاتے ہیں۔

چہارم: اجتماع مسلمین باعث برکات وموجب حصول فوائد دین ہے۔ جاہل علماء سے مسائل سیکھتے ہیں اور بے شوقوں کو اہل محبت کا شوق دیکھ کر خدا کی بندگی کا شوق اور خائفین کے خضوع وخشوع دیکھنے سے اوروں کے دل میں بھی خوف پیدا ہوتا ہے بیباک اہل احتیاط کی احتیاط دیکھ کر بے احتیاطی وبیباکی سے باز آتے ہیں اور نماز جلد پڑھنے والے صابروں اور باوقار لوگوں کی نماز دیکھ کر اپنی حرکات پر نادم ہوتے اور نماز ٹھیک کر لیتے ہیں اے عزیز نماز باجماعت بڑی دولت ہے احیاء العلوم میں مرفوعا روایت کرتے ہیں جس کی تکبیر تحریمہ چالیس روز فوت نہو نفاق ودوزخ سے محفوظ رہے اور یہ بھی حدیث میں ہے ایک گروہ قیامت کے روز چمکتے تاروں کی مانند محشور ہوگا فرشتے کہیں گے تم کیا عمل کرتے تھے کہیں گے اذان سنتے ہی سب کام چھوڑ کر طہارت میں مشغول ہو جاتے دوسرے گروہ کے منہ چاند کی طرح چمکتے ہوں گے۔ فرشتے ان سے ان کا عمل پوچھیں گے جواب دیں گے ہم وقت سے پہلے طہارت کر لیتے تیسرے کے منہ آفتاب کی طرح روشن ہوں گے وہ کہیں گے ہم اذان سے پہلے مسجد میں پہنچ جاتے۔ صحیح حدیث میں ہے جس کا دل مسجد میں لگا رہتا ہے خدائے تعالیٰ اسے عرش کے سایہ میں کھڑا کرے گا جس دن سوا اس کے کہیں سایہ نہ ہوگا اور فرماتے ایک نماز جماعت سے ستائیس نماز کے برابر ہے محیط رضی الدین میں ہے جماعت سنت موکدہ ہے اگر تمام اہل شہر ترک کریں اور سمجھانے سے باز نہ آویں ان پر جہاد چاہیئے کہ جماعت شعار اسلام ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ تارکین اذان پر جہاد جائز کہتے ہیں جب ترک اذان پر کہ وسیلہ جماعت اور اس کی طرف ندا سے عبارت ہے جہاد جائز ہوا تو ترک جماعت پر کس طرح جائز نہ ہوگا غایۃ البیان واجناس میں ہے۔ تارک جماعت کی گواہی مقبول نہیں اور بعض کتب فقہ میں مذکور کہ تارک جماعت پر تعزیر ضرور اور ہمسایوں پر اسے نصیحت کرنا واجب یہاں تک کہ سکوت

سے گنہگار ہوں گے اور بدائع میں اکثر مشائخ سے جماعت کا وجوب نقل کیا اور بعض فقہا نے اسے اصح وارجح کہا اور کرخی نے اسے سنت مؤکدہ سے تعبیر کرکے وجوب کے ساتھ تفسیر کیا۔

لطیفہ

نماز جامع جمیع عبادات ہے تکبیر وتسبیح وتہلیل وتحمید وقرأت ودرود وتشہد ودعا وغیرہا عبادات قولی ہیں اور طہارت ورفع یدین واستقبال قبلہ وقیام وقعود ورکوع وسجود وجلسہ وقومہ وتعدیل ارکان عبادات فعلی اور ستر عورت وتنظیف جامہ عبادات مالی کھانا پینا جماع ترک کرنا بمنزلۂ صوم اور تکبیر تحریمہ بجائے احرام اور استقبال قائم مقام طواف اور قیام بمشابۂ وقوف عرفہ اور تعوذ جاری مجرے رمی جمار اور بذل مال ستر عورت وآلات طہارت میں مثل زکوۃ اور قعدہ شبیہ اعتکاف اور رکوع وسجود تواضع وتذلل کہ اصل عبادت وملاک حسنات ہے اور نیز قعدہ مثل عبادات جمادات اور رکوع بمنزلۂ عبادت حشرات الارض اور قیام بجائے عبادت اشجار ونباتات اور ذکر تسبیح عبادت طیور وجن وملائکہ ہے اور دعا کہ مخ العبادۃ اور مفتاح ہر مدعا ہے اس عبادت کا لب لباب وخلاصہ ہے اور نیز وضو مانند زرہ کے ہے اور امام مثل مبارز اور قوم لشکر صف آراء اور گروہ شیاطین غنیم لئیم اور محراب موضع حرب جہاد میں کافروں کو قتل کرتے ہیں نماز میں ان کے سردار کو ہزیمت دیتے ہیں جہاد میں فتح کے بعد مال تقسیم کرتے ہیں نماز میں بعد سلام فضل ورضا مندی ذوالجلال سے بہرہ وافی پاتے ہیں۔

لطیفہ

صلوۃ صلے بالضم والکسر سے کہ بمعنی سوختن ہے ہم اشتقاق ہے پس بندہ مصلی کو چاہئے جب نماز میں داخل ہو پروانہ وار شمع حقیقت پر اس طرح جل جاوے کہ سوز وگداز ظاہر نہ ہونے پائے۔

دوسرا باب

روزہ کے بیان میں

قال اللہ تعالیٰ یا ایھاالذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم۔

اے ایمان والوفرض کیا گیاتم پر روزہ جیسا فرض ہوا اگلوں پر اے عزیز کمال عظمت اور نہایت منزلت اس دولت بے نہایت کی اس آیت سراپا بشارت سے قیاس کر کہ پروردگار تقدس وتعالیٰ روزہ داروں کے ایمان کی گواہی دیتا ہے اور ان کو ایمان والے کہتا ہے اور کمال عنایت وشفقت سے اپنے بندوں کی تسکین وتشفی کرتا ہے کہ یہ عبادت کچھ تمہیں پر فرض نہیں ہوئی بلکہ اگلی امتوں پر بھی فرض تھی بعض امم سابقہ پر روزہ ایام بیض اور یہود پر روزہ عاشورا اور ہر شنبہ فرض اور نصاریٰ پر ماہ رمضان مقرر ہوا لیکن اس سال سردی یا گرمی بشدت تھی لہٰذا انہوں نے روزہ شاق سمجھ کر موسم بہار میں روزے رکھے اور اس تبدیل کے کفارہ میں بیس اور زیادہ کیے۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روزہ عبادت قدیمی ہے کوئی شریعت اس کی فرضیت سے خالی نہیں یہ نہ سمجھو کہ یہ تکلیف تم پر نئی ہوئی بلکہ اگر نظر تعمق سے دیکھو تو فرضیت اس عبادتِ شاقہ کی امم سابقہ پر تمہاری ہی تسکین وتشفی کے واسطے تھی کہ عنایت الٰہی جو تمہارے حال پر روز ازل سے مبذول ہے مقتضی اس امر کی نہ ہوئی کہ ایسی تکلیف شاق اپنے محبوب کی امت سراپا مرحمت پر یکبارگی مقرر کریں بلکہ واسطے فرضیت اس عبادت کے کہ باقتضائے حکمت کاملہ ہزاروں خوبیاں اور بڑائیاں اس امت کو اس کے عوض حاصل ہوئیں یہ طریقہ قرار پایا کہ زمانہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے زمانہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک ہر مذہب وملت میں یہ عبادت فرض کی تا کہ یہ امت مرحومہ اوروں کا حال سن کر بے تکلف اختیار کریں اور گرد ملال وکلفت ان کے دامن ہمت

پر نہ بیٹھے قاعدہ ہے۔

البلاء اذا عم خف۔

اور مثل مشہور ہے مرگ انبوہ جشنے دارد چنانچہ یہ مضمون آیۃ کریمہ سے واقفان علم بدیع پر بخوبی ظاہر

لعلکم تتقونo

تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو کہ اس عبادت سے مشق ریاضت اور نفس کشی کی حاصل ہوتی ہے اور قوت شہوت وغضب کہ اصل تمام گناہوں کی ہیں ضعیف ہو جاتی ہیں اس لئے کہ مدار شہوت وغضب کا قوت مزاج اور متانت روح حیوانی پر ہے اور روح اغذیہ واشربہ سے متولد ہے پس تقلیل طعام وشراب سے روح نرم اور رقیق ہو جاتی ہے اور بالاضطرار شہوت وغضب میں کمی آجاتی ہے۔ حدیث مشہور میں وارد جو جوان شہوت جماع کو نہ روک سکے نہ نکاح کی استطاعت رکھے اسے چاہیئے کہ روزہ اختیار کرے کہ وہ اس کے لئے حکم خصی ہونے کا رکھتا ہے صوفیاء کرام فرماتے ہیں طالب خدا کو تین باتیں لازم نومہ غلبہ وکلامہ ضرورۃ واکلہ فاقۃ بعضے دو دو تین تین دن اور بعض ایک ہفتہ کے بعد کھاتے ہیں اور جب اشتیاق کا غلبہ ہوتا ہے چالیس دن نہیں کھاتے اس وقت پروردگار تقدس وتعالیٰ ان کے باطن میں کلام فرماتا ہے جو انبیاء کے حق میں باظہار واقع ہے اولیاء کے لئے باسرار جائز ہے صاحب شریعت ابدیہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں اپنے پیٹ بھوکے اور جگر پیاسے اور بدن ننگے رکھو نہ پروردگار تعالیٰ کو ظاہر وعیاں دیکھو جس نے دیکھا مطلب کو پہنچا اور جو کامیاب ہوا مقام فنا وبقا سے برتر ہوا عبارت اس سے جہالت اور اشارت ضلالت ہے۔

قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقاo

سید عالم ﷺ فرماتے ہیں شیطان خون کی مانند آدمی کے بدن میں رواں ہے راستہ اس پر تنگ کرو بھوک اور پیاس سے عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہمیشہ جنت کا دروازہ کوٹا کرو، عرض کیا کاہے سے، فرمایا بھوک سے۔ اے عزیز تیرے کھانے سے خزانہ رزق

مطلق کا کم نہ ہو جاوے گا لیکن پیٹ بھر کھانا تجھے رب سے محجوب اور نفس کا پابند کر دے گا بھوکے رہنے سے صفائی قلب و رقت دل و لذتِ طاعت اور انکسار اور جوع دوزخ کی یاد اور کسر شہوت فرج اور قلت نوم حاصل ہوتی اور طاعت پر مواظبت ہاتھ آتی ہے اور تحصیل رزق اور کھانے پکانے کی دقتوں سے فراغت اور خفت مونت و مشقت اور قلیل پر کفایت اور صدقہ دینے کی ہمت میسر ہوتی اور ہزاروں بیماریوں سے نجات رہتی ہے اور زیادہ کھانے سے سختی دل اور غفلت اور غلبہ شہوت اور سستی و کاہلی اور تیند اور تحصیل و ترتیب طعام کی مشقت اور اس کے مصائب میں ابتلا اور ذلت و خست پیدا ہوتی ہے ہر چند یہ عبادت کہ باعث کسر شہوت اور موجب روشنی قریحت ہے انسان کے حق میں ہر عبادت سے زیادہ مفید ہے اس واسطے کہ کسر نفس و شہوت سے مقصود اصلی تک پہنچ جاتا ہے اور کدورات سبعی و ظلمات بہیمی سے صفائی کلی حاصل ہو کر مقام کشف و وصول پر فائز ہوتا ہے اور حق تقویٰ کا کہ بہترین خصائل ہے اس کو حاصل ہوتا ہے مگر اکثر خلق پر کہ ہمت ان کی اس طلب سے قاصر ہے یہ عبادت و مشقت کمال شاق گزرتی ہے اس واسطے ان کی تشفی و تسلی کے لئے ارشاد ہوتا ہے:

ایاما معدودات۔

گنتی کے دن ہیں کہ نہ بہت کم ہیں جو کسر شہوت و غضب میں تاثیر معتد بہ نہ کریں اور نہ بہت زیادہ کہ اعتدال مزاج و قوت و طاعت میں خلل ڈالیں پس گھبرانا نہ چاہیے اور کمر ہمت مضبوط باندھیے کہ بہت جلد تمام ہو جاویں گے اور یہ کلمہ کمال عنایت پروردگار پر دلالت کرتا ہے کہ اس ارحم الراحمین کو انتہا سے زیادہ دل جوئی اس امت کی منظور ہے جس طرح پدر شفیق اپنے فرزند عزیز کو مکتب میں بٹھاتا ہے اور تسکین و تسلی دیتا ہے کہ اب تھوڑی دیر میں چھٹی مل جائے گی۔ وہی قاعدہ شفقت کا یہاں بھی مرعی ہے لیکن اسی شفقت و عنایت کے ضمن میں تازیانہ خوف کا مارا گیا ہے کہ جب بادشاہ اپنے تابعین و رعایا کو کسی امر کا حکم دیتا ہے اور اس میں ہر طرح نرمی و آسانی کا لحاظ کر لیتا ہے تو کسی شخص کو گنجائش عذر باقی نہیں رہتی اور جو کوئی اس حکم میں سستی کرتا ہے مورد عتاب ہوتا ہے سوا اسی

طرح بادشاہ علی الاطلاق نے اپنے بندوں کی ضعف وناتوانی پر نظر فرما کے مدت اس عبادت کی کمال توسط کے ساتھ اختیار کی اگر مانند نماز کے یہ عبادت تمام سال فرض رہتی بندے تاب نہ لاتے باوجود اس عنایت کے اگر کوئی شامت نفس سے اس عبادت میں قصور کرے کمال عتاب وعذاب کا مستحق ہو جاوے کہ راہ عذر کی اول ہی مسدود کر دی گئی اور کوئی دقیقہ نرمی وآسانی کا فروگذاشت نہ ہوا مگر ایک امر باقی ہے کہ واسطے اس عبادت کے ایک مہینہ مقرر ہوا اور ضرور ہے کہ بعض مکلّف ان دنوں میں بیمار ہوں اور بعض سفر میں ان پر تعمیل اس حکم کی کمال دشوار ہے سو واسطے دفع اس عذر کے ارشاد ہوتا ہے:

فمن کان من کم مریضا او علیٰ سفرٍ فعدۃ من ایام اُخر۔

جو شخص تم میں بیمار یا مسافر ہو وہ اور دنوں میں روزہ رکھ لے۔ یہ آیت پروردگار کی کمال رحمت پر دلالت کرتی ہے کہ جب جناب غفور رحیم جل جلالہٗ کو منظور نہ ہوا کہ بندگان گنہگار دو تکلیفوں میں گرفتار ہوں اور محنت سفر و مرض کے ساتھ مشقت روزہ کی جمع کریں تو اس کے رحم وکرم سے امید واثق ہے کہ روزہ داروں کو تکلیف دوزخ سے بھی محفوظ رکھے گا اور حرارت روزہ کے ساتھ گرمی جہنم کی جمع نہ کرے گا اور جو شخص کہ بسبب ضعف وناطاقتی کے ان دنوں میں روزہ نہیں رکھ سکتا اور اس سبب سے کہ بڑھاپے سے روز بروز طاقت کم ہوتی ہے اور دنوں میں بھی ادا نہیں کر سکتا اگر طاقت رکھتا ہے بعوض ہر روزہ کے دو وقت ایک مسکین کو پیٹ بھر کھلا دے خواہ دو آثار گندم (بوزن دہلی) ہر روزہ کے بدلے خیرات کرے۔

وعلی الّذین یطیقونہٗ فدیۃ طعام مسکین ٥

اس لئے اگرچہ خود ترک آب وغذا خدا کے واسطے نہیں کر سکتا مگر ایک مسلمان کو بھوک سے نجات دیتا ہے اور جو کچھ عبادت اس مسلمان سے بسبب کھانے اس غذا کے ہوگی اس میں دخل پیدا کرتا ہے اور اس وجہ سے کہ مقدار خوراک ایک آدمی کی جبکہ اس نے صرف کی تو اس غذا سے دست تصرف اپنا روکا اور نفس کو اس سے باز رکھا تو گویا ایک مشابہت معنوی روزہ دار سے پیدا کی اور اگر اپنی رغبت وطبیعت سے ایک خوراک زیادہ

دے تو اور بہتر ہے۔

فمن تطوع خیراً فھو خیر لہ۔

اور صدقہ دینے سے روزے رکھنا افضل و بہتر ہے یعنی معذور اگر روزہ رکھ لے تو اس صدقہ سے اس کے حق میں اولیٰ ہے۔

وان تصوموا خیر لکم ان کنتم تعلمون○

روزہ رکھنا تمہارے حق میں بہتر ہے اگر تم جانتے ہو اور اس کی بزرگی وفضیلت پر نظر کرو روزہ دل کی صفا اور جان کی ولا ہے پس کیا غم ہے اگر تن خاکی کے حق میں بلا ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں روزہ اور قرآن بندہ کی شفاعت کریں گے روزہ کہے گا الٰہی میں نے اسے کھانے پینے اور شہوتوں سے دن میں روکا مجھے اس کا شفیع کر اور قرآن کہے گا میں نے اسے رات کے سونے سے باز رکھا مجھے اس کا شفیع کر پس حق جل مجدہ ان کی شفاعت قبول فرماوے گا جامع ترمذی میں ہے فرماتے ہیں جو ایک دن خدا کی راہ میں روزہ رکھتا ہے خدائے تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے بیچ میں ایک ایسا خندق کر دیتا ہے جیسا زمین وآسمان میں فاصلہ ہے اور روایت احمد وبیہقی میں وارد ہوا کہ دوزخ سے اتنا دور کر دیتا ہے جس قدر دور وہ زاغ جائے کہ بچپن سے اُڑا اور اُڑتے اُڑتے بوڑھا ہو گیا اور مر کر گر پڑا اور روایت صحیحین میں ہے ستر برس کی راہ دوزخ سے دور کر دے اور فرماتے ہیں:

للصائم فرحتان فروحة عند فطرہ و فرحة عند لقاء ربہ۔

اس واسطے کہ جب بندہ تخلق باخلاق اللہ یعنی یطعم ولا یطعم سے مرتبۂ انسانیت ترک کر کے بحکم الیٰ ربك المنتھی طلب عالم تقدیس میں صبح سے شام تک بادیہ پیما رہتا ہے شام کو مرکب اس کا بحکم صفت بشریہ چلنے سے عاری ہو کر محتاج آب ودانہ کا ہوتا ہے اس وقت جب کھلانے پلانے سے اس کی خبر لیتا ہے اور قوت راہ مقصود کی اس میں پاتا ہے ایک عجب فرحت وخوشی حاصل ہوتی ہے اور جب فرحت افطار کہ وسائل سلوک سے ہے اس درجہ ہے بیان فرحتِ لقا کا کہ مقصود اصلی ہے کون کر سکتا ہے جس نے

دیکھا وہی لطف ومزہ اس کا جانتا ہے اسی لئے کہتے ہیں ہر عبادت کا ثواب معین ومقدر ہے مگر بدلہ روزے کا عبادت واشارت سے ورا ہے۔ صحاح میں مروی ہے آدمی کا ہر عمل مضاعف ہوتا ہے یعنی ایک نیکی کو دس لکھتے اور دس کا ثواب دیتے ہیں یہاں تک کہ بعض نیکیاں سات سوتک مضاعف ہوتی ہیں مگر روزہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے۔ حق جل جلالہ فرماتا ہے:

الصوم لی ونا اجزی بہ۔

وہ خاص میرے واسطے ہے کہ بخلاف اور عبادات کے ریا کو اس میں دخل نہیں اور میں خود اس کی جزا دیتا ہوں۔ بیہقی کہتے ہیں کسی نے سفیان بن عیینہ سے معنی اس حدیث کے پوچھے فرمایا حدیث صحیح ومحکم تر ہے اور معنی اس کے یہ ہیں کہ جب قیامت کو آدمی سے خصم اس کے نزع کریں گے تمام اعمال نیک اپنے حقوق کے بدلے لے جائیں گے جب نوبت روزہ کی آئے گی حق تعالیٰ فرمائے گا اسے چھوڑ دو یہ خاص میرے واسطے ہے اور جو مطالبہ ذمہ بندہ کے باقی ہوگا اپنے رحم وکرم سے خود کفایت فرمائے گا اور اہل حقوق کو راضی کر کے بندہ کو انکے مطالبہ سے پاک کردے گا اس وقت روزہ بندہ کے ساتھ ہوگا اور بہشت میں لے جائے گا اور بیہقی کہتے ہیں مراد کثرت ثواب ہے جس کا ثواب خدا کی طرف مضاف ہوا اور ثواب دینے والا پروردگار ہے قدر اس کی کسے معلوم ہو اور کون اندازہ کرسکتا ہے۔ روزہ صبر ہے اسی لئے رمضان کو شہر الصبر فرمایا اور صبر کا ثواب بے انتہا ہے۔

وانما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب٥

اور بعض کہتے ہیں اضافت ثواب اور روزے کی اپنی طرف واسطے تشریف وتکریم کے ہے مثل بیتی اور ارض اللہ اور ناقۃ اللہ اور امثال ذالک کے یہ مطلب ہے کہ ریا کو کہ شرک اصغر ہے اس میں دخل نہیں اور سوا پروردگار جل جلالہ کے کسی کے واسطے واقع نہ ہوئی کہ سجدہ وطواف وقربانی وغیرہا عبادات کفار اپنے بتوں کے واسطے بھی کرتے ہیں یا یہ مراد ہے کہ حقیقت روزہ میں کہ ترک اکل وشرب وجماع ہے نفس کو مطلق حظ نہیں بلکہ حقیقت اس کی حبس نفس ہے۔ بعض محققین فرماتے ہیں استغنا طعام وشراب سے صفت ربوبیت

ہے یعنی تمام اعمال بندوں کے مناسب ان کے حال کے ہیں بخلاف روزہ کے کہ ہماری صفت سے مناسبت رکھتا ہے اور بعض روایات میں بصیغۂ مجہول وارد یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے کہ مثل اور عبادات کے غرض اس سے ثواب بہشت وحور وقصور ونعیم جنت نہیں بلکہ انا اجزی بہ میں خود روزہ کا بدلہ ہوں اور ثواب اس کا لقاء دیدار میرا ہے۔ اے عزیز دیکھ کیا مقام ہے اگر بندہ کو کہیں توسگِ درگاہ ہے شادی سے تمام عالم میں نہ سمائے اور فخر سے زمین وآسمان پر ناز کرے چہ جائیکہ فرماتے ہیں فعل تیرا میرا ہے اور بدلہ اس کا میری رویت ولقا ہے یہ وہی مقام ہے جو مقبولانِ حضرت ومقتولانِ تیغِ محبت کے حق میں وارد ہے:

من قتلهٗ محبتی فدیۃ رویتی۔

دیت وارثان مقتول کو پہنچتی ہے اور یہ دیت خود اسی کو ملتی ہے کہ وارث اپنے نفس مقتول کا وہی ہے شیخین روایت کرتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں بوئے دہن روزدار کی پروردگار تعالیٰ کو مشک سے زیادہ پسند ہے اور روزہ آتش دوزخ سے سپر ہے۔ صحاح میں ہے بہشت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں ایک ریان ہے کہ سوا روزہ داروں کے کوئی اس میں نہ جاسکے گا اور جو اس دروازہ میں داخل ہوگا کبھی پیاس اس کو نہ لگے گی۔ صحیح ابن خزیمہ میں وارد اسے ایک شربت پلائیں گے کہ کبھی اسے تشنگی نہ ستائے گی۔ صحاح ستہ میں مروی جو شخص رمضان بھر بحکم ایمان وطلب ثواب روزے رکھے سب اگلے گناہ اس کے بخشے اور بعض سنن میں ہے سب گناہ اس کے معاف ہوں۔ نسائی وغیرہ راوی کہ روزہ دار کا چپ بیٹھنا بھی اوروں کی تسبیح کے حکم میں ہے فرمایا کہ روزہ دار کو پانچ بزرگیاں حاصل ہیں افطار کے وقت ایک دعا خواہ مخواہ اس کی قبول ہوتی ہے۔ بیٹھنا اس کا اوروں کی تسبیح کے برابر ہے کہ اس کی سب ہڈیاں تسبیح کرتی ہیں اور تمام عملِ خیر کی ثواب وجزا معین ہے بخلاف روزہ کے ثواب اس کا بے انتہا ہے اور دعا اس کی حالت روزہ میں مستجاب ہے اور گناہ اس کے معاف نسائی وبیہقی وحاکم سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے ایسا عمل بتایئے کہ فائدہ اس کا بہت بڑا ہو فرمایا روزہ اختیار کر کہ اس کے مانند کوئی عمل نہیں۔

فائدہ

یہ حدیث صحیح ہے تفصیل صوم میں نماز پر اور مشہور جمہور علماء میں یہ ہے کہ نماز تمام عبادات سے افضل ہے بدلیل حدیث صحاح ان خیر اعمالکم الصلوٰۃ اور مراد نفی مماثلت وجہ مخصوص میں ہے کہ فائدہ ثمرات صوم کا ہے۔ ترمذی نسائی ابن ماجہ کی روایت میں ہے جب اور لوگ روزہ دار کے سامنے کھاتے پیتے ہیں فرشتے اس پر درود بھیجتے ہیں اور اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اور ہر جوڑ اور استخواں اس کی تسبیح میں مشغول ہوتے ہیں بطریق عدیدہ مروی تین شخصوں کی دعا بیشک مستجاب ہے روزہ دار، مسافر، مظلوم۔ ابن ماجہ حاکم بیہقی راوی ایک دعا روزہ دار کی وقت افطار کے ہرگز رد نہیں ہوتی۔ صحاح میں ہے قیامت کو ایک حوض خاص روزہ داروں کو عنایت ہوگا کہ سوا ان کے کسی کو اس پر بار نہ دیں گے۔ مصنف ابن ابی شیبہ و بیہقی میں ہے حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ عین دریا میں جہاز پر سوار تھے اور رات تاریک ناگاہ ابو موسیٰ اور ان کے یاروں نے ایک آواز آسمان کی طرف سے سنی کہ کوئی کہتا ہے ٹھہرو میں تمہیں خدا کا حکم سناؤں اور اس کا عہد جو اپنے اوپر لازم فرمایا ہے بتاؤں ابو موسیٰ کھڑے ہوئے اور کہا اے عزیز ہوا موافق ہے اور لنگر کشتی کے اٹھا دیئے عین دریا میں کس طرح توقف کریں تجھے حاجت ہمارے ٹھہرنے کی کیا ہے جو کچھ کہنا ہے کہہ کہ ہم جان و دل سے سنتے ہیں آواز آئی حق تعالیٰ نے اپنی ذات پاک پر یہ بات لازم کی ہے کہ جو اس کی رضا کے واسطے گرم دن میں آپ کو پیاسا رکھا اسے قیامت کے دن پیاس سے مامون کردے اور حضور ارشاد فرماتے ہیں جب عید کا دن ہوتا ہے خدائے تعالیٰ روزہ داروں سے فرشتوں پر مباہات کرتا ہے اور ان سے فرماتا ہے اے میرے فرشتو کیا بدلہ ہے اس مزدور کا جس نے اپنا کام پورا کیا عرض کرتے ہیں اے پروردگار اس کا بدلہ یہ ہے کہ اَجر بھی اسے پورا دیا جائے پس فرماتا ہے اے میرے فرشتو میرے غلاموں اور میری لونڈیوں نے میرا فرض جوان پر تھا ادا کیا پھر نکلے ہیں اپنی آوازیں بلند کرتے ہوئے دعا میں مجھے قسم ہے اپنے عزت و جلال و کرم و علو بلندی مرتبت کے کہ میں نے ان کی دعائیں

قبول کیں پھر فرماتا ہے لوٹ جاؤ میں نے تمہیں بخش دیا اور تمہاری برائیاں نیکیوں سے بدل دیں اور وارد ہوا:

الصبر نصف الایمان والصوم نصف الصبر۔

پس روزہ ربع ایمان کا ہے اسی واسطے ارکان اربعہ اسلام میں داخل ہے۔ جواہر التفسیر میں ہے:

لکل شی باب وباب العبادۃ الصوم۔

کہ شیطان روزہ دار سے جدا ہوتا ہے اور توفیق الٰہی اس کے حال پر توجہ فرماتی ہے اس لئے جو کبھی عبادت نہیں کرتا رمضان میں وہ بھی مشغول بعبادت ہوتا ہے۔ اے عزیز روزہ اصل اکثر اخلاق کا ہے خوف پروردگار کا روزہ سے زیادہ ہوتا ہے آدمی جب بھوک پیاس کی شدت پاتا ہے سمجھتا ہے کہ ایک دن کی بھوک پیاس میں باوجود اس کے کہ مکان سایہ دار اور ہوا سرد اور اسباب آرام موجود ہیں یہ حال ہو گیا دوزخ کی بھوک پیاس اور قیامت میں قیامت کی تشنگی وگرسنگی باوجود ان مصائب کے کس سے اٹھائی جاوے گی اور رحم ورقت وسخاوت زیادہ ہوتی ہے۔ کہتے ہیں ایک شخص تھا کہ جو اس کے ہاتھ آتا خرچ کر ڈالتا متعلقوں نے اسے قید کیا اور کھانا پانی بند تاکہ مال کی قدر جانے اور زیادہ دہی سے باز آئے جب چھوڑا اور بھی زیادہ غمخواری فقرا اور صرف میں مشغول ہوا کسی نے کہا اے عزیز تو اس قید سے متنبہ نہ ہوا کہا جب میں بھوک پیاس کی کیفیت سے واقف نہ تھا فاقہ کسی کا مجھ سے نہ دیکھا جاتا اب تو اس کی شدت سے آگاہ ہوں کس طرح تکلیف اوروں کی گوارا کروں اور بنی نوع کو محنت وفاقہ میں مبتلا دیکھوں اور ایک فائدہ جلیلہ روزہ میں موافقت ملائکہ ہے کہ جس طرح فرشتے کھانے پینے سے پاک ہیں اسی طرح روزہ دار بھی کھانا پینا ترک کرتا ہے بلکہ درحقیقت یہ بات اس سے زیادہ ہے، کہ فرشتے اصل فطرت میں کھانے پینے سے مستغنی ہیں نہ ان کو بھوک لگے نہ پیاس ستائے بخلاف انسان مسلمان کے کہ باوجود احتیاج صرف بتعمیل حکم پروردگار کھانا پینا ترک کرتا ہے گویا مضمون انی اعلم مالا تعلمون ٥ اس عبادت سے آشکارا ہے کہ اگر تم اپنی تسبیح وتقدیس پر نظر رکھتے ہو

یہ مشت خاک باوجود ہزاروں موانع کے ہماری تسبیح وتقدیس بجالائیں گے اگر تم اپنی عصمت و پاکی کو دستاویز فضیلت سمجھتے ہو ان کی طہارت پر نظر کرو کہ باوجود احتیاج کھانا پینا ترک کرتے ہیں اور ہماری راہ میں کیسی کیسی محنت ومشقت گوارا کرتے ہیں اگر فساق ان کی خونریزی کرتے ہیں عشاق ان کے آنکھوں سے خون دل ہمارے شوق میں جاری رکھتے ہیں۔ بخاری ومسلم روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں الصیام جنة روزے آتش دوزخ سے سپر ہیں اور وارد ہوا روزہ سر تمام عبادات کا ہے کہ مانع جملہ شہوات کا ہے مدد شہوات کی کھانے پینے سے ہے اور بھوک شہوات کو توڑتی ہے اور حدیث قدسی میں ہے ہر نیکی آدمی کی دہ چند سے ہفت صد چند تک زیادہ ہوتی ہے مگر روزہ کہ میرا ہے اور میں اس کا بدلہ دیتا ہوں کہ قدر وکیفیت اس اجر کی سوا میرے کسی کو معلوم نہیں جب فرضیت اس عبادت کی بیان ہو چکی اور اشارہ اس کی فضیلت پر بھی واقع ہوا اور بالاجمال اس قدر بھی معلوم ہو گیا کہ مدت اس کی وہ ہے جس میں شمار کو دخل ہے اور وہ دورہ شب وروز کا نہیں اور نہ دورہ سال ہے کہ افراد اس کے اسمائے شہور سے معدود ہوتے ہیں بلکہ دورہ مہینے کا ہے کہ اس کی تاریخیں اول ودوم وسوم کہلاتی ہیں اور عدد ان میں معتبر ہے۔ اب تصریح اس امر کی ضرور ہے کہ وہ میعاد اسی قدر ہے جو مضمون اجمالی سے سمجھی گئی اور اگر مہینہ ہے تو کونسا مہینہ ہے۔ اسی واسطے ارشاد ہوتا ہے:

شهر رمضان الذی انزل فيه القرأن۔

وہ مہینہ ہے جس کا روزہ تم پر فرض ہے، رمضان ہے جس میں قرآن نازل ہوا مہینہ کو شہر اس لئے کہتے ہیں کہ وقت شروع کے شہرت ہوتی ہے۔

سمى الشهر شهراً لشهرته۔

اور اس مہینے کا نام رمضان اس سبب سے رکھا گیا کہ جب عرب مہینوں کے نام رکھتے تھے ان دنوں اس مہینہ میں گرمی بشدت تھی۔ رمض کہتے ہیں نہایت گرمی کو اور اسے صلہ موصول سے موصوف کرنا اس لئے ہے کہ تخصیص اس مہینہ کی واسطے روزہ کے روشن ہو جائے قاعدہ مسلمہ ہے کہ صلہ موصول میں معنی تعلیل کے مفہوم ہوتے ہیں یعنی اس مہینہ کو

واسطے روزہ اور اس کے توابع ولواحق یعنی تراویح وختم قرآن کے اس لئے مقرر کیا کہ اس میں قرآن لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل ہوا گویا اس مضمون کی طرف اشارہ ہے کہ ہم نے اس مہینے متبرک میں تم پر قرآن نازل کیا تمہیں بھی لازم ہے کہ جب یہ مہینہ آئے شکر ہمارا ادا کرو اور اس میں قرآن پڑھا کرو۔

فائدہ جلیلہ ولطیفہ جمیلہ

اے عزیز اس جگہ ایک لطیفہ ہے کہ جس مہینے میں قرآن نازل ہوا اس کو یہ بزرگی حاصل ہوئی کہ قیامت تک جو کوئی اس میں دو رکعت نفل پڑھے فرض کا ثواب پاوے اور جو فرض پڑھے ستر (۷۰) کا ثواب حاصل ہو۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پچھلے دن شعبان کے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا اے لوگو تم پر بڑے مہینے نے سایہ ڈالا برکت والا مہینہ جس میں شب قدر ہے کہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے روزہ اس کا فرض اور تراویح نفل جو نفل عبادت کرے فرض کا ثواب پاوے اور جو فرض ادا کرے ستر کا ثواب پاوے وہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے وہ مہینہ مواسات کا ہے اس میں مسلمان کا رزق زیادہ ہو جاتا ہے جو روزہ دار کو افطار کرائے گناہ اس کے معاف ہوں اور دوزخ سے آزاد ہو اور روزہ دار کے برابر اسے بھی ثواب ملے اور اس کا ثواب نہ گھٹے اگر دودھ کا چلو پلائے یا چھوہارا کھلائے یا پانی پر افطار کرائے اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کھلائے میرے حوض کا پانی اس کو ملے کہ پھر کبھی پیاس نہ لگے یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو۔ اول اس مہینے کا رحمت اور وسط مغفرت اور آخر دوزخ سے آزادی ہے اور فرماتے ہیں وہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب بہشت۔ اب اس مرتبہ کو غور کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے روزہ داروں کو صابرین میں داخل کیا اور جو فائدے صبر کے ہیں ان کو عنایت فرمائے صبر کا ثواب بے انتہا ہے۔

انما یوفی الصٰبرون اجرھم بغیر حساب ○

دین کی امامت وپیشوائی صبر کے ساتھ متعلق ہے۔

وجعلنھم ائمة یھدون بامرنا لما صبروا۔

صابرین خدا کے محبوب ومقبول ہیں۔

ان اللہ یحب الصابرین ٥

صبر سے دین ودنیا کی عزت ملتی ہے۔

وتمت کلمۃ ربك الحسنیٰ علی بنی اسرائیل بماصبروا۔

اور ارشاد فرماتے ہیں جب رمضان آتا ہے شیاطین اور شریر جن قید ہوتے ہیں اور دوزخ کے سب دروازے بند کئے جاتے ہیں کہ کوئی نہیں کھلتا اور جنت کے ابواب سب مفتوح ہوجاتے ہیں کہ کوئی بند نہیں ہوتا اور منادی پکارتا ہے اے طالب خیر آ کہ آج دن تیرا ہے اور اے بدکار باز آ کہ یہ وقت بدی کا نہیں اور خدا کے لئے کچھ آزاد ہیں قید دوزخ سے اور یہ ہر شب ہے پس مسلمان کو لازم ہے کہ قدر اس نعمت کی جانے اور ایک ساعت اس مہینے کی روز عید سے بہتر سمجھے اور ہر وقت وہر لحظہ اس کی خدمت میں مصروف رہے کہ یہ مہمان عزیز ہے اور ایک دن جدا ہونے والا اور بعد فراق کے نہیں معلوم کہ پھر ملنا نصیب ہو یا نہیں۔ احادیث صحیحہ سے ثابت کہ سرور عالم ﷺ جہان سے زیادہ سخی تھے اور رمضان میں ان دنوں سے زیادہ سخاوت کرتے اور ذکر ونماز واعتکاف وتلاوت میں ہر ساعت مشغول رہتے اور اس ماہ مبارک کو انواع عبادت سے مخصوص فرماتے اور حضرت جبریل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر شب حاضر دربار ہوتے اور حضور ان سے دور قرآن فرماتے اور جو شخص کوئی چیز مانگتا بے تامل عطا کرتے اور دو دو تین تین دن روزۂ وصال رکھتے اور اوروں کو وصل سے منع فرماتے اگر کوئی سبب پوچھتا ارشاد ہوتا لست کمثلکم میں تم جیسا نہیں۔

وفی روایۃ ایکم مثلی۔

تم میں مجھ سا کون ہے اور کسے یہ رتبہ حاصل ہے۔

انی ابیت عند ربی۔

میں رات کو اپنے رب کے پاس ہوتا ہوں۔

یطعمنی ویسقینی

وہ مجھے کھلا دیتا ہے اور پلا دیتا ہے یعنی مجھے بے کھائے پئے وہ قوت عبادت کی بخشتا ہے یا حقیقت میں طعام وشراب اس عالم کا عنایت فرماتا ہے جس کے کھانے پینے سے قوت پیدا ہوتی ہے اور وصال میں نقصان نہیں آتا کہ احکام اس عالم کے مغائر اس عالم کے ہیں جیسا کہ استعمال طشت سونے اور چاندی کے واسطے غسل صدر شریف کے حالانکہ استعمال برتنوں چاندی سونے اس جہان کا ممنوع ہے الغرض یہ قوت مجھے عالمِ غیب سے حاصل ہوتی ہے تمہیں کہاں میسر ہے یا مراد غذائے روحانی ہے کہ معارف ولذات وفیضان لطائف الٰہی کہ دل مبارک پر عالم غیب سے نازل ہوتے ہیں اور اس کے سبب سے روح کو تازگی اور نفس کو خوشی اور آنکھ کو روشنی حاصل ہوتی کہ پرواہ غذائے جسمانی کی نہ رہتی ذکرہ ابن قیم فی کتاب الھدے وابن رجب فی الطائف۔ میں کہتا ہوں حق یہ ہے کہ کیفیت اس کھلانے پلانے اور شب کو اپنے رب پاس رہنے کی وہ جانتے ہیں یا ان کا خدا یہ اور اس کے امثال ظاہر پر محمول ہیں اور تاویل بلا وجہ انحراف وعدول کھلانا پلانا اور شب باشی معقول ہے اور کیف مجہول مرتبہ رسول اللہ ﷺ کا عقل وفہم سے ورا ہے اور راز ونیاز محب ومحبوب میں غیر کو دخل دینا ناروا تجھے کیا معلوم کہ ان کا رب ان کے ساتھ کیا کرتا ہے اور کس کس طرح سے پیش آتا ہے کس نے جانا کہ شب معراج کیا وحی ہوئی اور خلوت کدہ لی مع اللہ میں کیا گفتگو آئی کہنے والے نے کیا کہا اور سننے والے نے کیا سنا دست ادراک یہاں کوتاہ ہے اور خرد خردہ بین خیرہ وتباہ۔

راز درون پردہ ندانست کس خموش! اے مدعی نزاع تو باپردہ دار چیست!

اور افطار میں تعجیل کرتے اور فرماتے ہمیشہ آدمی خیر کے ساتھ رہیں گے جب تک افطار میں عجلت کریں گے اور خدا کو سب بندوں میں پیارا وہ ہے جو جلد افطار کرے اور سحر ہمیشہ بتاخیر کھاتے اور اس کی مواظبت تاخیر پر امت کو تحریص فرماتے۔ مسلم ترمذی ابوداؤد نسائی حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مرفوعا راوی فرق ہمارے اور اہل کتاب کے روزہ میں کھانا سحر کا ہے اور فرماتے:

نعم سحور المومن التمر۔

اور فرماتے سحور میں برکت ہے اور فرماتے روزہ دار چند خرمائے تر اور جو نہ پاوے تو خشک ورنہ پانی پر افطار کرے اور وقت افطار کے یہ دعا پڑھتے:

اللھم لك صمت وعلی رزقك افطرت۔

اور بعض روایات میں یہ لفظ مروی:

اللھم لك صمنا وعلی رزقك افطرنا فتقبل منا انك انت السمیع العلیم۔

اور بروایت ابی داؤد بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ یہ الفاظ فرماتے:

ذھب الظماء وابتلت العروق وثبت الاجر ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اور رزین نے صدر کلام میں الحمد للہ بڑھایا اور عادات شریفہ سے تھا کہ عشرۂ اخیرہ رمضان میں اعتکاف فرماتے۔ ایک سال فوت ہوا شوال میں قضا کیا اور فرماتے شب قدر کو اخیر عشرہ کی ہر تاریخ وتر یعنی اکیسویں (۲۱)، تئیسویں (۲۳)، پچیسویں (۲۵)، ستائیسویں (۲۷)، انتیسویں (۲۹) میں ڈھونڈو اور بعض نے ستائیسویں اختیار کی۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قسم کھا کر فرماتے ہیں کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے اور تین بار تکرار لفظ لیلۃ القدر ۵ کی سورۂ قدر میں ان کے قول کے مؤید ہے کہ اس لفظ میں نو (۹) حرف ہیں اور نو تیّے ستائیس ہوتے ہیں الغرض جب آپ اعتکاف فرماتے مسجد میں خلوت کرتے اور سوائے قضائے حاجت کے دولت خانہ میں تشریف نہ لاتے اور کبھی سر مبارک حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں کر دیتے کہ وہ بال آپ کے دھو دیتیں اور کنگھی کرتیں اور امہات مؤمنین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کو مسجد میں حاضر ہوتیں اور جب واسطے وضو یا حوائج ضروریہ کے باہر تشریف لے جاتے کسی طرف متوجہ نہ ہوتے بلکہ اگر کوئی اہل خانہ سے بیمار ہوتا رواروی میں اس کا حال پوچھ لیتے صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً بالجملہ عادات جناب رسالت مآب سے تھا علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اس مہینے مبارک کو انواع عبادت وطاعت سے مخصوص فرماتے اور بزرگی اور بڑائی اس کی ہر طرح بیان کرتے اور امت کو اس کی خدمت پر تحریص دیتے اور عادت اس مہینے کی عظمت وبلندی کی جناب

احدیت جل جلالہ نے یہ بیان فرمائی کہ اس میں قرآن نازل ہوا پس جس مہینے میں قرآن نازل ہوا اس کا یہ رتبہ ہو گیا جس کا ایک شمہ بیان ہوا جن لوگوں میں قرآن اترا اور تمام عمر صاحب قرآن علیہ الصلوٰۃ والسلام الاتمان الاکمان کی صحبت میں رہے ان کو کس درجہ بزرگی حاصل ہوگی اور جس مہینے اور دن میں سید عالم ﷺ جو سبب نزول قرآن بلکہ باعث ایجاد کون ومکان ہیں پیدا ہوئے بزرگی وعظمت اس ماہ مبارک وروز متبرک کی کس قدر ہوگی اور کیونکر شایان خدمت نہ ہوگا اور کثرت خیرات ومبرات اس میں کس درجہ مفید ہوگی اور جب یہ بات ٹھہری کہ اس مہینے میں قرآن نازل ہوا تو واسطے تلاوت قرآن کے یہ مہینہ الیق ہے تو جس مہینے میں رسول اللہ ﷺ پیدا ہوئے وہ مہینہ واسطے بیان ذکر ولادت اور ادائے شکر اس نعمت بے نہایت کے کیونکر انسب نہ ہوگا اور تخصیص اس مہینہ کی کس وجہ مناسب نہ ہوگی۔ صحیحین میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہوا جب حضور ﷺ مدینے تشریف لائے یہود کو دیکھا روز عاشوراء روزہ رکھتے ہیں سبب پوچھا عرض کیا اس دن خدا نے موسیٰ و بنی اسرائیل کو نجات دی اور فرعون کو غرق کیا اس نعمت کے شکر میں موسیٰ نے روزہ اس دن رکھا ہم بھی رکھتے ہیں فرمایا ہم موسیٰ سے بہ نسبت تمہارے نزدیک تر واحق ہیں ہم بھی رکھیں گے پھر آپ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو حکم دیا اور مسلم نے ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کسی نے روزۂ دوشنبہ کا حال حضور ﷺ سے دریافت کیا فرمایا میں اس دن متولد ہوا اور مجھ پر قرآن اترا۔

فصل

عمدہ فضائل اس ماہ عالی قدر سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ میں ایک رات کہ ہزاروں برکات کو شامل ہے واسطے ترقی درجات بندوں کے رکھی ہے کہ اس کی عبادت ہزار مہینے کی عبادت سے زیادہ ثواب رکھتی ہے اور دعا اس رات قطعاً مستجاب اور توبہ قطعاً مقبول ہے اور عابدوں کو جو توفیق ذکر وعبادت وخضوع وخشوع اور ذوق وحضور واخلاص اس رات حاصل ہوتا ہے کبھی میسر نہیں ہوتا اور اس رات کو معین نہ فرمایا کہ عابد سال بھر اس کی طلب میں خصوصاً اس مہینے مقدس میں شب بیداری وعبادت کریں معہذا اس مہینے میں

ہونا اس کا مبرہن ہے بدلیل قولہ تعالیٰ:

شھر رمضان الذی انزل فیہ القرآن۔

اور قولہ تعالیٰ: انا انزلناہ فی لیلۃ القدر o

اور شرح ابن ہمام میں امام اعظم رحمۃ اللہ سے بھی روایت کرتے ہیں کہ شب قدر رمضان میں ہے مگر نامعین اور شرح سفر السعادت میں اسی طرح صاحبین سے نقل کیا لیکن وہ تعیین فرماتے ہیں اگرچہ فتاویٰ قاضی خاں میں امام اعظم سے روایت کیا کہ شب قدر تمام سال میں دائر ہے اور رمضان کی تخصیص نہیں اور اس قول کو قاضی خاں نے ابن مسعود و ابن عباس و عکرمہ کی طرف نسبت کیا، بعض علماء فرماتے ہیں غرض امام کی اس ابہام سے یہ ہے کہ طالب سال بھر عبادت میں مشغول رہے اور واسطے شناخت اس رات کے چند علامتیں ہیں کہ بعض ان سے احادیث میں وارد ہوئیں اور بعض اہل کشف نے دریافت فرمائیں آفتاب اس کی صبح کو بے شعاع مانند طشت کے یا صاف مثل چاند کے نکلتا ہے اور وہ رات اور اسکی صبح نہ بہت گرم ہوتی ہے نہ بہت سرد اور تارے اس رات نہیں ٹوٹتے اور کچھ ترشح اور ہوائے سرد اس رات ہوتی ہے اور کھاری چشمے شیریں ہو جاتے ہیں اور درخت اس رات زمین پر گرتے اور سجدہ کرتے ہیں اور انوار غیبیہ ظاہر ہوتے ہیں اہل دل تاریک مقامات سے سلام و کلام و خطاب فرشتوں کا سنتے ہیں اور نزول رحمت پروردگار جل جلالہ کا ہوتا ہے اور ملائکہ رحمت و ارواح طیبہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔

تنزل الملٰئکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امرٍ o

سلام۔ ھی حتی مطلع الفجر o

اور جس طرح کہ یہ آیت اس بات پر کہ وجہ تخصیص اس ماہ مبارک کی واسطے صوم کے یہ ہے کہ قرآن اس میں اترا دلالت کرتی ہے اسی طرح اس بات پر بھی دال ہے کہ قرآن عمدہ نعمت ہائے باری جل مجدہ سے ہے کہ جس مہینے اور رات میں نازل ہوا وہ مہینہ اور رات کس کس برکات کو شامل ہوا جس چیز کے سبب سے مہینے اور وقت کو یہ بزرگی حاصل ہو جائے اس کی عظمت کس درجہ ہوگی واسطے بیان اس عظمت اور فائدہ کے ارشاد ہوتا ہے

ھدی للناس ایک عالم اس کو دیکھ کر راہ پاتا ہے جو اس کو تسلیم کرتا ہے زنگ کفر دل سے دور اور مرتبہ یقین حاصل ہوتا ہے اور جو انکار کرتا ہے اس کا جواب دندان شکن اس خوبی کے ساتھ اس میں مرقوم ہے کہ اگر بانصاف ملاحظہ کرے اپنی کج بحثی سے باز آئے اور جو عداوت یا اپنے مذہب وملت کی حمایت مانع آئے دل میں شرمائے کوئی بشر ایسا نہیں کہ مطلب قرآن کا سمجھے اور دل میں اس کی حقیقت وعظمت نہ آ جائے اسی واسطے لام استغراق ناس پر وارد کیا اور جن ابلاغ حق میں تابع انسان کے ہیں اور تنکیر ھدی کی واسطے تجلیل وتعظیم کے ہے اس لئے اس مضمون کو بتفصیل بیان فرماتا ہے وبینٰت من الھدیٰ روشن دلیلیں ہیں ہدایت سے کہ مخالف بھی ان کو دیکھ کر ساکت اور دل میں قائل ہوئے کوئی ان میں تکرار نہیں کر سکتا یا مراد ھدیٰ سے عقیدہ صحیحہ ہے اور من الھدیٰ سے احکام یعنی یہ کلام انسان کے عقیدہ کو بھی درست کرتا ہے اور جو احکام معاش ومعاد میں کام آئیں انہیں بھی بکمال وضوح بیان فرماتا ہے والفرقان اور حق وباطل میں فارق کہ پہچان مسلمان اور کافر کی صرف تسلیم واعراض اسی کلام کا ہے جبکہ تمہارے مالک نے ایسی کتاب عزیز کہ ہر طرح کی بھلائیوں اور فوائد کو شامل ہے تمہاری ہدایت کے لئے اس مہینے متبرک میں نازل فرمائی تو تمہیں لازم ہے کہ اس مہینے میں خدمت اپنے مالک کی زیادہ کرو اور ایک عبادت مخصوصہ جو ہر عبادت پر مشتمل ہو بجالاؤ اور وہ عبادت روزہ ہے کہ نماز میں ظاہر بدن کو پاک کرتے ہیں اس میں معدہ کو خالی کرتے ہیں۔ نماز میں صبح کے وقت کہ زمانہ آرام کا ہے وضو کرتے ہیں اس میں پچھلی رات کو کہ بہ نسبت اس کے غلبہ نوم کا حد سے زائد ہوتا ہے سنت سحور کے لئے اٹھتے ہیں نماز میں قبلہ کی طرف توجہ کرتے ہیں اس میں رب قبلہ کی جانب کہ جس وقت بھوک پیاس کی شدت ہوتی ہے سوا خدا کے کوئی یاد نہیں آتا نماز میں رکوع سجدہ کرتے ہیں کہ تذلل وخاکساری ظاہر ہو اس میں شہوت نفس کو منکسر کرتے ہیں کہ انکسار وتواضع کی اصل ہے حج میں اگر چہ سفر اختیار کرتے اور دن بھر راہ چلتے ہیں مگر سفر میں ہزار طرح کے تماشے اور عجائب کہ موجب تازگی نفس ہو نظر آتے ہیں اس میں دن بھر بھوکے پیاسے رہتے ہیں کہ سوا تکلیف کے کسی طرح کی خوشی نفس کو حاصل نہیں ہوتی اگر اس میں رمی جمار

کرتے ہیں اس میں نفس کو سنگ سار کرتے ہیں زکوۃ میں اگر مال ایثار کرتے ہیں روزہ میں نفس کو نثار کرتے ہیں۔ پیغمبر خدا ﷺ فرماتے ہیں ہر چیز کے لئے زکوۃ ہے اور زکوۃ جسم کی روزہ الغرض جبکہ تم نے اس مہینے کی عظمت اور بڑائی دریافت کرلی اور سمجھ لئے کہ یہ مہینہ متبرک قابل اس امر کے ہے کہ کسی عبادت عمدہ کے لئے مخصوص کیا جائے اور دن حج کے باتباع سنت سنیۂ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام معین ہیں اور نماز وزکوۃ کے واسطے کوئی مہینہ اور دن خاص نہیں پس سوا روزہ کے اور کوئی عبادت ایسی نہیں کہ اس ماہ مبارک میں مقرر کی جاوے لہٰذا ارشاد ہوتا ہے:

فمن شهد منكم الشهر فليصمه ط

جو کوئی تم میں سے اس ماہ مبارک کو پائے چاہیئے کہ اُس میں روزہ رکھے کہ جس طرح کلام منزل جامع فوائد ہے یہ عبادت جامع عبادات ہے اس کے شکر میں ادا کرنا اس کا مناسب سوا اس کے اس عبادت میں ایک خوبی اور ہے کہ اخلاق رذیلہ سے اجتناب اور افعال جمیلہ کو مشتمل ہے مثلاً کھانے پینے اور شہوات سے صبر نعمت پروردگار کا شکر اپنی خواہشوں سے عزلت ثواب کی امید بسبب خوف خدا کے نفس کی مغلوبی سخاوت کی زیادتی اور عادت قناعت اور ترک لذات کے پیدا ہوتی ہے کھانے پینے سے زہد و بے رغبتی اور حلم وتواضع انکسار و شکستگی اور اخلاص اور یاد عالم علوی کی اور ورع وتقویٰ حاصل ہوتا ہے اور جڑ تمام برائیوں کی کہ شہوت وغضب ہے کٹ جاتی ہے خلو معدہ دل کو صاف کرتا ہے اگر حق روزہ ادا کرے کوئی خوبی باقی نہ رہ جائے۔ حق اس کا یہ ہے کہ دل کو اندیشۂ غیر سے خالی کرے اور یاد الٰہی میں دن کاٹے اور حقیقت اس روزہ کی اولیائے کرام کو علی الدوام حاصل ہے۔

الدنيا يوم ولنا فيه صوم۔

ان کا قول ہے اور بھی فرماتے ہیں:

صم عن الدنيا واجعل فطرك الموت۔

اگر اندیشہ غیر خدا کا دل میں آئے روزہ ان کا باطل ہو جائے یا بے مصلحت دینی سی غرض دنیوی کی طرف التفات ہو فوراً روزہ ٹوٹ جائے یہاں تک کہ اگر دن میں فکر

افطار کرے گناہ لکھا جائے کہ رزق موعود پر وہ مطمئن نہیں ہے یہ روزہ اخص خواص کا ہے جسے نصیب ہو۔

فقد فازا فوزاً عظیما۔

مگر مقام متوسط کہ عبارت روزۂ خواص سے ہے ہاتھ سے نہ جانے دے اور وہ یہ ہے کہ صرف بطن و فرج پر اقتصار نہ کرے بلکہ تمام اعضاء سے روزہ رکھے اور ہر نا بایست سے پرہیز کرے۔

اوّل: آنکھ کو اس چیز سے کہ خدا سے غافل کردے خصوصاً باعث انتشار شہوت ہو محفوظ رکھے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں نظر ابلیس کا تیر زہر آلود ہے جو خدا کے ڈر سے حذر کرے خدائے تعالیٰ اسے خلعت ایمان کا بخشے کہ حلاوت اس کی اپنے دل میں پائے اور فرماتے ہیں پانچ چیزیں روزہ کو باطل کرتی ہیں دروغ وغیبت سخن چینی جھوٹی قسم نظر بشہوت۔

دوم: زبان کو بیہودہ بکنے سے نگاہ رکھے اور ہر بے فائدہ بات، سے مانند مجادلہ وغیرہا سے باز رہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو روزہ میں جھوٹ بولنا اور اس پر عمل کرنا نہ چھوڑے تو خدا کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا ترک کرے اور وارد ہوا جو کوئی خواہ مخواہ اس سے جھگڑے تو عذر کردے میں روزہ دار ہوں اور غیبت و دروغ تو بعض علماء کے نزدیک روزۂ عوام کو بھی باطل کرتے ہیں دو عورتوں نے روزہ رکھا کہ بھوک پیاس سے دم نکلنے لگا رسول اللہ ﷺ سے روزہ توڑنے کی اجازت چاہی آپ نے ایک قدح بھیجا کہ اس میں قے کرو ہر ایک کے منہ سے بقدر نصف قدح کے بندھا خون اور تازہ گوشت نکلا آپ نے فرمایا انہوں نے حلال کے ساتھ روزہ رکھا اور حرام سے کھولا ایک نے دوسری کے پاس بیٹھ کر غیبت کی تھی اور یہ جوان کے منہ سے نکلا گوشت آدمیوں کا ہے کہ انہوں نے کھایا تھا۔

سوم: کان کو ناشنیدنی سے دور رکھے جس کا کہنا گناہ ہے اس کا سننا بھی برا ہے جیسے

جھوٹ اور غیبت۔

چہارم: ہاتھ پاؤں اور تمام اعضاء کو نا کردنی سے جدا رکھے اور کسی کو ایذا نہ دے کسی بے موقع جگہ نہ جائے جو شخص روزہ رکھے اور بد کام کرے اس کی مثال ایسی ہے کہ میوہ سے پرہیز کرے اور زہر کھائے طعام غذا ہے کہ ایک وقت مخصوص کھانا اس کا ممنوع بخلاف معصیت کے کہ ہمیشہ حکم سم قاتل کا رکھتی ہے اسی واسطے سید الصالحین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہت روزہ دار ایسے ہیں جن کو روزہ سے سوا پیاس کے کچھ حاصل نہیں۔

پنجم: وقت افطار حرام و مشتبہ سے افطار نہ کرے اور حلال خالص بھی بہت نہ کھائے کہ جورات کو گرسنگی روز کا تدارک کرلے مقصود اصلی کہ تضعیف نفس اور کسر قوت شہوت و غضب کا ہے فوت ہو اور قوت اس کی کم نہ ہو بلکہ ایک رات میں دو بار شکم سیر کھانا قوت کو زیادہ کرتا ہے۔ خصوصاً جبکہ انواع مطعومات اور لذیذ کھانا ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں ابن آدم نے کوئی برتن پیٹ سے زیادہ بڑا نہ بھرا۔

ششم: افطار کے وقت دل اس کا بیم و امید میں معلق ہو کہ قبول ہوا یا نہیں حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لوگوں کو دیکھا کہ عید کے روز ہنستے اور کھیلتے ہیں فرمایا خدا نے رمضان کو بندوں کے لئے میدان مسابقت ٹھہرایا بعض پیشی کر کے مراد کو پہنچتے ہیں اور بعض پیچھے رہ کے محروم رہ جاتے ہیں عجب اس کے حال پر جو ایسے دن میں ہنسے اور کھیلے جس میں پیشی والوں نے مراد پائی اور اہل بطلان محروم رہے قسم خدا کی اگر پردہ اٹھادیا جائے نیکوکار اپنی نیکی اور بدکار اپنی بدی میں مشغول ہو جائے یعنی مقبول کو خوشی و شادمانی لہو ولعب سے باز رکھے اور مردود پر حسرت و تاسف ہنسی کا دروازہ بند کردے پس حقیقت روزہ کی یہ ہے کہ انسان ملائکہ کے مانند ہو جائے اور صفت بہیمی سے کہ سوائے کھانے اور جماع کے کسی چیز سے واقف نہیں دور ہو اور یہ مشابہت جب کامل ہو کہ مثل ملائکہ کے ہمہ تن تعمیل حکم میں مصروف اور گناہ سے بعید ہو جائے۔

اللھم ارزقنا بجاہ السید الکریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

روزہ اس کا نام نہیں کہ صبح سے شام تک کھانا پینا موقوف کریں دن شکایت جوع وعطش وبد دماغی کے ساتھ گزاریں شام کو حقوں کے دم لگا کر مستوں کی طرح بیہوش ہوجاویں پھر خوب ہتے مار کر لذیذ کھانا بھوک سے بھی زیادہ زہر مار کریں کہ دن کی کوفت مٹ جائے اور نفس سرکش تندی وتیزی پر آجائے اور دن کو بھی سوا شہوت معدۂ وجماع کے کسی گناہ سے پرہیز نہ کریں کیا دن کا کھانا موجب خرابی کا ہے ایسا روزہ تو آدمی ہمیشہ رکھ سکتا ہے۔

تبصرہ

ایام فاضلہ مانند جمعہ اور دوشنبہ اور پنجشنبہ کے اور شنبہ یک شنبہ بخیال مخالفت یہود ونصاریٰ واسطے روزہ کے اولیٰ ہے اور حدیث میں وارد فاضل ترین ایام بعد رمضان واسطے روزہ کے ماہ محرم ہے اور تمام محرم میں روزہ رکھنا مسنون اور عشرہ اولیٰ میں مؤکد تر ہے اور چھ دن عید کے روزے رکھنے میں سال بھر کے روزوں کا ثواب ہے اور فرماتے ہیں جو رمضان کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے گویا اس کی تمام عمر روزہ میں کٹی اور وارد ہوا ماہ حرام میں ایک دن کا روزہ اور دنوں کے تیس روزہ سے افضل ہے اور رمضان کے ایک دن کا ماہ حرام کے تیس روزوں سے بہتر اور فرمایا جو شخص پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کو ماہ حرام میں روزہ رکھے ہر روزہ کے عوض سات سو برس کی عبادت اس کے نامۂ اعمال میں لکھی جائے اور وارد ہے کسی وقت کی عبادت خدا کے نزدیک عشرۂ اول ذی الحجہ سے افضل ومحبوب تر نہیں ایک روزہ اس کا سال بھر کے برابر اور ایک رات کا قیام لیلۃ القدر کا ثواب رکھتا ہے عرض کیا گیا یارسول اللہ ﷺ جہاد بھی اس عبادت کے برابر نہیں فرمایا مگر جس کا گھوڑا پے کیا گیا اور خون راہ خدا میں اس کا بہتا گیا اور بہتر طریق صوم داؤد علیہ السلام ہے کہ ایک روز روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور اصل یہ ہے کہ مقصود اصلی کسر شہوت وغضب ہے وقت سالک کا جس امر کے لئے مقتضی ہو، مفید ہے۔ پیغمبر خدا ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ کبھی اس قدر روزے رکھتے کہ لوگ جانتے اب افطار نہ کریں گے اور کبھی اس قدر افطار

فرماتے کہ لوگ سمجھتے اب روزہ نہ رکھیں گے۔ اے عزیز تجھے خوبی و بزرگی اس دولت بے نہایت کی کیا معلوم ہے جو لوگ کہ شیدائے جمال لایزال کے ہیں ان کے دل سے پوچھ کہ ہزار فائدے اور کروڑ خوبیاں ایک طرف ہیں اور تعمیل اپنے مالک کے حکم کی ایک طرف محبوب مجازی اگر اپنے عاشق کو حکم کرے کہ گردن اپنی اپنے ہاتھ سے کاٹ کر ہماری نذر کر غالب کہ شادی مرگ ہو جائے اور پہلے اس سے کہ تلوار حلق پر رکھے خوشی کے سبب جان نکل جائے چہ جائیکہ محبوب حقیقی تجھ سے ایک سہل بات کے لئے کہ اس میں تیرے منافع وفوائد بے انتہا ہیں ارشاد کرے اور فرمائے:

فمن شهد من كم الشهر فليصمه۔

جو تم میں سے یہ مہینہ پائے چاہیے کہ اس کے روزے رکھے تعمیم فمن شھد سے وہم ہوتا ہے شاید حکم مسافر و مریض کا اس آیت سے منسوخ ہو گیا اس لئے مکرر ارشاد ہوتا ہے:

ومن كان مريضا او على سفرٍ فعدة من ايام اخر ط

یعنی یہ نہ سمجھو کہ مسافر و مریض کو بھی روزہ رکھنا فرض ہو گیا اور حکم آسانی کا جو پہلی آیت میں تھا منسوخ ہو گیا بلکہ مریض و مسافر کے حق میں وہی حکم ہے کہ اور دنوں میں روزہ رکھ لیں۔

يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر۔

ہم تم سے آسانی کا ارادہ رکھتے ہیں نہ سخت گیری کا کہ مسافر و مریض کے حکم کو منسوخ اور انہیں تکلیف مالایطاق میں مبتلا کریں اگر ہم مریض و مسافر پر روزہ فرض کرتے ان پر کمال سختی ہوتی اور اسی طرح اگر مانند نماز کے ہر روز اس عبادت کو فرض کرتے، صحیح وسالم اقویا تمہارے تاب نہ لاتے یا مانند نماز کے طہارت و استقبال قبلہ اس میں فرض کرتے تو کس قدر تکلیف ہوتی یا اس وجہ سے کہ یہ عبادت گویا شکر نزول قرآن کا ہے تلاوت قرآن اس میں فرض کرتے تو کس قدر حیران ہوتے ہم کو کسی طرح تکلیف تمہاری منظور نہیں بلکہ یہاں تک بھی گوارا نہیں کہ تمہیں تاریخوں کے شمار میں دقت پڑے لہٰذا یہ عبادت بالتمام ایک مہینہ میں مقرر فرمادی۔

ولتکملوا العدۃ۔

کہ چاند دیکھ کر شروع کرو اور چاند دیکھ کر تمام کرو اور حساب کے دقت اور تاریخوں کے شمار سے محفوظ رہو اگر ماہ شمسی میں فرضیت ہوتی تو تمہیں کہ نبی امی کی امت ہو اس کے حساب میں دقت ہوتی اور ہماری اس عنایت پر خیال کر کے کہ تمہاری ادنیٰ تکلیف بھی ہم کو منظور نہیں بڑائی اور عظمت ہماری بیان کرتے رہو کہ یہ بھی شکر نعمت ہے۔

ولتکبرو اللہ علی ماھداکم ولعلکم تشکرونo

اور تکبیر کو اس مقام سے یہ مناسبت ہے کہ اگر کسی ناچیز آدمی پر کوئی صاحب عظمت احسان کرتا ہے تو عظمت اس احسان کی دل میں زیادہ ہوتی ہے اور شکر اس کا بہت ضرور ہوتا ہے گویا یہ کہ اشارہ ہوتا ہے کہ صرف اس عنایت ہی پر نظر نہ کرو بلکہ اس کے ساتھ اپنی حقیقت اور ہماری عظمت کو بھی دیکھو کہ باوجود اس عظمت و کبریائی اور استغنا و بے پرواہی کے ہم کس قدر تمہارے حال پر مہربان ہیں اور ادنیٰ ادنیٰ بات پر نظر رکھتے ہیں کہ کسی طرح کی تکلیف تمہیں نہ پہنچے اور ملال نہ گزرے یہ مضمون جن کے پیش نظر ہے ان کے نزدیک ادائے شکر عنایت الٰہی کا اہم اور ضرور تر ہے۔

ولعلکم تشکرون۔

''اور تاکہ تم شکر کرو۔''

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس آیت کریمہ سے تکبیرات شب فطر مراد لیتے ہیں اور ابن مسیب اور عروہ بن زبیر اور ابو سلمہ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ شب فطر تکبیر بجہر کہتے تھے اور امام محی السنۃ بغوی معالم میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں اس آیت سے تکبیرات لیلۃ الفطر مراد ہیں واللہ اعلم بالصواب اور جو کہ شکر مستلزم قرب خدا اور روزہ موجب قبول دعا ہے اس لئے ارشاد ہوتا ہے:

واذا سالک عبادی عنی فانی قریب ط

بعض صحابہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اقریب ربنا فنناجیہ ام بعید فننادیہ۔

آیا یہ قریب ہے پروردگار ہمارا تو ہم اس سے آہستہ عرض کریں یا دور کہ چلا کر پکاریں جناب الٰہی سے خطاب آیا:

واذا سالك عبادی عنی فانی قریب۔

اور جب پوچھیں تجھ سے میرے بندے مجھ کو تو میں قریب ہوں۔ صحیحین میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے غزوۂ خیبر سے لوٹتے ہوئے لشکر اسلام ایک جنگل میں آیا لوگوں نے تکبیر و تہلیل چلا کر شروع کی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو تم بہرے اور غائب کو نہیں پکارتے بلکہ سمیع اور قریب کو پکارتے ہو اور وہ تمہارے ساتھ ہے۔

اجیب دعوة الداع اذا دعان

قبول کرتا ہوں دعا، دعا مانگنے والے کی جب دعا مانگے۔ اگرچہ ظہور اس کا ایک عرصہ کے بعد ہو بخلاف بادشاہان زمین اور اُمراء و سلاطین کے کہ اول تو ان کے دربار تک رسائی دشوار اور جو پہنچ بھی جائے تو بسبب ڈر کے بات کرنا مشکل اور اگر کرے تو وہ کب سنتے ہیں اور جو سن بھی لیں تو برسوں التفات نہیں کرتے اور اگر کسی بات کو منظور بھی کر لیں تو کب یاد رکھتے ہیں ان کی طاعت و فرماں برداری کرنا اور ان سے امید و توقع رکھنا محض بے فائدہ ہے۔ فلیستجیبوا لی الاستجابۃ بمعنی الاجابۃ فی اللغۃ الطاعۃ واعطاء ماسئل کذا فی المعالم پس میری اطاعت کرو اور مجھ سے اجابت چاہو کہ میں تم سے رگ جان سے زیادہ نزدیک ہوں اور جو دعا کرو فوراً قبول فرماتا ہوں ولیومنوا بی اور میرے فضل و کرم و طہارت و قدوسی پر یقین رکھو کہ جب میں قبول کرتا ہوں تو اس کے وقوع میں خلل نہیں ہو سکتا سہو اور نسیاں کو میری ذات میں دخل نہیں اور کوئی کام مجھے غافل و مشغول نہیں کر سکتا یا یہ کہ ہر چند میں تم سے قریب ہوں اور میرا کام دعا قبول کرنا ہے مگر بندوں کو بھی دو امر کی رعایت دعا میں ضرور اول یہ کہ دعا صرف زبان سے نہ ہو بلکہ دل سے میری طرف متوجہ ہو کر کمال خشوع و خضوع سے استجابت چاہیں دوسرے یہ کہ میری استجابت اور وفور عطا و عنایت پر یقین بھی رکھیں لعلھم یرشدون o تاکہ راہ مقصد پائیں اور مدعا حصول ہو

ورنہ جس کو خدا کی قدرت پر کامل یقین نہیں کہ وہ قادر بیچون ہے بے اس کی جناب میں التجا کئے کہیں ٹھکانا نہیں ایک دم میں جو چاہے سو کرے دعا کریں گے تو مطلب ہمارا بر لائے گا اور وہ جو چاہے گا وہی ہو جائے گا یا زبان سے دعا کرتا ہے اور دل حاضر نہیں بلکہ بعض وقت آدمی کو معلوم بھی نہیں ہوتا کہ میں نے کیا دعا کی اور اس سے تو غرض ہی نہیں کہ خدا سے اس کا قبول کرنا چاہے ایسی دعا مقبول نہیں ہوتی اور آدمی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔

اعاذنا اللہ من ذالک۔

یا مراد ایمان سے معنی اصطلاحی ہیں کہ کافر کی دعا فلاح آخرت کے لئے قبول نہیں ہوتی اور جو دنیا کے لئے قبول بھی ہوئی تو کیا فائدہ دنیا چند روزہ ہے آخر فنا ہے۔ فلیو منوا بی کہ ایمان بھی دعائے مقارن ہو لعلھم یرشدون ٥ تا کہ راہ پائیں اور مقصد اصلی وحیات ابدی ونجات دائمی حاصل کریں بعد ذکر اجابت دعا کے کہ روزہ کے آثار ونتائج سے ہے بعض احکام اس کے جو کمال عنایت وآسانی پر دلالت کرتے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم ؕ

حلال کیا گیا شب صیام میں تمہارے لئے جماع اپنی عورتوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پروردگار تقدس وتعالیٰ صاحب حیاوکرم ہے کسی جگہ صریح لفظ جماع نہ لایا بلکہ کنایۃً مباشرت وملامست وافضاودخول ورفث سے تعبیر کرتا ہے زجاج کہتے ہیں رفث اصل میں تمام ان باتوں کو جو خاص مرد وعورت میں ہوتی ہیں شامل ہے مگر اس جگہ جماع مراد ہے اہل تفسیر فرماتے ہیں ابتداء میں بعد افطار کے نماز عشاء تک اگر آدمی جاگتا رہے کھانا پینا جماع کرنا حلال تھا بعد عشاء کے اور جو عشاء سے پہلے سو جائے اسی وقت سے حرام ہو جاتا۔ اہل عرب بسبب کمال قوت کے عورتوں سے صبر نہ کر سکتے تھے اسی وجہ سے حکم جماع کا اکل وشرب سے مقدم ہوا کہ یہ ان کے حق میں اہم تھا۔ اکثر جماع شب میں مبتلا ہوئے یہاں تک کہ رئیس الاتقیا امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے بھی یہ امر واقع ہوا۔ جب غسل سے فارغ ہوئے روتے اور اپنے نفس کو ملامت کرتے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی

خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عمر ہلاک ہوا میں خدا سے اور آپ سے عذر کرتا ہوں اس نفس خاطی کی طرف سے میں نماز عشا پڑھ کر اپنے گھر گیا۔ بی بی میں وہ خوشبو پائی کہ ضبط نہ ہو سکا اور بے اختیار جماع میں مشغول ہوا۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اے عمر تمہیں یہ بات لائق نہ تھی اس وقت اور لوگوں کو بھی عرض کا موقع ملا کہ ہم سے بھی یہ قصور واقع ہوا۔ پروردگار تقدس وتعالیٰ نے کہ نگاہِ عنایت اس امت پر بعنایت رکھتا ہے اور ان کے لئے ہر بات میں آسانی چاہتا ہے حکم بھیجا:

احل لکم لیلۃ الصیام الرفث الی نسائکم۔

یعنی ہم کو منظور نہیں کہ تمہیں تکلیف دیں اور جو بات تم پر دشوار ہو اس میں مبتلا کریں اگر تم قوت ضبط کی نہیں رکھتے ہم نے اپنی عنایت و رحمت سے یہ حکم ہی موقوف کر دیا اور اب صحبت داری رات میں کرنا تمہیں حلال کیا۔ سبحان اللہ اس مقام سے رحمت وعنایت پروردگار جل جلالہ کی اور شرف و بزرگی اس امت کی قیاس کرنا چاہیے کہ اپنے پیارے محبوب کی پیاری امت پر کیسی نظر لطف رکھتا ہے ادھر سے نافرمانی ہوتی ہے ادھر سے مہربانی یہ قصور کرتے ہیں وہ فرماتا ہے ہم اپنا حکم ٹال دیں گے مگر تم پر الزام نہ آنے دیں گے:

علم اللہ انکم کنتم تختانون انفسکم۔

خدا نے جانا کہ تم اپنی جانوں کی خیانت کرتے تھے یعنی اس قصور میں انہیں مبتلا کرتے تھے یا یہ مراد ہے کہ اس حکم کی تعمیل تمہارے نفس پر کمال دشوار تھی مگر تم ہماری فرمانبرداری واطاعت میں مصروف تھے اور اپنے نفسوں کو نہایت سخت پکڑتے تھے جب تم ہماری راہ میں یہ جانبازی کرتے اور حق بندگی بجالاتے ہو تو ہمیں بھی منظور نہیں کہ تمہیں مشقت میں ڈالیں اور جو بات تمہارے نفس پر اس مرتبہ دشوار ہو اسکی تکلیف دیں عوض اسکے ہم نے وہ حکم ہی منسوخ کر دیا اور اب تمہیں اجازت دی کہ شب صیام میں بافراغت اپنی عورتوں سے صحبت کرو اور یہ نہ سمجھو کہ باوجود اس جاں بازی و فرمانبرداری کے اگر ایک قصور تم سے واقع ہو گیا تو اس پر تم سے مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ وہ قصور بھی ہم نے معاف کیا اور عذر تمہارا قبول فرمایا۔

فتاب علیکم وعفا عنکم فالأن باشروھن۔

پس تمہیں توبہ عطا فرمائی اور تمہاری خطا معاف کردی سواب تم ان سے مباشرت کرو اور اس خطا سے جو دغدغہ ہماری ناراضی کا ہے اسے دل سے نکال ڈالو کہ جب ہم نے تمہاری خاطر اپنا حکم منسوخ فرمادیا تو اس قصور پر جو باقتضائے بشریت تم سے ہوگیا اور اس پر نادم و پریشان بھی ہو اور ہماری جناب میں عذر کرتے اور روتے ہو ہرگز مواخذہ نہ کریں گے۔ ہم ارحم الراحمین ہیں اور خصوصاً تمہارے حال پر کمال مہربان پھر اگر تمہیں اپنے قصور پر نظر ہے تو اس چیز پر بھی نظر کرو جو ہمارے یہاں تمہارے واسطے مقرر ہے۔

وابتغوا ما کتب اللہ لکم۔

اور ڈھونڈو اسے جو لکھ دیا خدا نے تمہارے لئے اور وہ رحمت الٰہی ہے کہ دوسری جگہ صاف ارشاد ہوتا ہے:

کتب علی نفسه الرحمة۔

یا یہ مدعا ہے کہ اب ہم نے شب روزہ میں تمہارے لئے جماع حلال کیا اپنی عورتوں سے نزدیکی کرو اور ہمارے فضل وکرم کے امیدوار رہو کہ جب ہم کو تمہاری اس قدر تکلیف گوارا نہیں دوزخ کی تکلیفیں کیوں کر گوارا فرمائیں گے یا ڈھونڈو وہ چیز کہ لوح محفوظ میں تمہارے لئے لکھ دی یعنی اولاد کہ حاصل ومقصود اصلی اس فعل کا ہے یا ڈھونڈو شب قدر کہ تمہارے لئے مقرر ہے دوسرے کو اس میں دخل نہیں یعنی ہر چند رمضان کی رات میں جماع حلال کیا مگر تمہیں بھی چاہیے کہ ایک رات اپنے شوق سے سب کو ترک کرو اور ہماری یاد اور ذکر اور تسبیح اور تقدیس میں مشغول رہو اور یہ حکم اباحت کا شب رمضان میں جماع کے لئے مخصوص نہ سمجھو بلکہ ہم اپنی عنایت سے اور باتیں بھی مباح کرتے اور کھانے پینے کی بھی اجازت دیتے ہیں۔

وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔

اور کھاؤ پیو تم یہاں تک کہ ظاہر ہو سپید ڈورا سیاہ ڈورے سے۔ ابو صرمہ بن قیس

انصاری روزہ میں دن بھر محنت کرتے شام کے وقت تھوڑے سے خرمے لاکر بی بی کو دیئے اور کہا کھانا جلد پکالے ابھی تیار نہ ہونے پایا تھا کہ دن بھر کے تھکے ماندے تھے نیند آگئی جب پک چکا تو بی بی نے جگایا مگر بعد سو جانے کے کھانا پینا حرام تھا لہٰذا نہ کھایا اور اسی طرح روزہ پر روزہ رکھ لیا صبح کو پھر محنت میں مشغول ہوئے دو پہر نہ ہونے پائی تھی کہ غش آگیا اور بیہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش آیا دربار اقدس میں حاضر ہوئے اور حال اپنا عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حکم کی شدت اور امت کے ضعف و مشقت پر غمگین ہوئے پروردگار غفار نے اپنے حبیب کو رضامند کرنے کے لئے یہ حکم منسوخ کیا اور فرمایا:

کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود۔

کھاؤ پیو جب تک دن کی سپیدی رات کی سیاہی سے ظاہر نہ ہو۔ صحیحین میں ہے بعد نزول اس آیت کے بعض لوگ ایک ڈورا سپید اور ایک سیاہ پاؤں میں باندھتے اور جب تک ان میں تمیز نہ ہوتی فراغت سے کھاتے پیتے یہاں تک کہ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ اسی صورت سے حضور والا میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں ٹکڑیاں میری موجود ہیں بیان مراد کے لئے یہ لفظ نازل ہوا من الفجر یعنی مراد اس سے سیاہی شب و سپیدی فجر ہے اور فجر سے مقصود صبح صادق آپ فرماتے بلال رات سے اذان دیتا ہے تم جب تک ابن ام مکتوم اذان نہ دے کھاؤ پیو اور حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا تھے جب تک لوگ نہ کہتے کہ صبح ہوگئی اذان نہ دیتے بعد حکم شروع صوم کے ارشاد ہوتا ہے:

ثم اتموا الصیام الی الیل ؁

اور تمام کرو روزہ کو رات تک اور اس وجہ سے کہ غایت اس جگہ جنس مغیا سے نہیں اور اس کے حکم سے خارج ہے بخلاف مرافق و کعبین کے کہ وہ ہاتھ پاؤں کی جنس سے ہیں پس غروب آفتاب کے بعد روزہ تمام ہو جاتا ہے دیر کرنا اور ایک جز ورات کا شامل کر لینا بیجا ہے بلکہ جلد افطار کرنا مسنون ہے اور کتب حدیث اس کی تاکید سے مشحون۔

ولا تباشروھن وانتم عاکفون فی المسٰجد۔

اور حالت اعتکاف میں عورتوں سے جماع نہ کرو۔

تلك حدود الله۔

یہ احکام یعنی روزہ میں کھانا پینا، صحبت یا اعتکاف میں جماع کرنا خدا کی حدیں ہیں یعنی اللہ جل جلالہ نے انہیں منع فرمایا۔

فلاتقربوھا۔

پس تم ان کے پاس نہ جاؤ اور انہیں نہ کرو۔

کذالك یبین الله ایٰته للناس۔

اسی طرح بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ آیتیں اپنی واسطے لوگوں کے لعلھم یتقون ٥ تاکہ وہ پرہیزگاری کریں اور جن باتوں کو منع فرمایا ان سے بچتے رہیں کہ عتاب آخرت سے نجات پائیں اور رات کو کھانا پینا جو حلال فرمایا اس سے یہ مراد نہیں کہ جس طرح کا مال پاؤ بے تکلف نوش جان کرو بلکہ

ولاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔

اور مت کھاؤ مال اپنے آپس میں ساتھ باطل کے یعنی پرایا مال اور حرام کھانا کسی وقت درست نہیں خصوصاً اس ماہ مبارک میں کہ وقت عبادت وریاضت ونفس کشی وخدمت کا ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم وحکمہ احکم۔

تیسرا باب

زکوٰۃ کے بیان میں

زکوۃ لغت میں بمعنی افزونی کے ہے ومنہ زکے الزرع اذا نما اور اس کے ادا سے مال میں برکت اور نفس میں کرم وسخا کی خصلت پیدا ہوتی ہے یا ماخوذ ہے زکاء سے کہ بمعنی طہارت و پاکی کے ہے اس لئے کہ مال اس کے سبب سے پاک ہو جاتا ہے اور نجاست بخل سے نجات حاصل ہوتی ہے کذا فی البیضاوی اور شریعت میں بمعنی ادا اس حق کے ہے جو نصاب نامی حولی زائد علی الاحتیاج الاصلی پر واجب ہوتا ہے اور کبھی اس کا اطلاق نفس واجب پر آتا ہے اور اسے زکوۃ کہنا بسبب مناسبات مذکورہ کے ہے یعنی مال اس کے سبب پاک و بابرکت ہو جاتا ہے اور نا پاکی بخل سے دور اور نفس جود و بخشش کا عادی یا اس وجہ سے کہ وہ زکوۃ دینے والے کا تزکیہ کرتی ہے اور اس کے صحت ایمان پر گواہی دیتی ہے اور صدقہ اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صدق دعوئ ایمان پر دلیل ہے اس لئے کہ جڑ روپیہ کی دل پر ہے آدمی ہزار بار زبان سے دعوے انقیاد و محبت کا کرتا ہے مگر یہ روپیہ بے محبت و انقیاد قلبی صرف نہیں کیا جاتا جب مسلمان نے مال اپنا خدا کے حکم سے اس کی راہ میں صرف کیا یقین ہوا کہ درحقیقت یہ دعوے ایمان و محبت میں سچا ہے بہت جھوٹے کذاب مدعیان محبت وایمان اس امتحان میں ثابت قدم نہ رہے ہزاروں احکام نفس پر سخت نماز و روزہ و حج و جہاد کے اٹھا لئے مگر ایک روپیہ زکوۃ کے نام سے صرف نہ کر سکے۔ قارون مدعی ایمان تھا زکوۃ نہ دے سکا اور نفاق اس کا کھل گیا اسی واسطے حکم بھی اس کا باعتبار دعوے کے مختلف ہوا عوام کے واسطے اسی قدر کافی ہے کہ سال بھر بعد دو سو روپے سے پانچ روپے ادا کریں اور خواص کے لئے یہ حکم ہے جو ہاتھ آئے اس کی راہ میں صرف کر دیں۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے گئے تھوڑا سا ڈھیر خرمے کا پایا فرمایا اے بلال کیا تو چاہتا ہے کہ

تجھے آتش دوزخ کا دھواں پہنچے ایک بار انہیں سے ارشاد ہوا اے بلال فقیر ہو کر مرنہ غنی ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہو سکتا ہے فرمایا جو پاس ہو چھپا مت اور جو مانگا جائے منع نہ کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہو فرمایا یہ یا دوزخ ایک شخص نے اہل صفہ سے انتقال کیا ایک دینار ان کے پاس نکلا فرمایا اس پر اس دینار سے داغ دیا جائے گا اس لئے کہ اہل صفہ کو دعوے تجرید وتفرید کا تھا۔ ان کے حق میں ایک دینار رکھنا بھی گناہ ٹھہرا۔ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہ مرتبۂ زہد میں بیعدیل و بے نظیر تھے فرماتے جو ایک درم بھی جمع کرے۔

یکنزون الذهب والفضة۔

میں داخل ہے قیامت کو وہ درم دوزخ کی آگ میں تپایا اور اس کا بدن اس سے داغا جائے گا۔ ہر چند صحابہ کرام انہیں سمجھاتے آیت میں وہ مال مراد ہے جس کی زکوۃ نہ دی جائے جب دو سو درم سے پانچ درم خدا کے واسطے دیئے مال پاک ہو گیا اور اس کے جمع میں عذاب نہ رہا مگر وہ اپنی اس بات پر قائم رہے اور مذہب سے دست بردار نہ ہوئے شاید مراد ان کی یہ تھی کہ ہر چند عوام کے حق میں مال جمع کرنا بعد ادائے زکوۃ کے جائز ہے مگر ہمیں درست نہیں۔ کسی فقیہ نے شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا زکوۃ کس قدر ہے فرمایا مذہب فقہاء میں دو سو درم سے پانچ درم اور ہمارے مذہب میں دو سو سے ایک بھی رکھنا جائز نہیں اس کی راہ میں سب خرچ کرنا اور اس کے شکر میں سر بھی دینا چاہیے فقیہ نے کہا مذہب ہمارا ائمہ دین سے ثابت آپ نے فرمایا ہمارا مذہب سید الصدیقین ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ثابت جو کچھ رکھتے تھے راہِ خدا میں صرف کیا اور کوئی دقیقہ جاں بازی وجاں نثاری کا اٹھا نہ رکھا ایک جان باقی تھی وہ شب غار قربان کی اے عزیز یہ فرقہ جان و مال اپنے راہ خدا میں وقف کرتا ہے۔ اور ماسوائے اللہ سے راہ مولیٰ میں کام نہیں رکھتا۔

الفقیر ماله مباح ودمه هدر۔

کامل اگر قتل کیا جاوے دعویٰ اپنے خون کا کسی پر نہ کرے۔ دیت اپنے محبوب سے چاہے کہ وہ قتل اسی کی طرف سے ہے۔

من قتلته محبتی فانا دیته

اور اگر کوئی اس کا مال لے لے خوش ہو کہ حجاب درمیان سے اٹھا اور ایک مسلمان بھائی کا کام نکلا یہی وجہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی میراث نہیں جو باقی رہ جاتا ہے بیت المال میں داخل ہوتا ہے کہ وہ مال وقف ہے کسی نے شیبان راعی سے پوچھا دوسو بکریوں میں سے زکوٰۃ کس قدر ہے۔ فرمایا تمہارے مذہب میں چالیسواں حصہ اور ہمارے مال میں بالکل نہیں کہ زکوٰۃ بندے کے مال پر ہے اور ہم مال کو اپنا نہیں جانتے خدا کا سمجھتے ہیں اور خدا کے مال پر زکوٰۃ نہیں ہوسکتی۔ صحیحین میں ہے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے کہ عامل زکوٰۃ ہو کر گئے تھے شکایت کی کہ خالد بن ولید زکوٰۃ نہیں دیتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خالد سے تم بیجا مانگتے ہو اس نے اپنی زرہیں اور سواری اور ساز وسامان جنگ سب خدا کی راہ میں وقف کر دیا۔ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک وقت میں پچاس ہزار درم خیرات کئے اور اپنے کپڑوں میں پیوند لگے تھے نئے نہ بنائے کسی کامل نے کیا خوب کہا ہے کہ اور فرض عموم مخلوق کے واسطے ہیں مگر زکوٰۃ کہ صرف بخیلوں پر فرض ہے سخی کو اس قدر تاب کہاں کہ سال بھر تک دوسو درم جمع کرے مال نگاہ رکھنا اور برس دن بعد اس کا چالیسواں حصہ دینا کام بخیلوں کا ہے اے عزیز مردان خدا جان تک راہ خدا میں دے چکے مال ان کے نزدیک کیا مال ہے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تمام مال اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آدھا راہ خدا میں لٹا دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تم نے گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا عرض کیا اسی قدر جو صرف کیا۔ صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا تم نے کیا چھوڑا عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ارشاد ہوا:

بینکما مابین کلیمتکما۔

تم دونوں کے مرتبوں میں وہ فرق ہے جو تمہاری ان دونوں باتوں میں اول مرتبہ صدیقوں کے لئے مخصوص ہے انہیں سابق بالخیرات کہتے ہیں اور مرتبہ ثانیہ میں وہ لوگ ہیں کہ مال جمع کرتے ہیں لیکن مقصود اپنے نفس پر صرف کرنا نہیں ہوتا بلکہ غایت اصلی یہ ہوتی ہے کہ محل وموقع دیکھتے اور وقت کے منتظر رہتے ہیں جس جگہ صرف مال کا ثواب زیادہ اور مناسب تر ہوتا ہے صرف کرتے ہیں اپنے نفس کو کمال تکلیف سے رکھتے ہیں پیشوا اس

گروہ کے امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور بعض فرض زکوۃ ادا کرتے اور اپنے نفس پر تشدد کرتے ہیں کہ اس کے فائدہ کے لئے مال زیادہ فرض سے نہیں دیتے جو اس قدر بھی نہیں کرتا اس کا ٹھکانا کہیں نہیں اے جفا کار ناشکر بے حیا تجھے شرم نہیں آتی کہ پروردگار نے تجھے مال و متاع عنایت کیا سال بھر بعد چالیسواں حصہ بھی اس کا تجھ سے اس کے نام پر نہیں دیا جاتا کیا یہ مال تو نے اپنی قابلیت سے حاصل کیا جس روز تو پیدا ہوا کیا لے کر آیا تھا اور جب تک نادان رہا کیا کمایا ایک وقت کا کھانا بھی تیری قدرت، واختیار میں نہ تھا رو کر مانگتا تو نصیب ہوتا اور ایک کپڑا تیرے بدن پر نہ تھا کسی نے رحم کر کے ڈال دیا فبہا ورنہ برہنہ رہتا اگر وہ تجھے پرورش نہ فرماتا یہ مال وزر کہاں سے ہاتھ آتا اب اس کے نام پر دیتے ہوئے اس درجہ گھبراتا ہے کیا مزہ کی بات ہے اگر تو ایک بار کسی پر احسان کرے عمر بھر اس سے طلب گار فرمانبرداری رہتا ہے گویا تو نے اسے مول لے لیا اگر اس سے احیاناً خلاف تیری مرضی کے صادر ہو کس قدر بگڑتا اور ناشکر و ناسپاس و بیوفا و ناحق شناس کیسے کیسے الفاظ سخت سے یاد کرتا ہے رب العلمین جل جلالہ نے تجھ پر ہر آن میں ہزاروں احسان و انعام فرمائے اور مال وزر و زور و قوت و بیشمار نعمت عطا کی سال بھر بعد اپنے دیئے ہوئے مال میں سے چالیسواں حصہ طلب فرماتا ہے وہ بھی تیرے دل سے نہیں نکلتا اور لطف یہ ہے کہ یہ بھی بالیقین جانتا ہے کہ تو ہر وقت اس کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور کہیں اس سے بھاگ کر نہیں جا سکتا وہ چاہے تو تیری ناشکری کی سزا و جرمانہ پر یہ مال تجھ سے چھین لے یا آئندہ عطائے نعمت سے دست کشی فرمائے وہ خود فرماتا ہے:

ولو شاء الله لاعنتكم ان الله عزيز حكيم○

اور اگر خدا چاہے تو تمہیں محتاج کر دے بیشک اللہ زبردست حکمت والا ہے پھر کس بات پر مطمئن ہے سبحان اللہ تو بیشک بڑا احسان شناس ہے کہ نہ سزا کا ترس نہ نعمت کا پاس ہے جان برادر جس مال کو ہزار جان کا ہیون سے پیدا کیا اور دل سے زیادہ عزیز رکھا اور اس کی محبت میں منعم حقیقی جل جلالہ کو ناراض کیا یقین جان کہ ایک روز تیرے ہاتھ میں نہ رہے گا اگر تو بادشاہ ہفت کشور ہے تاہم چار گز کفن اور دو گز زمین سے زیادہ کچھ نہ پائے گا

سو وہ بھی خوش قسمتوں کو ملتا ہے ورنہ ہزاروں کی نعشیں برہنہ جنگل میں پڑی رہ گئیں اور زاغ وزغن کے طعمے ہو گئے اگر اس مال کا جمع کرنا اولاد کے لئے ہے تو تجھ سے زیادہ احمق کون، غیروں کے لئے اپنی جان عذاب الٰہی میں گرفتار کرنا عقلمند کا کام نہیں اے عزیز جنہیں اپنا دوست سمجھا ہے حقا تیرے مار آستین ہیں تو ان کے دنیوی فائدہ کے لئے اپنی مضرت آخرت گوارا کرتا ہے اور وہ منتظر وقت ہیں کہ کہیں اس کی آنکھیں بند ہوں اور ہمارے بخت کھلیں جب مر جائے گا دنیا کی شرم کو دو تین روز فاتحہ درود کر دیں گے پھر کوئی تیری قبر تک نہ آئے گا سب سے اکیلا ہو کر ایک تنگ و تیرہ مکان میں صرف اسی سے کام پڑے گا جسے ان بیوفاؤں کے واسطے ناراض رکھا تھا جو اب تیری مدد کو نہیں پہنچ سکتے۔ وہ ہوادار مکانوں اور دوستوں کے جلسوں اور شمعوں کی روشنیوں میں آرام کرتے ہوں گے اور تو تنہا وبیکس گور تنگ و تاریک میں پڑا ہوگا نہ کوئی یار نہ مددگار ہر طرف خاک کے انبار۔ اے غافل موت کی گھڑی معلوم نہیں کس وقت کے انتظار میں ہے خواب سے جاگ اور دو دن ہمتی سے بھاگ اور تھوڑا دے اور بہت لے اور عذاب الٰہی سے جان بچا۔ کان کھول کر سن لے کہ رب العزت تیرے مال سے غنی و بے نیاز ہے وہ تمام جہان سے بے پرواہ ہے سب اس کے محتاج ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں یہ مال کہ تجھ سے طلب کرتا ہے تیرے ہی نفع وفائدے کے لئے مانگتا ہے مگر روپیہ کی محبت نے تو تجھے ایسا اندھا بہرا کر دیا ہے کہ سوا اس کے کچھ نظر نہیں آتا اور خدا اور سول کی بات بھی نہیں سنتا روز محشر زر دوست اس طرح پکاریں جائیں گے کہ کہاں ہیں ادھر آئیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے محبت رکھتے تھے اگر ایک ساعت انصاف کی طرف رجوع کرے اس تھوڑا سا مال دینے میں کیسے کیسے عظیم فائدے پائے۔

پہلا فائدہ

اس دردناک عذاب سے نجات ملنا جس کے سننے سے بدن پر بال کھڑے ہوتے ہیں آہ ان پر جو اس میں مبتلا ہوں گے۔ اعاذنا اللہ بجاہ نبیہ ﷺ اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل
اللہ فبشرھم بعذاب الیم○ یوم یحمی علیھا فی نار جھنم
فتکویٰ بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ماکنزتم
لانفسکم فذوقوا ماکنتم تکنزون○

بیشک جولوگ جوڑ کر رکھتے ہیں سونا چاندی پھر خرچ نہیں کرتے اسے خدا کی راہ پس مژدہ دے ان کو دکھ کی مار کا جس دن تپایا جائے گا وہ سونا چاندی دوزخ کی آگ میں پھر داغی جائیں گی اس سے انکی پیشانیاں اور کروٹیں اور پیٹھیں یہ تھا جو تم نے جوڑ کر رکھا تھا اپنی جانوں کے لئے سو چکھو جو جوڑ کر رکھتے تھے۔ اور صحاح میں ہے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس نے روپیہ جمع کیا اور اس کی زکوٰۃ نہ دی تروز قیامت اس روپیہ کو ایک بڑے اژدھے کی شکل پر لائیں گے جس کے سر پر بسبب نہایت طول عمر کے بال جم کر پھر گر پڑے ہوں اور گنجا رہ گیا ہو وہ اژدھا اس کی طرف دوڑے گا یہ اس سے بھاگے گا وہ کہے گا کیوں بھاگتا ہے میں تیرا وہی مال ہوں جسے ایسے پیار سے جمع کر کے رکھا تھا اب کیوں بھاگتا ہے آخر جب کہیں پناہ نہ پاوے گا ہاتھوں سے اسے روکے گا وہ اس کا ہاتھ منہ میں لے کر چباڈالے گا اور تا ختم حسابِ خلق اس کے ساتھ مشغول رہے گا۔ اعوذ باللہ سبحان اللہ عدل حضرت حق جل مجدہ کا کہ عذاب ہم شکل گناہ کرتا ہے جس ہاتھ سے مال دینا گوارا نہ کیا تھا وہی ہاتھ اس اژدھے کی نذر ہوا۔ آہ صد آہ ہم گناہگاروں کا بڑا اطمینان رحمۃ للعٰلمین شفیع المذنبین ﷺ کی رحمت وشفاعت پر ہے زکوٰۃ نہ دینے والے کے لئے حدیث میں وارد ہوا جب عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کی نگاہ غمخوار بیکساں ﷺ کے چہرہ انور پر جاپڑے گی۔ بے اختیار ہو کر چلائے گا یارسول اللہ یارسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا اے غافل پھر کاہے پر بھولا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کی کچھ پرواہ نہیں ہزار بار اپنی زبان سے کہتا ہے جان کا صدقہ مال ہے پھر خدا جانے کیوں اس مال کو جمع کر کے جان کو وبال میں ڈالتا ہے۔

دوسرا فائدہ

حدیث میں ہے جب صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین صدقات دربار عالی میں حاضر کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے حق میں دعائے رحمت وبرکت کرتے ہرچند ہم خفتہ نصیبوں کو یہ دولت بیدار کہاں حاصل مگر رحمت الٰہی وعنایت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے امید واثق ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے بالکل محروم نہ رہیں اگر ہم اس جناب تک نہیں پہنچتے اعمال تو ہمارے ہر دوشنبہ وپنجشنبہ کو حضور میں عرض کئے جاتے ہیں۔

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا!

اور اگر غور سے دیکھا جائے تو اس دولت سے کوئی چیز زیادہ نہیں سلطنت ہفت کشور اور حکومت ربع مسکون اس نعمت عظمیٰ کے مقابلے میں برگ کاہ اور پریشہ سے بھی زیادہ بے حقیقت ہے۔

در مجلس آں نازنیں حرفے گراز ما میرود　　جاں میدہم درآرزوا اے قاصد آخر باز گو

تیسرا فائدہ

زکوۃ علامت وشعار تقویٰ اور متقین وصالحین کی عادت ہے اس سے پرہیزگاری وتقویٰ زکوۃ دینے والے کا سمجھا جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ صفت متقین کی فرماتا ہے:

الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ وم رزقنھم ینفقون○

متقی وہ لوگ ہیں کہ بے دیکھے ایمان لاتے ہیں اور نماز برپار کھتے ہیں اور جو ہم نے انہیں دیا اس سے خرچ کرتے ہیں۔

چوتھا فائدہ

بخل انسان کے دل سے دور ہوجاتا ہے اور عادت سخاوت کی پیدا ہوتی ہے اس واسطے کہ جب بعض مال بامتثال حکم ذوالجلال خواہ بسبب خوف یا باقتضائے محبت صرف کیا اور نفس نے گوارا کرلیا تو پھر اپنی خوشی سے بھی اور مال صرف کرسکتا ہے اور جب فرض ادا نہ کیا تو صدقہ تطوع کو کب دل چاہے گا اور ایک سختی دل میں پیدا ہوگی جس کے سبب بخل روز

بروز بڑھتا جائے گا کیا عجب کہ انتہا کو پہنچے اور قارون کے ساتھ ایک زنجیر میں باندھا جائے۔ اللھم احفظنا پس زکوٰۃ حکم پانی کا رکھتی ہے کہ دل کو نجاست بخل سے پاک کرتی ہے۔

پانچواں فائدہ

زکوٰۃ شکر نعمت ہے کہ جب آدمی اپنے تئیں غنی پاتا اور دوسرے مسلمان بھائی کو محتاج دیکھتا ہے خیال کرتا ہے کہ یہ بھی بندۂ خدا ہے اور میری طرح اس کی توحید اور اس کے رسولوں کی تصدیق بجالاتا ہے مجھے پروردگار جل جلالہ نے غنی کیا اس کی خدمت مجھ پر ضرور ہے اگر تقصیر کروں عجب کیا معاملہ بالعکس ہو جائے اور میں اس کی طرف محتاج ہو جاؤں وہ خود فرماتا ہے:

ولو شآء الله لاعنتکم۔

اگر خدا چاہے تمہیں دشواری میں ڈال دے۔

چھٹا فائدہ

زکوٰۃ سے مال میں برکت وافزونی ہوتی ہے۔

قال الله تبارك وتعالیٰ ولئن شکرتم لازیدنکم۔

اور البتہ اگر تم احسان مانو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا اور فرماتا ہے:

یمحق الله الربوا ویربی الصدقٰت ط والله لایحب کل کفارٍ اثیم٥

گھٹاتا ہے خدا سود اور بڑھاتا ہے صدقے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ہر بڑے ناشکر نافرمانبردار کو۔ اس آیت سے سمجھا گیا کہ زکوٰۃ نہ دینا قطع نظر گناہ کے بڑی ناشکری اپنے مالک کی ہے اور زکوٰۃ دینا موجب برکت وافزونی اور مراد افزونی سے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک صدقہ کو سات سو بلکہ زیادہ تک بڑھاتا ہے اور سود کو روز بروز گھٹاتا ہے کہ وہ مال غیروں کے قبضہ میں آئے گا اور اس میں سے کوئی تو آوارہ وضع وعیاشی میں صرف کرے گا اور کوئی فضول طور پر کھا کر برباد کر دے گا اور اسے اس کا نفع کچھ نہ پہنچے گا۔ بیاج خوار نے بہزار وقت جمع کیا اور وہ دوسرے کا ہو گیا اس کی نگاہ میں بڑھتا ہے اور حقیقت میں گھٹا جاتا

ہے کہ سود کی شامت سے اصل بھی بے محل و بے موقع برباد ہوگا۔ اکثر دیکھا ہے بیاج کھانے والا لالچ سے روپیہ دو روپیہ سیکڑہ پر مال اپنا قرض دیتا ہے اور وہ لوگ اصل بھی مار لیتے ہیں حبہ نہیں دیتے اس کی طمع میں نالش کرتا اور اس میں روپیہ لگاتا ہے یا تو مقدمہ ہار جاتا ہے اور جیت بھی گیا تو ان کی جائداد ہاتھ نہیں آتی اور زرِ دعوے کے ساتھ خرچہ بھی تلف ہوتا ہے اور اکثر مال چور چرا لے جاتے ہیں یا حاکم ڈانڈ لیتا ہے یا اولاد میں کوئی بدمعاش ہوکر اسے برباد کرتا ہے بعضوں کا زمین میں رہ جاتا ہے چلتے پھرتے مرجاتے ہیں کسی سے کہنے بھی نہیں پاتے یا کسی طرح زمین سے ہٹ کر دوسری جگہ چلا جاتا ہے یا خود ہی مدفن بھول جاتا ہے۔ بہرحال زمانہ قریب میں برباد ہوجاتا ہے ہزاروں سیٹھ ساہوکار گزرے کوئی ان کا نام بھی نہیں لیتا نہ کہیں ان کے مال و دولت کا پتا۔ بخلاف اہل سخاوت کے کہ اکثر ان کے مال میں افزونی اور اولاد میں فراغت رہتی ہے اور بالفرض مال نہ رہے تو اثر ان کی سخاوت کا اور حرمت و تعظیم ان کی اولاد کی اور ناموری ان کی دنیا میں اور ثوابِ جمیل عقبیٰ میں باقی رہتا ہے یہاں اگر ایک روپیہ رکھتا تھا اس جہان میں اس کے ثواب سے سات سو بلکہ زیادہ تک اس کے لئے موجود ہیں اس سے زیادہ ترقی و افزونی کیا ہوگی۔ اللھم ارزقنا صحیحین میں ہے۔ سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں جو مسلمان ایک چھوہارے برابر پاک مال سے تصدق کرتا ہے اور خدا نہیں قبول کرتا مگر پاک کو اللہ تعالیٰ اس کے صدقے کو اپنے دہنے ہاتھ سے قبول فرماتا ہے پھر اسے اس طرح پالیتا ہے جیسے تم اپنے قرہ اسپ کو یہاں تک کہ وہ خرمے برابر مال ایک پہاڑ کے برابر ہوجاتا ہے صدق اللہ و رسولہ ﷺ

فصل

حقیقت اور روح زکوٰۃ کی سات باتوں کی رعایت سے حاصل ہوتی ہے۔

اوّل: زکوٰۃ قبل گزرنے سال کے ادا کرے کہ وجوب ادا کے بعد دینا بسبب خوف عذاب کے ہے اور پہلے دینا محبت اور دوستی سے ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے امور خیر میں مسارعت و شتابی کا حکم فرمایا ہے اور قبل از امید و توقع جو چیز ناگاہ

حاصل ہوتی ہے اس سے فقیروں کے دل پر زیادہ خوشی ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے اور دعا ان کی تمام آفات سے حصار ہے اور عوائق روزگار سے بھی جلدی میں نجات حاصل فان التاخیر آفات کیا عجب کہ شیطان حملہ کرے اور نیت میں خلل ڈالے۔ ایک کامل کو مکان طہارت میں خیال آیا پیراہن کسی کو دینا چاہیے خادم کو پکارا یہ پیراہن میرے سر سے ابھی اتار کر فلاں فقیر کو دے دے عرض کیا اے شیخ اس قدر عجلت کیا ضرور تھی باہر تشریف لا کر دیا ہوتا فرمایا شاید اس قدر تاخیر میں نیت درست نہ رہتی۔

دوسرے: اکٹھا دینا منظور ہو تو محرم یا رمضان میں دے۔ رسول اللہ ﷺ ماہ رمضان میں جو کچھ پاس ہوتا سب راہ خدا میں صرف کرتے اور کچھ باقی نہ رکھتے۔

تیسرے: زکوۃ پوشیدہ دینا چاہیئے کہ ریا سے محفوظ رہے۔

قال اللہ تبارک وتعالیٰ وان تخفوھا وتوتوھا الفقراء فھو خیر لکم۔

اور اگر تم چھپاؤ صدقے اور دیدو انہیں محتاجوں کو تو وہ بہت بہتر ہے تمہارے لئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقة السر یطفی غضب الرب پوشیدہ صدقہ دینا رحمٰن کے غضب کو سرد کر دیتا ہے۔ صحیح مسلم میں ہے روز قیامت سات شخص عرش خدا کے سایہ میں ہوں گے ایک امام عادل دوسرا وہ شخص کہ دہنے ہاتھ سے دیتا ہے اور بائیں کو خبر نہیں الحدیث جو شخص چھپا کر دیتا ہے صدقہ اس کا اعمال سر میں لکھا جاتا ہے اور جو آشکارا دیتا ہے اعمال ظاہر میں تحریر ہوتا ہے اور جو کہتا ہے میں نے یہ دیا اور اس قدر مال خیرات کیا اس کا نام جریدۂ سر و ظاہر سے کاٹتے اور جریدہ ریا میں لکھتے ہیں۔ اسی واسطے بعض سلف صالح اندھے کو تلاش کر کے دیتے تا کہ وہ نہ پہچانے اور بعض سوتے کے کپڑے میں باندھ دیتے اور بعض فقیر کی راہ میں ڈال دیتے ہیں اور بعض اور کے ہاتھ سے دلا دیتے اور ظاہر ہے کہ صدقہ دینا صفت بخل توڑنے کے لئے ہے جو حکم بچھو کا رکھتی ہے اور ریا مانند سانپ کے ہے کہ اس کا زخم زخمِ بخل سے بدتر ہے۔ بخل سے بچنا اور ریا میں گرفتار ہونا عقلاء کا کام نہیں۔ فر من المطر ووقف تحت المیزاب لیکن جو اپنے دل پر قدرت رکھتا ہے اور اس کے

نزدیک مدح وذم خلق کی برابر ہے اور ایسے لوگ کہاں ہیں کبریت احمر ہیں اکسیر اعظم ہیں ایسا شخص اگر اس خیال سے کہ ظاہر دینے میں اوروں کو بھی رغبت ہوگی اگر آشکارا دے تو مضائقہ نہیں بلکہ کیا عجب کہ لوگوں کو اس کے دیکھنے سے شوق ہو اور وہ بھی دیں اور ان کے اعمال کا ثواب بھی اس کے نام لکھا جائے۔

چوتھے: محتاج کو ایذا نہ دے بلکہ اس سے ترش روئی نہ کرے اور تیوڑی نہ چڑھائے اور سخت بات نہ کہے اور بسبب محتاجی کے حقیر نہ سمجھے۔

پانچویں: اس پر احسان نہ رکھے کہ ان باتوں سے ثواب باطل ہو جاتا ہے۔

قال الله تعالیٰ یاایھا الذین اٰمنوا لاتبطلوا صدقتکم بالمن والاذیٰ۔

بلکہ ترش روئی اور تیوڑی چڑھانا اور درشت گوئی اور بنگاہِ تیز دیکھنا نتیجہ جہالت کا ہے کہ آدمی کو مال صرف کرنا ناگوار ہوتا ہے اگر یہ جانتا کہ اس ایک روپیہ کے بدلے دس یا دس ہزار جمع ہوئے اور اس صدقے کے سبب عذاب دوزخ سے نجات پائی اور فردوس بریں ہاتھ آئی اسے وہ روپیہ صرف کرنا ہرگز ناگوار نہ گزرتا بلکہ کمال خوشی وشوق دلی سے دیتا اور جو اس سبب سے ترش روئی اور تلخ گوئی کرتا ہے کہ اس درویش کو حقیر اور اپنے آپ کو بہتر جانتا ہے تو یہ بھی محض نادانی ہے اس لئے کہ جو شخص تجھ سے پانچ سو برس پہلے بہشت میں جائے گا اس عالم میں خدا کے نزدیک اس کا درجہ بلند ہے اور اس جہان میں اسے آفتوں سے محفوظ اور تجھے بلاؤں میں مبتلا و مشغول کیا ہے جو اسے حاجت ہوتی ہے تجھ سے دلواتا ہے پس در حقیقت تو اس کے مال کا حمال اور اس کی سرکار کا مزدور ہے اور درویش پر احسان رکھنا بھی دلیل حماقت وجہالت ہے تو اس نظر سے کہ اسے کچھ دیا ہے اس کو اپنا ممنون جانتا ہے اور اس سے خدمت وحاضر باشی و تعظیم وابتدا بسلام چاہتا ہے اگر اس سے خدمت و تعظیم میں قصور ہوتا ہے تعجب کرتا ہے بلکہ کبھی زبان سے بھی کہتا ہے میں نے اس کے ساتھ ایسا سلوک کیا اور وہ ایسا کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ درویش نے تجھ سے سلوک اور تجھ پر احسان کیا کہ صدقہ تیرا قبول کر کے تجھے آتش دوزخ سے بچالیا اور نجاست بخل تیرے دل سے پاک کی اگر کوئی شخص کسی تدبیر سے مواد فاسد تیرے بدن سے نکالے اور

تجھے بیماری سے بچالے تو تو اس کا احسان سمجھے یا نہیں۔ عامر شعبی کہتے ہیں جو شخص آپ کو زیادہ محتاج ثواب کا بہ نسبت فقیر کے طرف صدقہ کے نہ جانے صدقہ اس کا قبول نہیں یعنی جانے کہ فقیر جس قدر صدقہ کا محتاج ہے اس سے زیادہ میں ثواب کا محتاج ہوں۔ مجمع الاخیار میں مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے نقل کرتے ہیں میں نے کسی سے نیکی بدی نہ کی جو مجھ سے صادر ہوا میرے نفس کے لئے ہے۔

من عمل صالحاً فلنفسہٖ ومن اساء فعلیھا۔

علاوہ بریں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں صدقہ اول رحمٰن کے ہاتھ میں جاتا ہے پھر فقیر کے ہاتھ لگتا ہے جبکہ تو اپنا مال خدا کو دیتا ہے اور درویش نائب حق تعالیٰ کا ہے تو احسان درویش کا ہے نہ کہ تیرا سلف صالح ادب سے فقیر کے سامنے کھڑے ہوتے اور سوال کرتے کہ اس صدقہ کو قبول کیجئے اور بعضے ہاتھ میں رکھ کر درویش کے سامنے لے جاتے کہ

الید العلییٰ خیر من الید السفلیٰ۔

اسے لائق ہے جو احسان کرے اور احسان فقیر کے طرف سے ہے ام المومنین عائشہ وام سلمہ جب کسی کو صدقہ بھیجتیں پوچھ لیتیں کیا دعا دی جو دعا وہ دیتا آپ بھی دیتیں کہ ثواب صدقہ کا خالص اور بے عوض رہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

چھٹے: جو مال بہتر نفیس حلال اور طیب ہو راہ خدا میں صرف کرے۔ حق تعالیٰ پاک ہے اور پاک ہی کو قبول فرماتا ہے عجب کہ مہمان کے سامنے اس قسم کی چیز رکھتے شرماتے ہو اور خدا کے حضور لے جاتے نہیں شرماتے اگر کوئی ایسی چیز تمہیں دے ناگوار گزرے اور اس کی راہ میں صرف کرتے ہو۔

ولستم باٰخذیہ الا ان تغمضوا فیہ۔

خسیس چیز راہ خدا میں صرف کرنا دلیل کراہت و ناخوشی ہے اور جو صدقہ طوع ورغبت سے نہیں دیا جاتا منہ پر مارا جاتا ہے۔

الم تعلموا ان اللہ غنی حمیدo

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ایک درم بطوع ورغبت سے دینا لاکھ درم سے بہتر ہے۔

ساتویں: ہر چند زکوۃ درویش مسلمان کے دینے سے اتر جاتی ہے مگر جو شخص تجارت کرتا ہے زیادہ نفع ڈھونڈتا ہے سو زیادہ نفع اس میں ہے کہ پانچ گروہ میں سے کسی کو دے۔

اوّل: پارسا و متقی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

اطعموا طعامکم الاتقیاء۔

اس لئے کہ وہ اس کھانے سے قوت طاعت کی پائیں گے اور تم بھی اعانت عبادت سے شریک ثواب ہو گے۔ ایک بزرگ جو کچھ صدقہ دیتے صوفیا کو دیتے اور کہتے نیت ان کی غیر خدا کی طرف نہیں ہے اگر سامان سدرمق نہیں ملتا وقت ان کا منتشر ہو جاتا ہے ایک طالب خدا کی دلجمعی ہزار طالبان دنیا کے دل خوش کرنے سے بہتر ہے۔ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی قدس اللہ سرہ العزیز سے کسی نے ان کا حال بیان کیا فرمایا یہ شخص اولیائے خدا سے ہے اور وہ ایک بقال تھا کہ جو کچھ فقیروں کو دیتا قیمت اس کی نہ لیتا یہاں تک کہ مفلس ہو گیا۔ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ نے اسے اپنے پاس سے کچھ مال دیا اور فرمایا وہی تجارت پھر کر کہ تجھ سے آدمی کو تجارت مضرت نہیں پہنچاتی۔

دوم: طالب علم کہ فراغ خاطر سے تحصیل علم میں مشغول ہوگا اور اس کے علم وہدایت وارشاد سے تجھے بھی ثواب حاصل ہوگا۔

سوم: وہ فقیر کہ اپنی محتاجی چھپاتا اور تونگروں کی صورت بنائے پھرتا ہے۔

یحسبھم الجاھل اغنیاء من التعفف۔

چہارم: عیال دار اور بیمار جسے رنج وفکر زیادہ ہے اسے راحت پہنچانے میں ثواب زیادہ ہے۔

پنجم: رشتہ دار کو ثواب صدقہ اور صلہ رحم دونوں کا ہاتھ آئے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

ابدا بمن تعول۔

اپنے عیال سے شروع کر اور فرماتے ہیں مسکین پر تصدق میں ایک ثواب ہے اور قرابت دار پر دوہرا ایک ثواب خیرات دوسرا صلہ رحم کا اور دینی بھائی جو خدا کے واسطے محبت رکھتا ہے حکم اقارب میں ہے اور جس میں یہ پانچوں یا ان میں سے اکثر جمع ہوں اسے دینا

اور بھی اولیٰ ہے اور بعض اکابر صدقہ تطوع میں فرماتے ہیں مستحق غیر مستحق سب کو دے تا خدا بھی تجھے وہ دے جس کا تو استحقاق رکھتا ہے اور جس کا نہیں رکھتا یعنی دیتے وقت استحقاق پر نظر نہ کرنا سنت الٰہیہ ہے اور آدمی جیسا مخلوق سے کرتا ہے ویسا ہی خالق سے پاتا ہے۔

کما تدین تدان ولکلٍ وجھة ھو مولیھا فاستبقوا الخیرات ط

فصل

زکوٰۃ لینے والے کو بھی سات باتوں کی رعایت ضرور ہے۔

اوّل: خیال کرے کہ نظر عنایت جس کے حال پر زیادہ ہوتی ہے اسے آفات مال وتونگری سے محفوظ رکھتے ہیں اور لوگ اس میں مبتلا ہوتے ہیں اور اسے حاصل کرتے ہیں اور بہزار جانکاہی نگاہ رکھتے ہیں ان کے ہاتھوں اسے بقدر حاجت پہنچاتے ہیں نہ اسے کمانے سے کام نہ نگہبانی سے مطلب تونگر گویا اس کے مطیع وکارپرداز ہیں جس طرح بادشاہ اپنے خاص لوگوں کو اپنے کام میں رکھتا ہے کھیتی اور تجارت اور دکانداری نہیں کرنے دیتا اور لوگوں کو کاروبار تجارت دکان وزراعت میں رکھتا ہے تا ان کے واسطے اسباب جمعیت مہیا کریں اور ان سے عشر وخراج لے کر ان کے حوائج میں صرف کیا جائے تاکہ یہ بفراغ خاطر ہماری اطاعت وحاضر باشی ودرباداری میں مصروف ہوں پس درحقیقت یہ مال وآسائش اسباب عیش وکامرانی کہ بندگان خاص سلطانی کو حاصل ہیں ان تاجروں اور مزارعوں کی طرف سے نہیں بلکہ بادشاہ کی عنایت سے ہے۔جس نے انہیں ان کی خدمت کے لئے مقرر کیا اور مجبور کردیا کہ اگر وہ راضی نہ ہوں تو عمال بادشاہی جو تحصیل خراج اور فوجدار جو انتظام شہر ودیار پر مامور ہیں کب مانیں اسی طرح تونگروں کو میرے آسائش کے لئے پیدا کیا کہ وہ مال حاصل کریں اور مجھے پہنچائیں اور ایمان کو ان پر موکل کیا کہ ہر وقت ان پر تقاضا رکھتا ہے اور وہ بادشاہ حقیقی کے عتاب سے ڈراتا ہے اگر یہ موکل نہ ہوتا ایک حبہ ان

سے مجھے نہ ملتا پس یہ مال تونگروں نے نہ دیا بلکہ اس نے عطا کیا جس نے زبردستی ان سے دلایا اوران پر ایک عامل زبردست مقرر کیا کہ وہ اس کے زیر حکم ہیں اور خلاف نہیں چل سکتے مجھے بھی لازم ہے کہ ہر وقت اس کی طاعت وعبادت میں بسر کروں اور وقت اپنا فکر معاش میں پریشان نہ کروں کہ جس چیز کا ایسے بادشاہ قادر مقتدر نے تکفل کرلیا مجھے اس کے اندیشہ میں تضیع اوقات حماقت اور جس کام کے لئے اس نے مجھے یہ فارغ البالی عطا کی اس میں سستی وکاہلی کفران نعمت وباعث عتاب ونقمت۔

دوسرے: یہ بھی لحاظ کرے کہ ہر چند یہ مال مجھے خدا نے پہنچایا مگر تونگر کا ہاتھ اس نعمت کا واسطہ ہے جو کوئی تحفہ وہدیہ اپنے محب کے پاس لاتا ہے وہ بھی قابل دعا وثنا ہوتا ہے اور اسکا شکر بھی محب کے ذمہ لازم ہو جاتا ہے۔ پس تونگروں کی شکر گزاری کہ واسطہ ایصال نعمت ہیں فقیر پر لازم اگر واسطہ کی شکر گزاری نہ کی اور اس کی قدر نہ جانے حق اس نعمت کا نہ سمجھا اور اس تحفہ وہدیہ کو بے حقیقت جانا۔

من لم يشكر الناس لم يشكر الله۔

پروردگار تقدس وتعالی باوجودیکہ افعال عباد کا خالق ہے ان کی ثناء اور ان اعمال پر شکر کرتا ہے۔

نعم العبد انه اواب ○ انه كان صديقا نبيا ○

اور شکر منعم کا یہی ہے کہ اسے عزیز جانے اور اس کے حق میں دعائے خیر کرے۔

طهر الله قلبك فى قلوب الابرار وزكى عملك فى عمل الاخيار وصلى الله على روحك فى ارواح الشهداء۔

رسول اللہ ﷺ تو جس کے یہاں ضیافت تناول فرماتے باوجودیکہ قبول دعوت حضور کا احسان تھا اس کے حق میں دعا فرماتے:

اللهم اطعم من اطعمنا واسق من سقانا۔

احمد ابوداؤد ونسائی کی احادیث میں وارد رسول اللہ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں جو تم

سے نیکی کرے اس کا بدلہ دو اور نہ ہو سکے تو اس قدر دعا کرو کہ اس کے عوض سے ادا ہو جاؤ اور حدیث میں تحصیل مکافات کے لئے دعا جزاک اللہ خیراً بھی وارد۔

تیسرے: لازم ہے کہ عیب صدقہ کا پوشیدہ رکھے اور اسے تھوڑا اور حقیر نہ جانے جیسے دینے والے کو چاہیے بہت دے اور تھوڑا سمجھے والکثیر فی اللہ قلیل حدیث صحیحین سے ثابت صدقہ کو حقیر نہ جانو اگرچہ بکری کا جلا ہوا کھر ہو۔

چوتھے: مال ظلم یا مال ریا سے ہرگز نہ لے کہ خبیث سے سوا خبث کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔

پانچویں: بے حاجت نہ لے اور سوال نہ کرے کہ حرام ہے اور خواری و ذلت دوام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے سوال کی نسبت فرماتے ہیں روز قیامت وہ سوال اس کے منہ میں زخم وخراش ہوگا یعنی جب اس نے اپنا چہرہ عزیز بے ضرورت غیر خدا کے سامنے کیا یہ دنیا کی بے غیرتی آخرت میں بشکل زخم وجراحت نمودار ہوئی۔

چھٹے: حاجت سے زیادہ نہ لے کہ اور محتاج کے کام آئے اور مسافر زادراہ اور کرایہ اور قرض دار مقدار قرض سے زیادہ نہ لے اگر اپنے گھر میں اسباب حاجت سے زیادہ رکھتا ہے صدقہ وزکوۃ قبول نہ کرے اور جو مثلاً دس درم میں سال بھر گزر کر سکتا ہے تو گیارھواں نہ لے کہ ناجائز ہے۔ اللہم احفظنا۔

ساتویں: جس قدر دیا جائے بطیب خاطر قبول کرے زیادہ پر اصرار سے نہایت باز رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مال اشراف علی النفس سے یعنی چھاتی پر چڑھ کر لیا جاتا ہے اس میں برکت نہیں ہوتی۔ یہ زیادہ کے لئے اس واسطے اصرار کرتا ہے کہ زیادہ کام آئے گا اور وہاں اس سے برکت اٹھالی گئی کہ تھوڑے کے قدر بھی بکار آمد نہ ہوگا اگر قناعت کرتا اللہ جل جلالہٗ خیر وبرکت عطا فرماتا۔

فصل

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں صدقہ دو اگرچہ ایک ہی چھوہارا ہو کہ وہ بھوکے کی حاجت دفع کرتا ہے اور گناہ کو بجھاتا ہے جیسے پانی آگ کو اور فرماتے ہیں:

اتقوا النار ولو بشق تمرة فان لم تجدوا فبكلمة طيبة۔

آدھا ہی چھوہارا دے کر آتش دوزخ سے بچو اور جو اس قدر بھی میسر نہ آئے تو فقیر کا دل اچھی باتوں سے خوش کر کے اس قسم کی حدیثوں سے بعض بخیل سمجھتے ہیں ہمیں زیادہ مال صرف کرنا کیا ضرور آدھا چھوہارا آتش دوزخ سے بچاتا ہے ہم دس بیس خرچ کئے دیتے ہیں اور نہیں جانتے کہ شیطان لعین ان کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے۔ حدیثوں کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جس قدر ہو سکے خیرات کرے اگر ہزار دو ہزار درم کی قید ہوتی اکثر لوگ دولت صدقہ سے محروم رہتے جنہیں لاکھ روپیہ دینے کا مقدور ہے لاکھ دیں اور جنہیں کچھ میسر نہیں محنت مزدوری سے دو پیسے ہاتھ آئے وہ اگر بہ نیت خالص اس میں سے ایک یا آدھا چھوہارا راہ خدا میں صرف کریں گے تو ان کے حق میں وہی کفایت کر جائے گا۔ یہ مراد نہیں کہ ہزاروں روپیہ جمع ہیں نہ زکوۃ دیں نہ کسی اور طرح راہ خدا میں صرف کریں ماہ رمضان میں آنے دو آنے کے چھوہارے منگا کر روزہ داروں کو افطار کے وقت ایک ایک ٹکڑا کھلادیں اور دل میں خوش ہوں ہم نے ثواب پالیا اور دوزخ سے نجات حاصل کی یہ ایک ٹکڑا ہماری ہفت پشت کے لئے کفایت کرے گا کیا عجب یہ نافہمی اور ہٹ دھرمی عیاذاً باللہ غضب الٰہی کو جوش میں لائے اور مال و متاع ان کا مثل گنج قارون ہلاک ہو جائے اگر وہ اس تمام مال کو جو انہوں نے جمع کیا اور مار آستین بنا رکھا ہے صرف کریں اور آئندہ اپنی حرکت پر نادم و پشیمان ہوں تو البتہ ان کے حال پر نظر عنایت ہو اللہ جل جلالہ کہ غنی حمید ہے تمہارے اس ٹکڑے چھوہارے پر بہلنے والا نہیں نعوذ باللہ من الشقاوۃ حدیث میں ہے جب صحابہ نے غازیوں کے لئے مال جمع کیا بعض صحابہ کرام نے دن بھر محنت کی شام کو مزدوری میں جس قدر چھوہارے ملے نصف اپنے عیال پر صرف کئے اور نصف رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لائے آپ نے وہ چھوہارے تمام صدقات کے اوپر رکھے اس لئے کہ تونگروں نے بہت بہت مال میں سے تھوڑا تصدق کیا حاجت ضروری پر صدقہ کو فوقیت نہ دی تھی وہ اپنا پیٹ کاٹ کر لائے تھے اور حاجت ضروری پر رضائے الٰہی کو مقدم کر چکے تھے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہر شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں

ہوگا جب تک لوگ حساب سے فراغت پائیں گے اور فرماتے ہیں ستر دروازہ برائی کے صدقہ کے سبب بند ہو جاتے ہیں اور فرماتے ہیں بہتر صدقہ یہ ہے کہ تندرستی و خواہش وحب مال کے وقت دیں جس زمانہ میں فقیر سے خوف اور تونگری کی آرزو ہوتی ہے نہ یہ کہ جب جان گلے تک آجائے اس وقت کہیں فلاں کو اتنا اور فلاں کو اتنا اس لئے کہ اب وہ خود ہی فلاں وفلاں کا کام ہے کہیں خواہ نہ کہیں رواہ مسلم عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو سائل کو محروم پھیر دیتا ہے سات روز فرشتے اس کے گھر نہیں آتے ترمذی و احمد کی روایت میں ہے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو کوئی مسلمان کو کپڑا پہنائے ہمیشہ حفظ الٰہی میں رہے جب تک اس کپڑے سے ایک ٹکڑا اس کے بدن پر ہو ابن مسعود کہتے ہیں ایک شخص نے ستر برس عبادت کی ایک بڑا گناہ اس سے ایسا صادر ہوا کہ سب عبادت حبط ہوگئی کسی فقیر کو ایک روٹی دی گناہ معاف ہوا اور عبادت واپس دی گئی لقمان اپنے بیٹے کو وصیت کرتے ہیں جب تجھ سے کوئی گناہ ہو جائے صدقہ دے حسن بصری نے ایک نخاس کو دیکھا ایک لونڈی بیچتا ہے فرمایا ایک درم یا دو درم پر راضی ہے کہا نہیں فرمایا تو جا اپنا کام کر کہ خدائے تعالیٰ ایک ایک پیسہ اور نوالے پر حور عین کو بیچتا ہے یعنی ایک پیسہ یا نوالہ خیرات کروں تو حور عین پاؤں کہ وہ اس سے ہزاروں درجے بہتر ہے پھر اسے خرید کے کیا کروں بالجملہ صدقہ حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کو نہایت محبوب ہے غضب الٰہی سے بچاتا اور گناہ کی آگ بجھاتا ہے ہزاروں بلاؤں سے سپر ہوتا اور آفتاب قیامت وآتش دوزخ سے محفوظ رکھتا اور مال میں برکت وافزونی بخشتا ہے طیب مال وخلوص نیت درکار ہے پھر اللہ کے یہاں کچھ کمی نہیں۔

واللہ الموفق والمجیب۔

چوتھا باب

حج کے بیان میں

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں

فصل اول

اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلاً۔

یعنی خدا کا حق ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو قدرت رکھتا ہے اس تک پہنچنے کی

سخت افسوس ہے کہ اس زمانہ میں دین ضعیف اور اسلام غریب ہو گیا یہاں تک کہ چار رکن اسلام سے اہل ہند دو رکن بالکل ترک کرتے ہیں نماز روزہ جس نے ادا کیا اسے یکتائے زمانہ اور بڑا پرہیز گار سمجھتے ہیں حالانکہ ابھی اس کے ایمان میں نقصان ہے جب تک حج و زکوٰہ ادا نہ کرے جس بنا کے دو ستون گر جائیں کس طرح قائم رہے ہزار روپیہ بے فائدہ شراب زنا ناچ گانے میں صرف کرنا ہندیوں پر آسان ہے اور جو لوگ بکمال پارسائی و پرہیز گاری مشہور ہیں ان باتوں میں روپیہ خرچ کرنا اسراف و بیجا جانتے ہیں مگر بیٹی بیٹا کی شادی میں ہزاروں روپیہ اٹھاتے ہیں ایک حبہ زکوٰۃ کے نام پر نہیں دیتے لندن کا سفر سہل سمجھتے ہیں حج کا ارادہ بھی نہیں کرتے اور جو کسی نے قصد کیا بھی تو اس کے جورو بچے اس قدر رواویلا مچاتے ہیں گویا مرنے جاتا ہے اور تمام عزیز قریب جمع ہو کر سمجھاتے ہیں اپنی اولاد اور بی بی کو کس پر چھوڑے جاتے ہو گویا ان کے نزدیک حج کو جانا اور مرنا برابر ہے اور مکہ معظمہ عیاذاً باللہ شہر خموشاں ہے اگر کوئی انگلستان کا ارادہ کرے کہتے ہیں میاں زندگی باقی ہے تو پھر ملیں گے انگلینڈ جانا کچھ مشکل نہیں اور جو حرم الٰہی کا عزم کرتا ہے کہتے ہیں یہ دیدار آخری ہے اس سے ملاقات کرنا ہو تو کر لو پھر یہ کہاں اور ہم کہاں اور بالفرض کوئی شخص

اپنا مرنا ہی تجویز کر کے چلا گیا جب وہاں سے لوٹ کر آتا ہے اس قدر شدائد راہ اور سفر کی تکالیف جانکاہ بیان کرتا ہے کہ سننے والوں کی ہمت اور بھی پست ہو جاتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اہل ہند کے دل میں زکوٰۃ اور حج کی فرضیت پر یقین کامل نہیں اسی واسطے اکثر ارادہ نہیں کرتے اور جو لوگ جان سے تنگ ہو جاتے ہیں اور دنیا کی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں ناچار اس سفر کو اختیار کرتے ہیں اور جو کہ نیت ان کی فاسد اور شوق ان کا ناقص ہوتا ہے اس راہ کی کیفیت ولذت انھیں حاصل نہیں ہوتی بعض بھیک مانگتے جاتے ہیں کہیں روٹی میسر آتی ہے کہیں نہیں ملتی وہی حال آکر یہاں بیان کرتے ہیں اور جو لوگ بطیب خاطر ورغبت قلب براہ محبت ارادہ کرتے ہیں انھیں وہ لطف ومزا اس راہ میں ملتا ہے کہ بیان میں نہیں آتا۔

اللهم ارزقنا مرة اخرىٰ خيرا من الاولىٰ۔

طرح طرح کی سیر اور نئے نئے شہر دریا کا تماشہ مخلوق خدا کا دیکھنا قدرت الٰہی کا جلوہ اور سوا اس کے جس وقت جہاز ملک عرب میں پہنچا ہے عجب طرح کی فرحت وتازگی حاصل ہوتی ہے شوکت اسلام ودبدبۂ شریعت دیکھ کر جامہ میں پھولا نہیں سماتا یہاں تک کہ جب شہر محبوب کے متصل پہنچے اس مزہ کے سامنے یہ سب کیفیتیں گرد ہیں ہوائے کوئے جاناں مشام جان کو معطر کرتی ہے اور روح تازگی سے شگفتہ ہوئی جاتی ہے اور جب نظر اس مکان مقدس پر پڑتی ہے سبحان اللہ عجب کیفیت نظر آتی ہے کہ بیان میں نہیں آسکتی۔

ذوق ایں مے نشناسی بخدا تا نچشی

منقول ہے ایک عورت حج کو آئی حد حرم سے پیادہ ہوئی اور سلطان شوق نے اس کے قلب پر استیلا کیا مستانہ وار جاتی تھی جان وتن کا کچھ ہوش نہ تھا یہاں تک کہ داخل مکہ معظمہ ہوئی اور کعبہ محترمہ پر نظر پڑی بیتابانہ بیت ربی بیت ربی۔ کہتی دوڑی میرے رب کا گھر میرے رب کا گھر یہاں تک کہ دیوار کعبہ سے سر ٹیک دیا اور مرغ روح نے قفس تن سے پرواز کی اے عزیز یہ وہ شہر ہے جس میں خدا نے اپنا گھر قرار دیا اور اسے اپنے محبوب کا مولد ووطن اصلی کیا جو شخص اس میں جاتا ہے قتل وغارت اور ہزاروں آفت سے امن میں

ہو جاتا ہے۔

ومن دخلہ کان امنا۔

اللہ تعالیٰ اس شہر اور اس گھر کی قسم یاد کرتا ہے اور اسے مبارک ومحل ہدایت فرماتا ہے ترمذی نے بسند صحیح روایت کیا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے خطاب کر کے فرمایا کیا خوب شہر ہے تو اور کس قدر عزیز ہے مجھ کو اگر میری قوم نکال نہ دیتی تو میں تیرے سوا کسی شہر میں نہ رہتا۔

قال اللہ تبارک و تعالیٰ ان اول بیت وضع للنّاس للذی ببکۃ مبارکا و ھدی للعلمین۔

بیشک پہلا گھر جو بنایا گیا لوگوں کے فائدہ کو البتہ وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور راہ دکھاتا جہان والوں کو تعظیم اس گھر کی ابتدائے دنیا سے اب تک چلی آتی ہے مگر جب سے کہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اسے بنایا اس روز سے اور زیادہ رغبت خلق کو اس کی طرف پیدا ہوئی کہ اثر و نتیجہ دعائے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہے اور کیفیت مشروعت حج کی علما یوں لکھتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بحکم الٰہی جبل ابی قبیس پر چڑھ کر ندا کی اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ایک گھر بنایا اور اس کا حج تم پر فرض کیا سو اپنے رب کی دعوت قبول کرو وہ آواز قدرت الٰہی سے سب کے کانوں میں پہنچی گو ابھی پیدا نہ ہوئے تھے جن کے مقدر میں حج تھا انہوں نے لبیک کہا کہ ہم حاضر ہیں امام حجۃ الاسلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیا العلوم میں لکھتے ہیں بعض گناہ ایسے ہیں کہ سوا وقوف عرفات کے کسی عمل سے نہیں بخشے جاتے اور مولوی جامی مناسک میں لکھتے ہیں جو عرفات میں کھڑا ہو کر یہ گمان کرلے کہ مجھ پر کوئی گناہ باقی ہے اس کے برابر کوئی گناہگار نہیں اور اسی طرح حدیث مرفوع میں وارد ہوا۔

فصلِ دوم: فضائل حج وعمرہ اور تارکین حج کی مذمت میں

ہر چند ہم نے ابواب سابقہ میں فصل فضائل کو نہایت اختصار کے ساتھ بیان کیا مگر حج ارکان اسلام سے ایک رکن عظیم ہے اور قلوب ضعیفہ پر اس کی مشقت نہایت شدید

اور ہمتیں اہل ہند کی اس سے بغایت ست و قاصر لہٰذا ہم اس فصل میں انشاء اللہ تعالیٰ استیعاب اکثر احادیث معتبرہ کا قصد رکھتے ہیں تا کہ مسلمان بھائی بنگاہ عبرت دیکھیں کہ کیسے پوچ عذروں اور کم ہمتی کے سبب کیسی کیسی دونوں جہان کی خوبیاں چھوڑتے اور تھوڑی تکلیف کے لئے بے شمار راحتوں اور دائمی آرام سے منہ موڑتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو حج کرے اور اس میں عورتوں کے سامنے تذکرۂ جماع اور خدا کی عدول حکمی نہ کرے گناہوں سے ایسا پاک لوٹے جیسا جس روز ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ۔رواہ البخاری و مسلم اور فرماتے ہیں ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ ہے بیچ کے گناہوں کا اور حج مبرور کی کچھ جزا نہیں سوا جنت کے رواہ الشیخان اور فرماتے ہیں حاجی جتنی بار سبحٰن اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اللہ اکبر کہے گا اسے ہر ایک کے عوض ایک بشارت دی جائے گی رواہ ابوالقاسم الاصبہانی اور فرماتے ہیں حج گناہان پیشین کو ڈھا دیتا ہے رواہ مسلم ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا عرض کیا میں بزدل اور کمزور ہوں یعنی جہاد پر قادر نہیں فرمایا اس جہاد کی طرف جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں وہ حج ہے رواہ الطبرانی و عبدالرزاق اور فرماتے ہیں ہر کمزور کا جہاد حج ہے۔ رواہ ابن ماجہ اور فرماتے ہیں دو عمل سب اعمال سے بہتر ہیں مگر جو ایسے ہی عمل کرے ایک حج مبرور اور ایک عمرۂ مبرورہ۔ رواہ الامام احمد اور ایک بار فرمایا حج مبرور کا بدلہ سوا بہشت کے کچھ نہیں عرض کیا گیا حج کا مبرور ہونا کیا ہے فرمایا کھانا کھلانا اور نیک بات کہنا۔ رواہ احمد و الطبرانی والحاکم اور ایک روایت میں ہے کھانا کھلانا اور سلام کا افشا کرنا۔ رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں حج مبرور دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ رواہ الغزالی فی الاحیاء اور فرماتے ہیں حج کے بعد اس کے ساتھ عمرہ کرو کہ وہ دونوں فقر و گناہ کو ایسا دور کرتے ہیں جیسے لوہار کی بھٹی سونے اور چاندی اور لوہے کے میل کو رواہ ترمذی و ابن خزیمۃ و ابن حبان و ابن ماجہ اور فرماتے ہیں حج کرو غنی ہو جاؤ گے۔ رواہ عبدالرزاق اور فرماتے ہیں حج کے ساتھ معاً عمرہ کرنے سے عمر میں برکت ہوتی ہے۔ رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں حج کرو کہ حج گناہوں کو دھو دیتا ہے جیسے پانی میل کو رواہ الطبرانی اور فرماتے ہیں حاجی اپنے گھر والوں سے چار سو آدمیوں کی شفاعت کرے گا۔ رواہ البزاز

اور فرماتے ہیں رمضان میں عمرہ میرے ساتھ حج کے برابر ہے۔ رواہ الشیخان اور فرماتے ہیں جو بیت الحرام کے قصد سے اونٹ پر چڑھے اس کا اونٹ جو قدم اٹھائے اور رکھے اس پر حاجی کے لئے ایک نیکی لکھی جائے اور ایک برائی محو ہو اور ایک درجہ بلند ہو یہاں تک کہ جب کعبہ پہنچے اور طواف اور صفا مروہ میں سعی پھر حلق یا قصر کرے گناہوں سے ایسا نکل جائے جیسا روز ولادت تو آئے اب نئے سرے عمل شروع کرے۔ رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں جو مکہ سے پیادہ حج کو جائے جب تک مکہ میں لوٹ کر آئے اللہ اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھے ہر نیکی مثل حرم کی نیکیوں کے عرض کیا گیا حرم کی نیکیاں کیسی فرمایا اس میں ہر نیکی پر لاکھ نیکیاں۔ رواہ ابن خزیمۃ والحاکم فی صحیحھما اور فرماتے ہیں حج وعمرہ کو آنے والے خدا کے مہمان ہیں اگر اسے پکاریں وہ جواب دے اور جو اس سے بخشش چاہیں مغفرت فرمائے۔ رواہ النسائی وابن ماجہ اور فرماتے ہیں الٰہی بخش دے حاجی کو اور اسے جس کے لئے بخشش چاہے حاجی رواہ ابن خزیمۃ والحاکم اور فرماتے ہیں حج کی طرف جلدی کرو تمہیں کیا معلوم آگے کیا پیش آئے۔ رواہ الاصبہانی

اور فرماتے ہیں جسے حج کا ارادہ ہو وہ جلدی کرے رواہ ابوداؤد والدارمی اور فرماتے ہیں جو بندہ یا کنیز مرضیات خدا میں کسی قدر خرچ سے بخل کرے اس قدر سے کئی حصہ زیادہ مال اس کا خدا کی خلاف مرضی میں صرف ہو جائے گا اور جو بندہ دنیا کی کسی حاجت کے لئے حج ترک کرے گا وہ اس حاجت کے پورا ہونے سے پہلے حاجیوں کو دیکھ لے گا کہ لوٹ کر آ گئے یعنی اس نے سمجھا تھا حج کو جاؤں گا تو میرا کام رہ جائے گا اللہ نے سزا دی کہ حج ہو بھی چکا اور وہ کام ہنوز ویسا ہی پڑا ہے بمعناہ رواہ الاصبہانی اور فرماتے ہیں کعبہ کے لئے ایک زبان اور دولب ہیں اس نے خدا سے شکایت کی تھی کہ میرے آنے والے اور میرے زائر کم ہو گئے حق سبحانہ نے فرمایا میں ان لوگوں کو پیدا کروں گا جو خاشع وساجد ہوں گے اور تیری طرف ایسا شوق رکھیں گے جیسے کبوتر اپنے انڈوں کی طرف رواہ الطبرانی اور فرماتے ہیں داؤد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا الٰہی تیرے بندوں کا تجھ پر کیا ہے جب وہ تیرے گھر تیری زیارت کو آئیں فرمایا ہر مہمان کا میزبان پر حق ہے۔ اے داؤد ان

کے لئے مجھ پر یہ ہے کہ میں انھیں دنیا میں عافیت بخشوں اور جب مجھ سے ملیں میں انہیں بخش دوں رواہ الطبرانی ایضا اور فرماتے ہیں جو حج یا عمرہ کے لئے نکلے اور مرجائے اس کے لئے قیامت تک حج وعمرہ کا ثواب لکھا جائے رواہ ابویعلی اور فرماتے ہیں اس سے کچھ تعرض نہ ہو اور حساب نہ لیا جائے رواہ الطبرانی والدار قطنی والبیہقی وابویعلی اور فرماتے ہیں یہ گھر اسلام کے ستونوں سے ایک ستون ہے جو اس کا حج یا عمرہ کرے وہ خدا کی ضمان میں ہے کہ اگر مرجائے تو اسے جنت میں داخل کرے اور جو گھر کو لوٹ آئے تو اجر وغنیمت کے ساتھ واپس کرے رواہ الطبرانی اور فرماتے ہیں جو راہ مکہ میں مرے جاتے خواہ لوٹتے اس سے تعرض نہ ہو اور حساب نہ لیا جائے یا فرمایا بخش دیا جائے رواہ ابوالقاسم الاصبہانی اور فرماتے ہیں حج کا صرف مثل نفقۂ جہاد کے ہے ساتھ سو گونہ تک رواہ احمد والطبرانی والبیہقی اور فرماتے ہیں حاجی بھی محتاج نہ ہوگا رواہ الطبرانی والبیہقی اور فرماتے ہیں جو بندہ مسلمان دن بھر احرام باندھے رہے آفتاب اس کے گناہوں کو لے کر ڈوبے رواہ الترمذی اور فرماتے ہیں جب کوئی شخص لبیک یا تکبیر کہتا ہے ہمیشہ اسے جواب ملتا ہے کہ تجھے جنت کی بشارت ہو بمعناہ رواہ الطبرانی باسناد رجالہ رجال الصحیح حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد منیٰ میں حاضر تھا کہ ایک مرد انصاری اور ایک ثقفی حاضر خدمت ہوئے سلام کے بعد عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم حضور سے دریافت کرنے آئے ہیں فرمایا اگر تم چاہو تو میں بتادوں جو تم پوچھنے آئے ہو اور چاہو تو میں باز رہوں تم خود سوال کرلو عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضور ہمیں بتادیں پھر ثقفی نے انصاری سے کہا پہلے تم پوچھو انصاری نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتائیے فرمایا تو مجھ سے یہ دریافت کرنے آیا ہے کہ جب تو اپنے گھر سے بقصد بیت الحرام نکلے تو تیرے لئے کیا ثواب ہے اور طواف کے بعد دونوں رکعتوں میں تیرے لئے کیا ہے اور صفا ومروہ میں سعی پر تیرے لئے کیا ہے اور شام عرفہ کے وقوف میں تیرے لئے کیا ہے اور رمی جمار میں تیرے لئے کیا ہے اور ذبح قربانی میں تیرے لئے کیا ہے اور طواف وداع میں تیرے لئے کیا اجر ہے عرض کیا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں یہی باتیں استفسار کرنے آیا تھا قسم خدا کی جو میرے دل میں

تھا حضرت نے سب بیان کر دیا فرمایا پس جب تو اپنے گھر سے بقصد بیت الحرام نکلے تو تیری اونٹنی جو قدم رکھے گی اور جو اٹھائے گی اس پر تیرے لئے ایک نیکی لکھی جائے گی اور ایک برائی محو ہو گی اور طواف کے بعد دو رکعتیں ایسی ہیں جیسے اولاد اسمٰعیل سے ایک غلام آزاد کیا اور صفا و مروہ کے پھیرے سات غلام آزاد کرنے کے برابر ہیں رہا شام عرفہ کا وقوف سو اس میں اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول رحمت فرماتا ہے اور ملائکہ کے ساتھ حجاج سے مباہات کرتا ہے۔

فرماتا ہے میرے بندے میرے پاس آئے بال الجھے ہوئے پریشان کپڑے اور بدن گرد و غبار میں آئے ہر راہ دور دراز سے دوڑتے ہوئے میری جنت کی امید میں سو اگر ان کے گناہ ریگ دانوں اور مینہ کی بوندوں یا سمندر کے جھاگوں برابر ہوں تو میں نے انہیں بخش دیا کوچ کرو میرے بندو اس حالت میں کہ تم بخشے گئے اور وہ بخشا گیا جس کی تم شفاعت کرو اور سنگریزہ پھینکنے میں تیرے لئے ہر کنکری پر ایک گناہ کبیرہ مہلک کا مٹنا ہے۔ اور قربانی تیری تیرے لئے تیرے واسطے تیرے رب کے پاس تیرے اس وقت کے لئے جمع ہے جب تو حد سے زیادہ اس کا محتاج ہو گا اور تیرے سر منڈانے میں ہر بال پر ایک نیکی ہے اور ایک برائی کا دور ہونا اور فرمایا جو بال تیرا زمین پر گرے گا روز قیامت تیرے لئے نور ہو گا اور ان سب کے بعد تیرا طواف بیت کرنا سو وہ اس حال پر ہو گا کہ تو بے گناہ محض ہے ایک فرشتہ آئے گا اور اپنا ہاتھ تیرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھ کر کہے گا آئندہ سے عمل شروع کر کہ اگلے تو سب معاف ہوئے رواہ البزار و الطبرانی و ابن حبان والاصبہانی ولہ طرق عدیدۃ والحدیث حسن اور فرماتے ہیں جب حاجی پاک خرچ لے کر چلتا ہے اور رکاب میں اپنا پاؤں رکھ کر لبیک اللھم لبیک پکارتا ہے منادی آسمان سے اسے ندا دیتا ہے لبیک وسعدیک توشہ تیرا حلال اور سواری تیری حلال اور حج تیرا مبرور اور گناہ تجھ سے دور اور جو ناپاک خرچ لے کر چلتا ہے اور رکاب میں پاؤں رکھ کر لبیک پکارتا ہے منادی آسمان کہتا ہے لا لبیک ولا سعدیک توشہ تیرا حرام اور صرف تیرا حرام اور حج تیرا گناہ آلود اور تیرے منہ پر مردود رواہ الطبرانی والاصبہانی اور فرماتے ہیں جو بندہ مسلمان حج کے لئے

لبیک کہتا ہے اس کے دہنے بائیں جو کچھ ہے زمین کے ختم وانتہا تک وہ سب اس کے لئے روز قیامت گواہی دیں گے رواہ رزیں اور فرماتے ہیں تلبیہ گو کے چپ و راست منتہائے ارض تک جو پتھر یا پیڑ یا ڈھیلے ہوتے ہیں سب اس کے ساتھ لبیک کہتے ہیں رواہ الترمذی و ابن ماجۃ والبیہقی وابن خزیمۃ والحاکم اور فرماتے ہیں حجر اسود و رکن یمانی کا استلام گناہوں کو گھٹاتا ہے اور فرماتے ہیں جو سات پھیرے طواف کرے اور دو رکعت پڑھے ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہو اور فرماتے ہیں حاجی جو قدم اٹھاتا یا رکھتا ہے اس کے لئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور دس برائیاں محو ہوتی ہیں اور دس درجے بلند کئے جاتے ہیں رواہ الامام احمد اور فرماتے ہیں رکن یمانی پر ستر ہزار فرشتے موکل ہیں جو اس کے پاس کہتا ہے۔

اللهم انی اسئلك العفو والعافية فی الدنيا والاخرة ط ربنا اتنا فی الدنيا حسنة وفی الاخرة حسنه وقنا عذاب النار۔

وہ آمین کہتے ہیں اور فرماتے ہیں جو حجر اسود کو ہاتھ لگاتا ہے گویا رحمٰن سے مصافحہ کرتا ہے رواھما ابن ماجہ اور فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ ہر روز حاجیوں کے لئے ایک سو بیس رحمتیں اتارتا ہے ساٹھ اہل طواف اور چالیس نمازیوں اور بیس کعبہ کی طرف نظر کرنے والوں کے لئے رواہ البیہقی باسناد حسن اور فرماتے ہیں جو خانہ کعبہ کا پچاس بار طواف کرے گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے جیسا جس روز شکم مادر سے پیدا ہوا تھا رواہ الترمذی اور فرماتے ہیں جو سات پھیرے طواف کرے اور سوا سبحن الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله۔ کے کچھ کلام نہ کرے۔ دس برائیاں اس کی محو ہوں اور دس نیکیاں اس کے لیے لکھی جائیں اور دس درجے اس کے بلند ہوں اور جو طواف کرتے میں باتیں کرے رحمت میں اپنے پاؤں سے خوض کرتا چلے جیسے کوئی پاؤں تک پانی میں چلتا ہے رواہ ابن ماجہ اور فرماتے ہیں اس پتھر کے پاس بہ نکوئی حاضر ہو کہ وہ روز قیامت شفاعت کرے گا اور اس کی دو زبانیں اور دو لب ہوں گے اپنے چومنے والے کے لئے گواہی دے گا رواہ الطبرانی اور فرماتے ہیں رکن و مقام دو یاقوت ہیں جنت کے یاقوتوں سے اور اگر خدا ان کا نور محو نہ کر دیتا تو مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو

جاتا رواہ الترمذی وابن حبان ایک بار حضور والا نے حجر اسود پر لب ہائے انور رکھ کر دیر تک گریہ فرمایا پھر منہ پھیر کر ملاحظہ کیا تو عمر بن الخطاب کو روتے پایا فرمایا اے عمر یہاں بہتے جاتے ہیں اشک رواہ ابن ماجہ وخزیمۃ والحاکم اور فرماتے ہیں روز عرفہ حق سبحانہ وتعالیٰ حاجیوں سے فرشتوں کے ساتھ مباہات کرتا ہے فرماتا ہے میرے بندوں کو دیکھو میرے پاس آئے ژولیدہ مو گرد آلود دھوپیں سہتے ہر راہ دور دراز سے میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے انہیں بخش دیا فرشتے عرض کرتے ہیں ان میں فلاں فلاں شخص کی نسبت گمان بد ہے فرماتا ہے میں نے تو ان سب کو بخش دیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی دن میں عرفہ سے زیادہ لوگ دوزخ سے آزاد نہیں ہوتے رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں کسی دن شیطان روز عرفہ سے زیادہ ذلیل وحقیر وخوار وپر غیظ زیادہ نہ دیکھا گیا اور یہ بسبب اس کے ہے کہ رحمت الٰہی کا نزول اور خدا کا بڑے بڑے گناہوں سے تجاوز فرمانا مشاہدہ کرتا ہے مگر وہ جو روز بدر دیکھا گیا تھا جب اس نے جبرئیل کو دیکھا کہ ملائکہ کی صف آرائی کرتے ہیں رواہ الامام مالک والبیہقی اور فرماتے ہیں روز عرفہ حق تعالیٰ اہل عرفات پر فضل وکرم فرماتا ہے اور ان سے ملائکہ کے ساتھ مباہات کرتا ہے کہتا اے میرے فرشتو میرے بندوں کو دیکھو اشعث اغبر ہر فج عمیق سے میری طرف سفر کرتے ہیں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس کی دعا سن لی اور ان کی رغبت کی شفاعت قبول فرمائی اور ان کے بدکاران کے نیکوں کو عطا کر دیئے اور ان کے نیکوں کو جو مانگا وہ دیا سوا حقوق العباد کے جو ان کے آپس میں ہے پھر جب لوگ کوچ کر کے مزدلفہ آتے ہیں اور مشعر الحرام میں وقوف کر کے پھر اللہ کی طرف رغبت اور اس سے طلب کرتے ہیں فرماتا ہے اے میرے ملائکہ میرے بندے ٹھہرے اور پھر انہوں نے رغبت وطلب شروع کی میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے ان کی دعا مستجاب کی اور ان کی رغبت کی سفارش مانی اور ان کے بدنیکوں کو دے ڈالے اور ان کے نیکوں کو وہ دیا جو مانگا اور ان کے آپس کے حقوق میں نے اپنے ذمہ پر اٹھا لئے رواہ ابو یعلی شام عرفہ نبی ﷺ نے اپنی امت کے لئے دعا کی حکم ہوا ہم نے قبول فرمائی مگر ظالم کہ مظلوم کا بدلہ اس سے لوں گا عرض کیا اے رب میرے تو چاہے تو مظلوم کو جنت دیدے اور ظالم کو

معاف فرمادے اس وقت مقبول نہ ہوئی مزدلفہ میں وقت صبح حضور نے پھر دعا کا اعادہ کیا جو مانگتے تھے وہی ملا حضور والا نے تبسم فرمایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما حاضر تھے عرض کیا ہمارے ماں باپ حضور پر قربان یہ وقت حضور کے ہنسنے کا نہ تھا کیا بات ہنسی کی ہوئی اللہ آپ کے دانتوں کو ہمیشہ ہنستا رکھے فرمایا خدا کے دشمن شیطان نے جب جانا کہ میری دعا قبول ہوگئی اور میری امت کی مغفرت ہوئی مٹی لے کر اپنے سر پر اڑانے اور واویلا واثبوراہ پکارنے لگا مجھے اس کی اس بیقراری پر ہنسی آگئی رواہ ابن ماجۃ والبیہقی عرفات میں قریب غروب آفتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال کو حکم دیا لوگوں کو خاموش کریں جب سب چپ رہے فرمایا ابھی جبرئیل نے مجھے میرے رب کا سلام پہنچایا اور عرض کیا اللہ عزوجل فرماتا ہے ہم نے اہل عرفات و اہل مشعر حرام کو بخش دیا اور ران کے باہمی حقوق اپنے ذمے پر لئے۔ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ خاص ہمارے ہی لئے ہے فرمایا تمہارے لئے اور ان سب کے لئے جو تمہارے بعد قیامت تک آئیں عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ کی خیر کثیر وطیب ہے رواہ الامام عبداللہ بن المبارک اور فرماتے ہیں یہ وہ دن ہے کہ جو اس دن اپنے کان، آنکھ زبان کو قابو میں رکھے بخشا جائے رواہ الامام احمد والطبرانیوابن ابی الدنیا وابن خزیمۃ والبیہقی وابو الشیخ اور فرماتے ہیں جو مسلمان شام عرفہ موقف میں وقوف کرے، پھر رو بقبلہ ہو کر لا الہ الا اللہ وحدہ لا شیرك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر۔ سو بار کہے پھر سو بار قل ہو اللہ پڑھے پھر سو بار کہے:

اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی
ابراهیم وعلی آل ابراهیم انك حمید مجید وعلینا معهم۔

حق سبحانہ وتعالیٰ فرمائے اے میرے فرشتو کیا جزا ہے، میرے اس بندے کی کہ اس نے میری پاکی بیان کی اور میری تہلیل وتکبیر وتعظیم کی اور مجھے، پہچانا اور مجھ پر ثنا کہی اور میرے نبی پر درود بھیجا اے میرے فرشتو گواہ رہو کہ میں نے اسے بخش دیا اور اس کی شفاعت اس کے حق میں قبول کی اور اگر میرا یہ بندہ مجھ سے مانگتا تو میں اس کی شفاعت تمام موقف کے حق میں قبول فرماتا رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں بہتر دعا روز عرفہ کی دعا ہے

اور بہتر ان کلموں کا جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے کہے یہ ہے۔

لاالہ الا للہ وحدہ لا شیرك له له الملك وله الحمد وهو علی کل شئی قدیر۔ رواہ الترمذی واخرجه مالك الی قوله لا شریك له۔

اور فرماتے ہیں حج وعمرہ والے خدا کے مہمان ہیں دیتا ہے انہیں جو مانگیں اور قبول فرماتا ہے جو دعا کریں اور عوض دیتا ہے جو صرف کریں ایک درہم کے بدلے دس لاکھ رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں کوئی دن خدا کو اپنی عبادت کے لئے ذی الحجہ کے پہلے دس دنوں سے زیادہ محبوب نہیں ان میں ہر روز کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر اور ہر شب کا قیام شب قدر کے قیام کے مثل رواہ الترمذی وابن ماجۃ والبیہقی اور فرماتے ہیں ہر عمل ان میں سات سو گونہ ہوتا ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہا جاتا تھا کہ ان دس دنوں کا ہر دن ہزاروں کے برابر ہے اور روز عرفہ دس ہزار کے مثل رواہ البیہقی والاصبہانی حضور فرماتے ہیں۔ رمی جمار کا ثواب کوئی نہیں جانتا یہاں تک کہ روز قیامت حق تعالیٰ عطا فرمائے رواہ ابن حبان اور فرماتے ہیں رمی جمار روز قیامت تیرے لئے نور ہے رواہ البزار ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سنگریزے جو ہر سال پھینکے جاتے ہیں ہم ایسا گمان کرتے ہیں کہ کم ہو جاتے ہیں فرمایا جو مقبول ہوتا ہے اٹھا لیا جاتا ہے اور ایسا نہ ہوتا تو تمہیں پہاڑ کے پہاڑ نظر آتے۔ رواہ الطبرانی والحاکم ایک بار فرمایا الٰہی حج میں سر منڈانے والوں کو بخش دے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بال کتروانے والوں کو فرمایا الٰہی سر منڈانے والوں کو بخش دے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سر کترانے والوں کو فرمایا اور سر کترانے والوں کو رواہ الشیخان اور فرماتے ہیں حاجی کی دعا رد نہیں ہوتی جب تک لوٹے رواہ ابن الجوزی اور ایک روایت میں ہے جب تک اپنے گھر پہنچے رواہ الغزالی فی الاحیاء اسی واسطے سلف صالح کا وطیرہ تھا حاجیوں کا استقبال کرتے اور ان کی آنکھوں کے بیچ میں بوسہ دیتے اور ان سے اپنے لئے دعا چاہتے اور فرماتے جب تو حاجی سے ملے اسے سلام کر اور مصافحہ کر اور اس سے کہ تیرے لئے استغفار کرے کہ وہ بخشا گیا ہے رواہ امام

احمد اور فرماتے ہیں اللہ نے اس گھر سے وعدہ کیا ہے ہر سال چھ لاکھ حجاج کا اگر کم ہوں ملائکہ سے ان کا عدد پورا کر دیں اور کعبہ روز قیامت اس طرح حشر کیا جائے گا جیسے دولہن کو دولہا گھر لے جاتے ہیں اور تمام حاجی اس کے پردوں سے لپٹے ہوئے اس کے گرد دوڑتے ہوں گے یہاں تک کہ کعبہ داخل جنت ہوگا اور اس کے ساتھ سب حاجی جائیں گے اور وارد ہوا طواف بکثرت کرو کہ وہ نہایت جلیل اور قابل رشک اعمال سے ہے جنہیں تم روز قیامت اپنے صحیفوں میں پاؤ گے اور فرماتے ہیں جو برہنہ پا برہنہ بدن سات پھیرے کعبہ کے گرد کرے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب پائے اور جو مینہ برستے میں ایسا کرے اس کے سب گناہ گزشتہ بخشے جائیں اور روالثلثۃ الامام حجۃ الاسلام مولی علی کرم اللہ تعالی وجہ سے سوال ہوا وقوف پہاڑ پر کیوں ہوا اور حرم میں کیوں نہ ہوا فرمایا کعبہ خدا کا گھر ہے اور حرم اس کا دروازہ جب حاجی اس کے پاس مہمان ہو کر آئے انہیں دروازہ پر کھڑا کیا کہ وہاں الحاح وزاری کریں عرض کیا یا امیر المؤمنین پھر مشعر الحرام میں وقوف کس غرض سے ہے فرمایا جب اس نے انہیں پہلے دروازہ میں آنے کی اجازت دی دوسرے آستانہ پر کہ مزدلفہ ہے کھڑا کیا جب یہاں ان کا تضرع طول کو پہنچا انہیں پروانگی دی کہ منیٰ میں قربانی کر کے ہم سے نزدیک ہوں جب یہاں انہوں نے اپنا میل کچیل اتارا اور قربانی سے فارغ ہوئے سب گناہوں سے پاک ہو گئے اب انہیں طاہر کر کے اپنی زیارت کی اجازت عطا فرمائی عرض کیا یا امیر المومنین پھر ایام تشریق میں روزے کیوں حرام ہوئے فرمایا یہ لوگ خدا کے زائر ہیں اور اس کے مہمان اور مہمان کو روا نہیں کہ بے پروانگی میزبان کے روزہ رکھے عرض کیا یا امیر المومنین پردہائے کعبہ سے لپٹنے میں کیا نکتہ ہے فرمایا وہ ایسا ہے جیسے کوئی شخص کسی کا گناہگار ہو اس کے کپڑوں سے لپٹ جائے اور اس سے معذرت کرے اور رضامندی کے لئے باتیں بنائے تاکہ اس کا گناہ بخش دے رواہ البیہقی امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حاجی مغفور ہے اور جس کے لئے حاجی ذوالحجہ و محرم و صفر اور ربیع الاوّل کی بیسویں تک استغفار کرے وہ مغفور ہے مجاہد وغیرہ علماء فرماتے ہیں جب حاجی مکہ معظمہ آتے ہیں ملائکہ ان کا استقبال ہیں پھر جو اونٹ پر سوار ہوتا ہے اسے سلام کرتے

ہیں اور جو گدھے پر ہوتا ہے اس سے مصافحہ اور پیادہ چلنے والوں کو گلے لگاتے ہیں اور مروی ہوا حق سبحانہ وتعالیٰ ہر شب اہل زمین پر نظر رحمت فرماتا ہے اور سب میں پہلے اہل حرم پر اور اہل حرم میں سب سے پہلے اہل مسجد حرام پر پس جسے طواف کرتا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے نماز پڑھتا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور جسے کعبہ کی طرف منہ کئے ہوئے کھڑا دیکھتا ہے اسے بخش دیتا ہے اور والثلث الامام الغزالی اللہ جل جلالہ فرماتا ہے:

ولله على الناس حج البيت من استطاع اليه سبيلا ومن كفر فان الله غنى عن العلمين۔

اللہ کے لئے ہے لوگوں پر حج اس گھر کا جو قدرت رکھتا ہو اس تک راہ چلنے کی اور جو انکار کرے تو خدا بے پرواہ ہے تمام جہان والوں سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جسے خدا توشہ اور ایسی سواری کا مالک کرے جو اسے خانہ خدا تک پہنچا دے اور وہ حج نہ کرے اس پر کچھ تفاوت نہیں یہودی ہو کر مرے خواہ نصرانی ہو کر اور یہ اس وجہ سے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے:

ولله على الناس حج البيت۔ الآيه۔

خدا کے لئے ہے لوگوں پر اس گھر کا حج جو اس کی طرف راہ چل سکے اور جو کفر کرے تو خدا تمام جہان سے بے نیاز ہے رواہ الترمذی والبیہقی اور فرماتے ہیں جسے کوئی حاجت ظاہرہ یا بیماری یا بادشاہ ظالم نہ روکے اور وہ حج نہ کرے تو وہ چاہئے یہودی ہو کر مرے چاہے نصرانی ہو کر رواہ البیہقی اور فرماتے ہیں حق تبارک وتقدس فرماتا ہے جس بندہ کا بدن میں صحیح رکھوں اور اسے فراخ عیشی عطا کروں پانچ برس اس پر گزر جائیں اور میری مہمانی کو نہ آئے بیشک محروم ہے رواہ ابن حبان والبیہقی۔

حکایت

بعض اہل کشف نے روز عرفہ ابلیس لعین کو دیکھا کہ نہایت لاغر ہے اور رنگ زرد اور آنکھیں اشک بار اور کمر شکستہ پوچھا کیوں روتا ہے کہا اس سبب سے کہ حاجی خدا کی

طرف بے غرض تجارت آئے ہیں یعنی صرف مقصود ان کا اللہ عزوجل ہے میں کہتا ہوں انھوں نے خدا کا قصد کیا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ انھیں نا امید نہ پھیرے تو مجھے اس سے رسوائی ہو کہا تیرا بدن کس نے لاغر کردیا کہا راہ خدا میں اسپان جہاد کی آواز نے اور جو میری راہ میں ہوتی تو مجھے پسند آتا دریافت کیا تیرا رنگ کیوں متغیر ہے کہا اس وجہ سے کہ اہل اسلام طاعت الٰہی پر ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اور جو اس کی نافرمانی پر کرتے تو مجھے محبوب ہوتا کہا تیری پیٹھ کس نے توڑ دی کہا بندہ کی دعا نے کہ الٰہی میں تجھ سے خاتمہ کی بھلائی مانگتا ہوں میں کہتا ہوں ہائے خرابی یہ اپنے عمل پر کب اترائے گا مجھے ڈر ہے کہیں چرچ نہ گیا ہو یعنی سمجھ نہ لیا ہو کہ حسن عمل پر ناز حماقت ہے اعتبار خاتمہ کا ہے الٰہی میرا انجام بخیر کر آمین۔

حکایت

عارف باللہ علی بن موفق رحمۃ اللہ علیہ شب عرفہ منیٰ میں مسجد الخیف شریف میں سوتے تھے خواب میں دیکھا دو فرشتے سبز پوش آسمان سے اترے ایک ان ان کے سرہانے کھڑا ہوا دوسرا پائنتی سرہانے والے نے پائنتی والے کو آواز دی یا عبداللہ اس نے جواب دیا لبیک یا عبداللہ کہا تجھے معلوم ہے اس سال ہمارے رب عزوجل کے گھر کا کتنوں نے حج کیا کہا مجھے نہیں معلوم کہا چھ لاکھ نے تو جانتا ہے ان میں سے کتنوں کا حج قبول ہوا کہا نہیں کہا چھ کا یہ باتیں کر کے آسمان پر اڑتے ہوئے چلے گئے اور ان کی نگاہ سے غائب ہو گئے گھبرا کر ان کی آنکھ جو کھلی تو سخت مغموم و پریشان کہ جب چھ لاکھ سے صرف چھ کا حج قبول ہوا تو میں ان میں کہاں جب دسویں رات عرفہ سے کوچ کر کے مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس ٹھہرے حجاج کو دیکھ دیکھ کر فکر کرتے جاتے تھے کہ اس قدر خلق کثیر اور ان میں صرف اتنوں کا حج قبول اتنے میں نیند کا ان پر غلبہ ہوا سو رہے انہیں دو شخصوں کو دیکھا پھر آسمان سے اترے اور اسی طرح ان کے سرہانے پائنتی کھڑے ہوئے اور ویسے ہی ایک نے دوسرے کو پکارا اور جواب دیا پھر کہا تجھے خبر ہے آج کی رات ہمارے رب نے کیا حکم دیا کہا نہیں کہا

اس نے ان چھ میں ہر ایک کو ایک ایک لاکھ بخش دیئے اور ان کے طفیل ان کا حج قبول کیا علی کہتے ہیں میں بیدار ہوا تو مجھے ایسی خوشی تھی کہ بیان میں نہیں آتا۔

حکایت

انہیں علی بن موفق سے منقول ہے ایک سال میں نے حج کیا جب مناسک پورے کر چکا مجھے اس کا خیال آیا جس کا حج مقبول نہ ہوا ہو میں نے کہا الٰہی میں نے اپنے حج کا ثواب اسے بخش دیا جس کا حج تو نے قبول نہ کیا رات کو رب العزت جل جلالہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتا ہے اے علی تو میرے مقابلہ میں سخاوت کرتا ہے سو میں نے ہی بنائے ہیں۔ سخا اور سخاوت والے اور میں سب بڑے جود والوں سے بڑا جود والا اور سب بڑے کریموں سے بڑا کریم ہوں اور تمام جہان سے جود و کرم سے زیادہ سزاوار ہوں میں نے جن جن کا حج قبول نہ کیا انہیں ان کو بخش دیا جن کا حج قبول فرمایا۔

حکایت

انہیں علی نے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کئی حج کیے شب کو حضور رحمت للعلمین ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ ارشاد فرماتے کہ اے ابن موفق تو نے میری طرف سے حج کیے عرض کیا ہاں فرمایا اور میری طرف سے لبیک کہی عرض کیا ہاں فرمایا تو میں اس کا عوض تجھے روز قیامت دوں گا کہ لوگ حساب کی مصیبت میں ہوں گے اور میں تیرا ہاتھ پکڑ کر داخل جنت کروں گا۔

اللهم صل وسلم وبارك عليه وعلى كل مقبول لديه وعلينا معهم اجمعين برحمتك يا ارحم الراحمين۔

فصل سوم: آداب سفر و مقدماتِ حج میں

جب توفیق الٰہی مساعدت فرمائے اور عزم اس سفر سراپا ظفر کا مصمم ہو جائے ابتدائے قصد سے انتہائے رجوع تک ساٹھ باتوں کی رعایت کرے۔

اول: جس کا قرض آتا ہو یا کچھ امانت اپنے پاس ہو ادا کر دے اور جن کے مال ناحق لئے ہوں بشرط علم مستحقین انھیں واپس کر دے یا معاف کرالے ورنہ اس قدر مال فقرا کو دے دے۔

دوم: نماز روزہ وغیرہما جس قدر عبادتیں قضا ہوئی ہوں انہیں ادا کرے اور اپنی تقصیر پر نادم ہو اور پھر نہ کرنے پر عازم ہو جس کا تجھ پر قرض آتا ہے اس کے پاس جاتے شرماتا ہے خود رب العلمین کا مدیون اور اس کی بارگاہ کا قصد علاوہ بریں وہاں ثواب نوافل سے محرومی کا اندیشہ ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں احمق وہ ہے جس پر فرائض باقی ہوں اور وہ نوافل سے اشتغال کرے۔

سوم: جس کے بے اجازت سفر مکروہ ہے اسے رضا مند کرلے ماں باپ کو اگر اس کی خدمت کی حاجت ہو اور کوئی سوا اس کے ان کا خادم نہ ہو تو سفر حج مکروہ ہے۔ ورنہ نہیں اسی طرح عورت اور وہ سب لوگ جن کا اس کے ذمہ نفقہ ہے انہیں بھی راضی کرے جس کا قرضدار ہو اگر ادائے قرض بالفعل نہ ہو سکے اس سے اجازت لے ورنہ کراہت ہے ماں باپ اگر نہ ہوں تو دادا دادی نانا نانی ان کے قائم مقام ہیں باپ کو اختیار ہے کہ امرد خوبصورت کو سفر بلکہ گھر کے باہر جانے سے منع کرے اور یہ تفصیلیں حج فرض میں ہیں حج نفل سے طاعت والدین مطلقا افضل ہے کل ذالک فی حاشیۃ العلامۃ الطحطاوی علی الدر المختار۔

چہارم: سفر حج میں خالص نیت اللہ تعالیٰ کے لئے رکھے ریا وسمعہ وفخر سے بچنا فرض عین ہے اور ریا کار ثواب کے عوض عذاب کا سزاوار اعوذ باللہ منہ ہاں اگر مقصود بالذات حج ہو اور اس کے ضمن میں تجارت بھی کرے تو کچھ گناہ نہیں۔

قال تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا فضلا من ربکم۔

مگر اس سے بھی خالی ہو تو نہایت احسن ہے۔

پنجم: عورت آزاد کو بے شوہر یا محرم عاقل بالغ کے تین شبانہ روز کا سفر حرام ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایک دن کی راہ جانا بھی جائز نہیں اور اسی

پر فتوی ہے ہاں اگر کر لے گی تو حج ادا ہو جائے گا لیکن کراہت تحریمی کے ساتھ کما فی الدر المختار واللہ اعلم۔

ششم: نماز استخارہ کہ صحاح میں مروی ہے پڑھے اور سات بار تکرار احسن اور نہ ہو سکے تو اللھم خرلی واخترلی ولا تکلنی الیٰ اختیاری سات بار کہہ لے کہ یہ بھی حدیث میں وارد اور نماز کے قائم مقام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں فرزند آدم کی سعادت سے ہے خدا سے استخارہ کرنا اور اس کا ترک داخل شقاوت۔

ہفتم: توشہ مال حلال سے لے ورنہ قبول حج میں دقت ہے اور مستحسن ہے کہ زاد اپنی حاجت سے زیادہ لے تاکہ رفقا کی اعانت اور فقراء پر تصدق کرتا چلے کہ یہ حج مبرور کی نشانی ہے۔

ہشتم: عازم حج اگر عالم ہے اور قدرت فہم کتب رکھتا ہے تو ضرور ہے کہ اپنے ساتھ ایک کتاب جس میں مسائل حج وزیارت بتفصیل مذکور ہوں مثل مسلک متقسط ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اور ایک کتاب جامع جمیع ابواب مثل در مختار مگر معہ حاشیہ شامی ورنہ طحطاوی ساتھ لے لے جس نے سفر بحر و بر کیا ہے وہ جانتا ہے کہ بسا اوقات ایسے حوادث پیش آتے ہیں کہ جن کا حکم اسے محفوظ نہیں نہ وہاں کوئی عالم ہے جس کی طرف رجوع کرے تو استصحاب کتب سے چارہ نہیں اور جو خود عالم نہیں تو جہد کرے کہ کسی عالم متدین کا ساتھ مل جائے جو حوادث واقعہ کا حکم اپنے حفظ سے بتا سکے یا کتابیں اس کے پاس ہوں اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کسی عالم صاحب دین و دیانت سے مسائل ضروریہ کثیر الدور متعلق بسفر حج وزیارت وغیرہا ضروریات کے احکام زبان سلیس میں بے تکثیر ذکر خلاف و دلائل لکھوا لے یا کوئی رسالہ سریع الفہم ایسا مل جائے تو اسے علماء[1] کو ملاحظہ کرا کر ساتھ لے لے۔

نہم: اپنے ساتھ آئینہ اور سرمہ اور کنگھا اور مسواک بھی رکھے کہ یہ چیزیں رسول اللہ

---

[1] اور بحمد اللہ تعالی یہ رسالہ مبارکہ تمام مہمات کذائیہ کو کافی اور اصلاح قلب وقالب کے لیے وافی ہے جس کے ساتھ یہ ہے اسے کسی رہبر و معلم کی حاجت نہیں۔ ۱۲ مولوی احمد رضا خاں سلمہ اللہ۔

صلی اللہ علیہ وسلم سے سفر وحضر میں جدا نہ ہوتی تھیں۔

دہم: تنہا سفر نہ کرے کہ مخطور و محظور ہے بلکہ رفیق تلاش کرے مگر ایسا جو امور دین میں مددگار ہو جب بھول جائے تو یاد دلا دے اور یاد ہو تو اعانت کرے اور رفیق کا اجنبی ہونا بہتر کہ رشتہ داروں میں قطع رحم کا اندیشہ ہے اور بیشک ابنائے زمانہ میں شرکت کا انجام نزاع و جدال کی طرف ہوتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں بہتر رفیقوں کے چار ہیں۔

یازدہم: فرماتے ہیں جب تین آدمی سفر کو جائیں اپنے میں ایک کو سردار بنائیں سلف صالح ایسا ہی کرتے اور اس کی نسبت کہتے یہ وہ امیر ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سردار کیا اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جب ہر ایک خودسر ہوگا آرام میں اختلاف پڑے گا اور وہ موجب فساد مصالح ہوگا اور سردار ایسے کو کرنا چاہیئے جو سب میں زیادہ حسن الخلق ہو اور رفقا کے آرام کو اپنی آسائش پر ترجیح دے اور اپنے نفس کو ان کے لئے سپر بنائے ورنہ وہ قابل امارت کب ہے منقول ہے عبداللہ مروزی اور ابوعلی رباطی کا ایک سفر میں ساتھ ہوا عبداللہ نے کہا اس شرط پر کہ یا میں سردار ہوں یا تم ابوعلی نے کہا بلکہ تمھیں امیر ہو پس ہمیشہ عبداللہ اپنا اور ابوعلی کا اسباب اپنی ہی پیٹھ پر لادتے ایک رات مینہ برسا شب بھر ابوعلی کے سر پر چادر تانے کھڑے رہے کہ مینہ کی تکلیف نہ ہو جب ابوعلی کہتے خدا کو مان کر ایسا نہ کرو جواب دیتے کیا تم نے نہیں کہا تھا کہ سرداری میرے لئے مسلم ہے اب مجھ پر حکومت نہ کرو اور اپنی بات سے نہ پھرو ابوعلی کہتے ہیں مجھے تمنا ہوئی کاش میں مر جاتا اور عبداللہ سے یہ نہ کہتا کہ تم امیر ہو۔

دوازدہم: چلتے وقت سب اہل واقارب واحباب سے ملے اور سب سے اپنا قصور معاف کرالے اور ان پر بعد اس کے استعفا کے معاف کرنا اور دل صاف کر لینا لازم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو معذرت قبول نہ کرے اس کا گناہ صاحب مکس کے برابر ہے اور صاحب مکس کی نسبت فرماتے ہیں وہ جنت میں نہ جائے گا اور

فرماتے ہیں جس کے پاس اس کا بھائی یعنی کوئی بندہ مسلمان معذرت لے کر آئے واجب ہے کہ قبول کر لے خواہ وہ حق پر ہو یا ناحق پر اگر ایسا نہ کرے گا تو حوض کوثر پر آنا نہ ملے گا۔

سیزدہم: وقت رخصت سب سے دعا لے رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ ان کی دعا میں اس کے لئے برکت کرے گا یہ ان سے کہے۔

استودع الله دینکم وامانکم وخواتیم اعمالکم۔

اور وہ دعا میں کہیں:

فی حفظ الله وکنفه زودك الله التقوىٰ وغفر ذنبك ووجهتك للخیر حیث توجهت۔

کہ سب حدیث میں وارد ہے۔

چہاردہم: ان سب کے دین وایمان وجان ومال وتندرستی وعافیت کو سپرد حی قیوم کرے رسول اللہ ﷺ لقمان حکیم سے نقل فرماتے ہیں جو چیز خدا کو سپرد کی جاتی ہے اللہ اس کی نگہبانی فرماتا ہے اور حدیث میں وقت وداع یہ دعا بھی وارد:

استودعك الله الذی لا تضیع ودائعه۔

پانزدہم: خدا کو سونپنے میں کسی کی تخصیص نہ کرے۔ عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شخص اپنے بیٹے کے ساتھ آیا امیر المومنین نے فرمایا میں نے کسی کی صورت ایسی ملتی نہ دیکھی جیسی اس کی تجھ سے۔ اس نے عرض کیا یا امیر المومنین میں اس کا قصہ حضرت سے کروں میں سفر کو جانے لگا اور یہ لڑکا اپنی ماں کے پیٹ میں تھا وہ بولی تو ایسے وقت میں مجھے چھوڑے جاتا ہے میں نے کہا میں اسے جو تیرے پیٹ میں ہے خدا کے سپرد کرتا ہوں جب سفر سے لوٹ کر آیا وہ مر چکی تھی ہم بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے کہ اس کی قبر پر آگ معلوم ہوئی میں نے لوگوں سے کہا یہ آگ کیسی ہے بولے فلاں عورت کی قبر سے ہم ہر شب اسے دیکھتے ہیں۔ میں نے کہا خدا کی قسم وہ تو بیشک بڑی روزہ دار و شب بیدار تھی پس میں نے پھاوڑا لے کر قبر

کھودی دیکھا چراغ جل رہا ہے اور لڑکا گھٹنوں چل رہا ہے مجھ سے کسی نے کہا یہ تیری امانت ہے اور جو تو اس کی ماں کو بھی سپرد کر جاتا تو اسے بھی پاتا۔

شانزدہم: گھر سے نکلتے وقت لباس سفر پہن کر چار رکعتیں سورہ فاتحہ و اخلاص کے ساتھ پڑھے پھر کہے:

اللھم انی اتقرب بھن الیك فاخلفنی بھن فی اھلی و مالی۔

حدیث میں فرمایا: بندہ اپنے بعد اپنے گھر میں کوئی نائب ان رکعتوں سے زیادہ خدا کو پیارا نہیں چھوڑتا اور جب تک لوٹ کر آئے گا یہ رکعتیں اس کے اہل و مال کی نگہبان اور گھر کے گرد محافظ رہیں گی۔

ہفدہم: سفر صباح پنج شنبہ یا شنبہ بہتر ہے رسول اللہ ﷺ کا اکثر سفر روز پنجشنبہ ہوتا اور حضور دعا کرتے ہیں الٰہی میری امت کے لئے جمعرات کے دن میں برکت رکھ اور ایک بار دعا فرمائی الٰہی میری امت کے لئے صباح شنبہ میں برکت رکھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے جب تجھے کسی سے کوئی حاجت ہو دن کو طلب کر اور شب کو نہ کر اور صبح کو طلب کر کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا الٰہی میری امت کے لئے ان صبحوں میں برکت رکھ اور روز دوشنبہ بھی مستحسن ہے در اہل جمعہ کو سفر جمعہ قبل از جمعہ نامبارک

ہیجدہم: جب دروازہ پر آئے کہے:

بسم اللہ وباللہ وتوکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اعوذ بك من ان ازل او ازل او اضل او اضل او اظلم او اظلم او اجھل او اجھل عکی۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تک لوٹ کر آئے گا شیطان و مکروہات سے پناہ میں رہے گا۔ او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

نوزدہم: سب سے رخصت ہونے کے بعد اپنی مسجد محلہ کو دو رکعت نفل سے بشرطیکہ وقت کراہت نہ ہو وداع کرے رسول اللہ ﷺ کی یہی عادت تھی۔

بستم: جب چلنے کہے:

اللھم بك اصول وبك احول وبك اسیر۔

اور کہے: اللھم انا نسئلك فی سفرنا ھذا البر والتقوی ومن العمل ما ترضی اللھم ھون علینا سفر نا ھذا واطوعنا بعدہ اللھم انت الصاحب فی السفرو الخلیفة فی الاھل اللھم انی اعوذ بك من وعثاء السفر فکابة المنظر وسوء المنقلب فی المال والا ھل والولد۔

اور کہے: اللھم انی اعوذ بك من الحور بعد الکور ودعوة المظلوم وسوء المنظر فی الاھل و المال۔

اور کہے: اللھم بلاغا یبلغ خیرا ومغفرة منك ورضوانا بیدك الخیر ط انك علیٰ کل شئی قدیر۔

کہ سب احادیث سے ثابت ہے۔

بست ویکم: رسول اللہ ﷺ نے حضرت جبیر رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے جبیر کیا تو دوست رکھتا ہے کہ جب تو سفر کو جائے تو اپنے سب ہمرائیوں سے حسن ہیئت وکثرت زادوتوشہ میں زائد ہو عرض کیا ہاں میرے ماں باپ حضور ﷺ پر قربان ارشاد کیا تو یہ پانچ سورتیں پڑھ۔ قل یایھا الکفرون اوراذا جاء نصر اللہ اور قل ھواللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس۔ ہر سورۃ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کر اور اخیر میں بھی بسم اللہ پر قرأت ختم کر۔ جبیر فرماتے ہیں اور میں غنی تو نگر تھا مگر سفر کو جاتا تو سب سے بدحال وکم زاد رہتا جب سے رسول اللہ ﷺ نے مجھے یہ تعلیم فرمایا اور میں پڑھا کرتا ہمیشہ سب سے بہتر حال اور کثیر الزاد رہتا یہاں تک کہ اپنے سفر سے واپس آتا۔

بست و دوم: بعض علماء سے منقول ہے جو سفر کو جائے دروازہ سے نکل کر آیت ان الذی فرض علیك القران لرادك الیٰ معاد۔ کی تلاوت کرے مجرب ہے کہ اس۔

سفر سے بخیر و عافیت لوٹ کر آنا نصیب ہو۔

بست و سوم: اک بار سید المرسلین ﷺ سواری پر سوار ہوئے جب ٹھیک بیٹھ گئے تین بار فرمایا اللہ اکبر اور تین بار الحمد للہ اور تین بار سبحان اللہ اور ایک بار لا الہ الا اللہ پھر خندہ فرمایا پھر ارشاد کیا جو شخص سواری پر سوار ہو کر ایسا ہی کرتا ہے جیسا میں نے کیا اللہ جل جلالہ اس کی طرف منہ کرتا اور اس سے ہنستا ہے یعنی اس پر اپنی رحمت نازل فرماتا اور اس سے راضی ہوتا ہے۔ رواہ احمد اور ابوداؤد و ترمذی نسائی کی روایت سے ہے جب رکاب میں پاؤں رکھے بسم اللہ کہے جب ٹھیک بیٹھے کہے:

الحمد لله سبحن الذی سخر لنا هذا وما كنا له مقرنين۔ وانا الیٰ ربنا لمنقلبون۔ الحمد لله الحمد لله الحمد لله الله اكبر الله اكبر الله اكبر لا اله الا الله سبحنك انی ظلمت نفسی فاغفرلی فانه لا يغفر الذنوب الا انت۔

اور وہی دعائے سابق پڑھے:

اللهم انا نسلك فی سفرنا هذا الی آخره۔

رواہ مسلم اور ترمذی نسائی کی حدیث سے ہے جب سوار ہو انگلی اپنی دراز کرے یعنی انگشت شہادت اٹھا کر کہے:

اللهم انت الصاحب نی السفرا والخليفة نی الاهل اللهم اصبحنا بنصحك واقلبنا بذمة اللهم ازولنا الارض وهون علينا السفر اللهم انی اعوذ بك من وعثاء السفر فكابة المنقلب۔

بالجملہ مقصود شارع یہ ہے کہ کسی وقت یاد خدا سے غافل نہ رہے اور یہاں ریل قائم مقام دابہ کے ہے۔

بست و چہارم: جب راہ میں چڑھائی آئے اس پر چڑھتے وقت کہے:

اللهم لك الشرف علیٰ كل شرف ولك الحمد علیٰ كل حال۔

بست و پنجم: بخاری کی روایت میں ہے چڑھتے تکبیر کہے اور اترتے تسبیح شاید اس میں نکتہ یہ

ہے کہ جب بلندی پر چڑھا رفعت وجلال الٰہی یاد آیا تکبیر بجالایا اور جب اترا مخلوق کا تغیر احوال اور ان کی رفعتوں کا زوال اور جناب الٰہی کا تغیر وحدوث سے پاک ہونا یاد کرکے تسبیح کی۔

بست وششم: جب منزل میں اترے کہے:

اعوذ بکلمت الله التامات من شر ما خلق۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جب تک وہاں سے کوچ کرے گا کوئی ضرر اسے نہ پہنچے گا۔

بست وہفتم: جب رات ہو کہے:

یا رض ربی و ربك الله اعوذ بالله من شرك وشر ما خلق فیك وشر ما یدب علیك واعوذ بالله من اسد و اسود ومن الحیة والعقرب ومن شر ساکنی البلد ومن والد وما ولد۔

بست وہشتم: جب صبح ہو کہے:

سمع سامع بحمد الله ونعمته وحسن بلائه فینا ربنا صاحبنا وافضل علینا عائذا بالله من النار۔

بست ونہم: جب کوئی شہر نظر آئے جس میں جانا چاہتا ہے کہے:

اللهم رب السموت السبع وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین و ما اضللن رب الریاح وما ذرین فانا نسئلك خیر هذه القریه وخیر اهلها وخیر ما فیها ونعوذبك من شرها وشر اهلها وشر ما فیها۔

سیم: جب اس میں داخل ہو کہے:

اللهم بارك لنا فیها اللهم بارك لنا فیها اللهم بارك لنا فیها اللهم ارزقنا جناها وحببنا الیٰ اهلها وحبب صالحی اهلها الینا۔

اور جب اس شہر میں داخل ہو جس میں اقامت چاہتا ہے جیسے سفر حج میں مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ زادہما اللہ شرفاً و تکریماً کہے:

اللھم اجعل لنا بھا قرارًا وارزقنا بھا حلالًا۔

سی و یکم: جس شہر میں جائے اگر وہاں قدرے اقامت کرے تو اپنی اوقات مثل ابنائے زماں کے سیر کوے و بازار و باغ و عمارات میں ضائع نہ کرے بلکہ وہاں کے علمائے دین و فقرائے صالحین کے احیا و اموت کو تلاش کرے اور ان کے زندوں کی خدمت میں اور گزشتوں کے مزارات پر با ادب و اجلال مناسب حاضر ہو اور استفادہ میں جہد کرے اور ان کے ارشادات کو دستور العمل بنائے اور ان سے ملنے میں نیت استفادہ و اصلاح نفس ہو نہ یہ کہ جب گھر جائیں گے تو دوستوں سے کہیں گے ہم فلاں فلاں علماء و مشائخ سے ملے یا لوگ ہم سے دریافت کریں گے تم اس شہر میں گئے وہاں فلاں عالم یا ولی سے بھی ملے تو خفت ہوگی اور اعذار باردہ یا کاذبہ کرنا پڑیں گے۔

سی و دوم: جس عالم کی خدمت میں جائے اگر وہ مکان میں ہو آواز نہ دے باہر آنے کا منتظر رہے جب نکلے با ادب تسلیم بجالائے اور اس کے حضور بے ضرورت کلام نہ کرے اگر وہ خود کچھ دریافت کرے بقدر حاجت جواب دے اور اس سے کوئی مسئلہ بے اجازت لیے نہ پوچھے اور امتحان علم علماء یا تصوف و کرامات فقراء کا ہرگز قصد نہ کرے کہ باعث خیبت و خسران اور خبث باطن کا نشان ہے اگر ان کا کوئی فعل اپنی نظر میں خلاف شرع معلوم ہو اعتراض نہ کرے بلکہ محمل حسن پر اتار لائے اور نہ ہو سکے تو سکوت کرے حکم شرعی ہے کہ اگر نماز کا وقت جاتا ہو اور معلوم ہو کہ عالم نے ابھی نماز نہیں پڑھی جاہل کو جائز نہیں کہ اسے نماز کا حکم کرے البتہ موذن کو اطلاع کی اجازت ہے اور مراد اس سے عالم دین ہے گو بے عمل ہو رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس کی مثال مثل چراغ کے ہے کہ خود جلتا اور تجھے روشنی پہنچاتا ہے نہ اہل بدعت واہوا کہ جہل مرکب جہل بسیط سے بدتر ہے۔

سی وسوم: سفر میں تہیہ وجمع سامان عشرت میں مشغول نہ ہو کہ اس سے برکت سفر جاتی رہتی ہے۔

سی و چہارم: جب تنہائی یا غربت باعث وحشت ہو ذکر الٰہی کی طرف رجوع کرے اور کہے:

سبحن الملك القدوس رب الملئكة والروح جللت السموت بالعزة والجبرت۔

اور شعر و غزل بیہودہ سے دل نہ بہلائے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو سوار اپنی سیر میں ذکر الٰہی کے ساتھ خلوت کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرشتے کو اس کا ردیف فرماتا ہے اور جو شعر وغیرہ کے ساتھ تنہائی کرتا ہے تو شیطان کو اس کا ہمنشین بناتا ہے۔

سی و پنجم: گھنٹہ اور کتا قافلہ کے ساتھ نہ رکھیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ملائکہ اس قافلہ کا ساتھ نہیں دیتے۔

سی و ششم: رات کو زیادہ چلے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا اور ارشاد کیا رات کو زمین لپیٹی جاتی ہے۔

سی و ہفتم: فرماتے ہیں جب رات کو اترو تو راہ سے بچ کر ٹھہرو کہ وہ چوپاؤں کا راستہ ہے اور شب کو سانپ وغیرہ ہوام اور درندے وہاں آکر ٹھہرتے ہیں۔

سی و ہشتم: راستوں پر بول و براز سے منع فرماتے ہیں کہ وہ باعث لعنت ہے۔ یعنی اگر اس کے بعد کوئی گزرا اور اس کا پاؤں یا کپڑا خراب ہو گیا وہ اس پر لعنت کرے گا اور برا کہے گا۔

سی و نہم: جب منزل میں اتریں پریشان نہ ہو جائیں بلکہ ایک جگہ ٹھہریں کہ اس میں وزدان و درندگان سے امن ہے اور جماعت موجب برکت رسول اللہ ﷺ نے متفرق ٹھہرنے کو شیطان کی طرف سے فرمایا۔

چہلم: اگر جانور سواری کا پاؤں پھسلے بسم اللہ کہے اور اس وقت شیطان کے سب وشتم سے باز رہے بعض لوگوں کی عادت ہے جب کوئی کام بگڑ جاتا ہے شیطان کو برا بھلا کہنے لگتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس سے شیطان اپنے دل میں نہایت تکبر کرتا اور پھول کر ایک مکان کے برابر ہو جاتا ہے اور کہتا ہے میں نے

اسے اپنی قوت سے پچھاڑا یعنی یہ اپنے اس گر جانے کو میرا کام سمجھا جب تو مجھے برا کہتا ہے اور جو بسم اللہ کہے تو سمٹ کر ایک مکھی کے برابر ہو جاتا ہے۔ اور اپنے آپ کو ذلیل وخوار سمجھتا ہے۔

چہل ویکم: سفر میں اپنے لئے اور اپنے اہل واقارب واحباب وکافہ مسلمین ومسلمات کے واسطے دعا سے غافل نہ رہے علی الخصوص سفر حج وزیارت مدینہ طیبہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ تین آدمیوں کا خدا پر حق ہے کہ ان کی کوئی دعا رد نہ کرے۔ ایک روزہ دار جب تک افطار کرے اور ایک ستم رسیدہ جب تک اسے بدلا مل جائے اور ایک مسافر جب تک گھر لوٹ کر آئے اور فرماتے ہیں جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے دعا کرے اس میں اور حق سبحانہ وتعالیٰ میں کوئی حجاب حائل نہیں اور فرماتے ہیں غائب کی دعا غائب کے لئے سب دعاؤں سے زیادہ جلد مقبول ہوتی ہے اور فرماتے ہیں جو اپنے بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرے فرشتے کہتے ہیں آمین اور تجھے بھی ایسا ہی ملے۔

چہل ودوم: جب دریا میں سوار ہو کہے بسم اللہ مجریھا ومرسھا ان ربی لغفور رحیم۔ وما قدروا اللہ حق قدرہ والارض جمیعا قبضتہ یوم القیمۃ والسموات مطویات بیمینہ سبحنہ وتعالیٰ عما یشرکون۔ طبرانی ابی یعلی ابن السنی کی احادیث سے ثابت کہ یہ ڈوبنے سے امان ہے۔

چہل وسوم: اگر جنگل میں جانور چھوٹ جائے بآواز بلند پکارے:

اعینوا عباداللہ رحمکم اللہ۔

کہ رجال الغیب اس کی مدد فرماتے ہیں۔

چہل وچہارم: اگر دوراہا آئے اور راہ نہ معلوم ہو نہ کسی واقف کار سے دریافت کر سکے دہنے ہاتھ کی راہ لے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اس راستہ پر ایک فرشتہ ہوتا ہے جس کا نام ہادی ہے وہ منزل مقصود کو پہنچا دے گا۔

چہل وپنجم: اگر کسی مشکل میں مدد کی حاجت ہو تین بار کہے:

يا عباد الله اعينوني ،يا عباد الله اعينوني ،يا عباد الله اعينوني۔

حصن حصین شریف میں معجم کبیر طبرانی سے منقول کہ یہ امر مجرب وآزمودہ ہے۔

چہل وششم: اگر کہیں آب وغذا نہ ملنے کا اندیشہ ہو اسم یا صمد ایک سو چونتیس بار روزانہ ورد رکھے آفت جوع وعطش سے محفوظ رہے گا۔

چہل وہفتم: اگر کسی دشمن یا رہزن وغیرہ کا خوف۔ لا يلٰف قريشٍ پڑھے کہ ہر بلا سے امان ہے۔

چہل وہشتم: اگر درندہ سامنے آئے یا کوئی عدو قوی درود شریف کی تکثیر کرے اور کہے:

بسم الله ماشاء الله لا قوة الا بالله حسبي الله توكلت على الله ماشاء الله لا ياتي بالخيرات الا الله ماشاء الله لا يصرف السوء الا الله حسبي الله وكفى سمع الله لمن دعا ليس وراء الله منتهى ولا دون الله ملجاء كتب الله لا غلبن انا ورسلي ان الله قوى عزيز۔ تحصنت بالله العظيم واستضت بالحى الذى لا يموت اللهم احر سنا بعينك التى لا تنام واكنفنا بر كنك الذى لا يرام اللهم ارحمنا بقدر تك علينا فلا تهلك وانت ثقتنا ورجاء نا اللهم اعطف علينا قلوب عبادك وامائك برافة ورحمةط انك انت ارحم الراحمين۔

اور آیت الکرسی شریف کا ورد خصوصاً سوتے وقت ضرور رکھے کہ وزد وشیطان سے اماں ہے۔

چہل ونہم: اولیائے کرام سے منقول ہے اگر کوئی چیز سفر خواہ حضر میں گم ہو جائے کہے:

يا جامع الناس ليوم لاريب فيه ط ان الله لايخلف الميعاد اجمع بيني و بين الشئى الفلانى

اور الشئی الفلانی کی جگہ اس چیز کا نام لے مجرب ہے کہ مل جائے۔

پنجاہم: اونٹ وغیرہ جو سواری کرایہ کرے جس قدر اسباب اس پر بار کرنا ہو مالک سواری کو ذرہ ذرہ دکھا دے اور اس سے زیادہ اس کی بے اجازت کے بار نہ کرے۔ حضرت سیدنا عبداللہ مبارک رحمۃ اللہ علیہ شتر کرایہ پر سوار تھے کسی نے کہا میرا یہ رقعہ فلاں شخص کو پہنچا دیجئے فرمایا جمال سے اجازت لے لوں کہ میں نے اس سے اس رقعہ کی شرط نہ لی تھی۔

پنجاہ و یکم: جانور کے ساتھ رفق کرے اور اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہ لادے اور بے سبب نہ مارے اور منہ پر مارنے سے احتراز کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے نہی فرمائی اور جانور پر ظلم کافر ذمی پر ظلم سے زیادہ سخت ہے اور کافر ذمی پر ظلم مسلمان پر ستم سے زیادہ شدید اور جانور پر حتی الوسع نہ سوئے کہ اس سے بوجھ اس پر زیادہ پڑتا ہے اور اگر کسی سے باتیں کرنے یا اور کسی کام کو کچھ دیر تک کھڑا ہونا منظور ہو سواری سے اترے۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے اپنے چوپاؤں کی پیٹھوں کو کرسیاں نہ بنالو۔

پنجاہ و دوم: صبح و شام سواری پر سے اتر کر کچھ دور پیادہ چل لیا کرے کہ اس میں کئی فائدے ہیں اول تو جانور کو آرام دینا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں ہر جگر تر و تازہ میں اجر ہے یعنی ہر جاندار کے ساتھ رفق و احسان پر ثواب پائے گا دوسرے جمال کا دل خوش کرنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں تیرا اپنے بھائی مسلمان کو خوش کرنا موجبات مغفرت سے ہے اور فرماتے ہیں سب اعمال سے زیادہ پیارا خدا کو بعد فرائض کے مسلمان کو خوش کرنا ہے اور فرماتے ہیں جو مسلمانوں کے کسی گھر پر سرور داخل کرے اللہ اس کے لئے سوا جنت کے کوئی ثواب پسند نہ فرمائے اور فرماتے ہیں جو اپنے بھائی مسلمان سے اس کی مرغوب بات سے ملے تاکہ اسے فرحناک کرے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت مسرور فرمائے اور فرماتے ہیں جو کسی مسلمان پر خوشی داخل کرے اللہ اس سرور سے ایک فرشتہ بنائے کہ خدا کی

عبادت وتوحید کرتا رہے جب وہ بندہ قبر میں جائے یہ سرور اس کے پاس آئے اور اس سے کہے تو مجھے نہیں پہچانتا وہ جواب دے تو کون ہے کہے میں وہ سرور ہوں جو تو نے فلاں شخص پر داخل کیا تھا آج میں تیری وحشت میں تیرا دل بہلاؤں گا اور تجھے تیری حجت سکھاؤں گا اور تجھے قول ثابت پر ثابت رکھوں گا یعنی جواب سوال نکیر بن بتاؤں گا۔ اور تمام مشاہد محشر میں تیرے ساتھ رہوں گا اور تیرے رب کے پاس تیری شفاعت کروں گا اور تجھے تیرا گھر جنت میں دکھاؤں گا رواہ ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ تیسرے بدن کی ریاضت اور تحلیل رطوبات فضلیہ پر اعانت اور ہضم طعام کی جودت اور سستی اعصاب سے کہ بسبب طول رکوب کے عارض ہوتی ہے بچنا۔

پنجاہ وسوم: جمالین عرب سے کہ بدوی ہوتے ہیں اور اکثر بوجہ عدم ممارست علوم وقلت مجالست علما اور نیز شجاعت جبلیہ خلقیہ کے گونہ تیز مزاج وزود رنج ہوتے ہیں بغایت نرمی وملاطفت پیش آئے اور اس امر کو اپنے اوپر اہم واجبات سے جانے اگر وہ احسان کریں منت سمجھے اور دوسری صورت میں درگزرے اور ظاہر و باطن میں ان سے مطلق کدورت نہ رکھے اور انھیں اپنے بلاد کے کرایہ والوں پر قیاس نہ کرے اور بسبب کرایہ جمال کے اپنا زیردست نہ جانے بلکہ ہر وقت اپنا مخدوم ومکرم ومعظم خیال کرے اور ہمسائیگی خدا اور رسول کو حقیر نہ جانے اکابر علما متفق اللسان تصریح فرماتے ہیں کہ اہل عرب کی تعظیم واجبات سے ہے اور ان پر طعن و تشنیع ناروا اگرچہ صریح فسق وفجور بلکہ بدعت و بدمذہبی ان سے مشاہدہ کرے کہ ان باتوں سے شرف جوار ملک جبار سید الابرار جل جلالہ وصلے اللہ علیہ وسلم زائل نہیں ہوتا اور تو کیا جانتا ہے کہ اللہ نے ان میں کیا دیکھ لیا ہے کہ انہیں اپنے اور اپنے حبیب کے سایہ میں جگہ بخشی ہے اور تجھے صدہا مراحل دور پھینک دیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اہل عرب کو تین وجہ سے دوست رکھو ایک تو میں عربی ہوں دوسرے قرآن عربی تیسرے اہل جنت کی زبان عربی اور فرماتے

ہیں سن لو جو اہل عرب کو دوست رکھتا ہے وہ میری محبت کے سبب انہیں دوست رکھتا ہے اور جو اہل عرب کو دشمن رکھتا ہے وہ میرے بغض کے باعث ان سے عداوت رکھتا ہے رواہ الطبری اور فرماتے ہیں جو میری عزت اور انصار اور اہل عرب کا حق نہ پہچانے وہ تین سبب میں سے ایک وجہ سے ہے یا تو منافق ہے یا ولد الزنا یا حیض کا نطفہ اخرجہ ابوالشیخ والدیلمی اور فرماتے ہیں جو میرے ہمسایوں کی حفظ حرمت کرے میں روز قیامت اس کا گواہ و شفیع ہوں اور جو ان کا حق نگاہ نہ رکھے دوزخیوں کا خون اور پیپ اسے پلایا جائے نعوذ باللہ منہ اور حدیث صحیح میں ہے جو اہل مدینہ سے برائی کا ارادہ کرے گا اللہ اسے آگ میں ایسا گلا دے گا جیسے رنگ یا نمک پانی میں رواہ مسلم اور دعا فرماتے ہیں الٰہی جو میرے اور میرے شہر والوں کے ساتھ بدی کا ارادہ کرے اسے جلد تباہ کر دے اور فرماتے ہیں جو اہل مدینہ کو ناحق ڈرائے اللہ اسے ڈرائے اور اس پر اللہ اور اس کے فرشتوں اور تمام آدمیوں کی لعنت ہو رواہ النسائی اور فرمایا اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہ ہو اے عزیز عاشق کو محبوب کی گلی کا کتا بھی محبوب ہوتا ہے اگر تجھے محبت خدا اور رسول کا دعویٰ ہے ان کے ہمسایوں کے زیر قدم آنکھیں بچھا اور اگر ان سے کچھ ایذا پہنچے اپنی سعادت جان للہ انصاف کر اگر تیری قسمت میں یہ دولت بے بہانہ لکھی ہوتی تو یہ ایذائیں تجھے کہاں نصیب ہوتیں جان برادر اس نصیحت کو جان سے زیادہ عزیز رکھ اور حرمین محترمین میں اس پر لحاظ شدید واجب ہے کہ اگر تجھے اس پر عمل کی توفیق ملے تو خدا جانے سرکار کریم سے کیا کچھ پائے۔ ورنہ کیا عجب کہ اپنے ہمسایوں کی حمایت منظور ہو اور تجھے ذلیل و خوار رد کریں اعوذ باللہ منہ

بو الفضولی گفت اے مجنوں خام — ایں چہ شیداست ایں کہ می آری مدام
پور سگ دائم پلیدی می خورد — مقعد خود را بلب می استرد
عیب ہائے سگ بسے او بر شمرد — عیب داں از غیب او بوئے نبرد

گفت مجنوں تو ہمہ نقشی و تن — اندرا بنگر شبے از چشم من

کیں طلسم بستہ مولا ست ایں — پاسبان کو چۂ لیلیٰ ست ایں

یا ساکنی اکناف طیبۃ کلکم — الی القلب من اجل الحبیب حبیب

پنجاہ و چہارم: سفر مدینہ طیبہ میں اکثر جمال قبل از ظہر منزل سے کوچ کرتے اور شب بھر چلتے ہیں غالباً نماز کے اوقات پنجگانہ حالت سیر میں آتے ہیں اور اس مدت میں سوا وقت مغرب کے کہ درستی محامل و تسکین جمال کے واسطے ٹھہرتے ہیں ہرگز وقوف نہیں کرتے لہٰذا اکثر حنفیہ بھی بسبب خوف رہزنان بار بار اترنا اور قافلہ سے پیچھے رہ جانا پسند نہیں کرتے اور بتقلید حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ظہر و عصر اور ادھر مغرب و عشا کو جمع کرتے ہیں اور بے شک وقت ضرورت تقلید غیر میں بالاتفاق کچھ حرج نہیں مگر ہاں اس تقدیر پر جس قدر شرائط اس امام کے نزدیک صحت وضو و صحت نماز و صحت جمع کے ہوں سب کا لحاظ واجب ہے ورنہ وہ جمع کرنا ہمارے امام کے نزدیک بسبب ترک مراعات وقت کے باطل یا معصیت ہوگا اور اس امام کے نزدیک بسبب ترک ان شرائط کے ناروا رہے گا لاالی ھولاء ولاالی ھولاء اور اکثر عوام اس امر سے ناواقف ہیں اور ناحق اپنی نمازیں خراب کرتے ہیں حالانکہ حکم ملفق بالاجماع باطل ہے پس بالضرور مس ذکر و مساس زن سے وضو کرے اور نیت و ترتیب کی وضو میں ضرور رعایت رکھے اور مقتدی ہو تو ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھے اور تیمّم مٹی کے سوا دوسری چیز سے نہ کرے اور ایک تیمّم سے دو فرض نہ پڑھے اور پیش از دخول وقت تیمّم نہ کرے۔ وعلیٰ ہٰذا القیاس تمام فروض و واجبات مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا لحاظ رکھے اور جمع ان کے نزدیک دو قسم ہے ایک جمع تقدیم یعنی پچھلی نماز کو اگلی کے وقت میں پڑھنا اس کے لئے تین شرطیں ہیں ایک یہ کہ پہلی سے فارغ ہونے سے پہلے نیت جمع کر لے دوسرے ان دونوں فرضوں میں کوئی فاصل نہ ہو یہاں تک کہ ظہر کے فرض پڑھ کر سنتیں پڑھ لیں تو اب عصر اس کے ساتھ نہیں ملا سکتا تیسرے پہلی کی

تقدیم پس مثلاً اگر عصر کو ظہر سے پیشتر پڑھ لیا تو ناجائز ہوگا مگر امام مزنی کے نزدیک کہ اکابر ائمہ شافعیہ سے ہیں یہ بات کچھ ضرور نہیں دوسرے جمع تاخیر کہ نماز مقدم کو نماز مؤخر کے وقت میں پڑھنا جیسے مغرب کو وقت عشاء میں اس کے لئے صرف ایک ہی شرط ہے کہ نماز مقدم کے وقت میں جمع کا ارادہ کر لیا ہو پس اگر مغرب کا وقت نکل گیا اور اس نے اس وقت تک جمع کی نیت نہ کی تھی تو اب وقت عشاء میں جو نماز مغرب پڑھے گا وہ قضا ہوگی نہ ادا اور فاعل اس کا آثم واللہ اعلم۔

پنجاہ و پنجم: جب لوٹے رکوب مراکب و نزول منازل و عبور مراحل وغیرہا امور میں آداب مذکورہ کا لحاظ رکھے اور دعائے اللھم انا نسئلك فی سفر نا هذا الیٰ آخرہ۔ پڑھے اور اس قدر لفظ اخیر دعا میں زیادہ کرے۔

ائبون تائبون عابدون لربنا حامدون صدق الله وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده۔

پنجاہ و ششم: جب گھر قریب رہ جائے پہلے سے اہلبیت کو اپنے آنے کی اطلاع کرے رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم فرمایا اور ایک شخص نے مخالفت کی تو اپنے گھر میں امر مکروہ پایا۔

پنجاہ و ہفتم: شب کو گھر میں نہ داخل ہو کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے نہی فرمائی اللہ ستار ہے اور تجسس حرام۔

پنجاہ و ہشتم: جب شہر میں داخل ہو سب میں پہلے وقت غیر مکروہ میں اپنی مسجد سے دو رکعت نفل کے ساتھ ملے رسول اللہ ﷺ ایسا ہی کرتے۔

پنجاہ و نہم: جب گھر میں آئے کہے:

توبا توبا لربنا او بالا یغادر علینا حوبا۔

اور دو رکعت نماز پڑھے پھر بہ نہایت کشادہ پیشانی سب سے ملے۔

شصتم: مستحب ہے کہ اپنے اقارب واہل بیت واحباب کے لئے تحائف وہدایا لائے کہ اس میں ان پر ادخال سرور ہے جس کے فضائل ابھی مذکور ہو چکے حدیث میں

ہے اگر کچھ نہ پائے تو اپنے تھیلے میں ایک پتھر ہی ڈال لے غرض یہ کہ اس مکرمت کے لحاظ پر نہایت تاکید فرماتے ہیں اور حاجی کا تحفہ تبرکات حرمین محترمین سے زیادہ کیا ہے دوسرا تحفہ دعا کہ قبل دخول بیت کے استقبال کرنے والوں اور تمام مسلمین و مسلمات کے لئے کرے کہ حسب وعدہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم اجمعین بیشک مقبول ہے:

نسال الله من فضله التوفيق والهداية والسلامه عمالا يحبه ولا يرضاه فی البداية والنهاية۔

فصل چہارم: ترتیب اعمالِ حج میں

جب عنایت ازلی دستگیری فرمائے اور میقات تک کہ اہل ہند کیلئے محاذات یلملم ہے جو سمندر میں جب جدہ دو تین منزل دریائی رہ جاتا ہے واقع ہوتی ہے پہنچنا نصیب ہو تو اس وقت سے پہلے سے اہتمام احرام کر رکھیں کہ جہاز وہاں روکا نہیں جاتا مبادا میقات سے بے احرام تجاوز ہو جائے پس وضو کریں نہائیں اور چاہیں تو سر بھی منڈائیں کہ احرام میں بالوں کی محافظت سے نجات رہے گی۔ یا کنگھی کر کے خوشبودار تیل ڈال لیں ناخن کتریں موئے بغل وزیر ناف دور کریں خوشبو لگائیں سلے کپڑے اتاریں ایک چادر نئی یا دھلی اوڑھیں اور ایک تہ بند ایسا ہی باندھیں اور سفید ہو تو بہتر ہے وقت محاذات دو رکعت بنیت احرام پڑھیں پہلی میں فاتحہ کے بعد سورۂ کفرون دوسری میں اخلاص پھر اگر احرام تنہا حج کا ہے تو بعد سلام یوں کہے:

اللهم انی ارید الحج فیسره لی وتقبله منی واعنی علیه و بارك لی فيه نويت الحج واحرمت به مخلصا لله تعالىٰ لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك ان الحمد والنعمته لك والملك لا شريك لك اللهم احرم لك شعری وبشری وعظمی ودمی من النساء والطیب وکل

شئی حرمته علی المحرم ابتغی بذالك وجهك الکریم۔

اور تنہا عمرہ کا تو بجائے الحج کے دونوں جگہ العمرۃ کہے اور بجائے یسرہ۔ تقبلہ۔ علیہ۔ فیہ۔ بہ کے یسر ہا تقبلہا علیہا۔ فیہا۔ بہا اور حج وعمرہ دونوں کا تو بعد الحج کے والعمرۃ بڑھالے اور ان پانچوں لفظوں کی جگہ یسر ہما تقبلہما علیہما۔ فیہما۔ بہما کہے اب کہ احرام باندھ چکا جماع ودواعی جماع مثل بوسہ ومساس اور عورتوں کے سامنے تذکرہ جماع اور ہر کلام فحش اور گناہوں وجدال وخصومت اور شکار صحرائی کے قتل اور اس کی طرف اشارہ کرنے اور اسے بتانے اور ناخن کترنے اور منہ اور سر کسی چیز سے چھپانے اور خوشبو لگانے اور سر وریش خطمی یا کسی خوشبودار یا ایسی چیز سے دھونے سے جو جوؤں کو قتل کرے اور داڑھی کترنے سر منڈانے خط بنوانے سر سے پاؤں تک کہیں کے کسی طرح دور کرنے انگرکھا کرتا پاجامہ ٹوپی ودلائی رضائی عمامہ موزے دستانے برقع نقاب اور خوشبودار رنگ میں رنگے ہوئے کپڑے اوڑھنے پہننے سے احتراز اس پر لازم ہو گیا مگر سلا ہوا کپڑا اگر بطریق غیر معتاد پہنا ہے مثلاً انگرکھا یا قبا بغیر آستین میں ہاتھ ڈالے اوپر سے اوڑھ لیا اور اسے کسی چیز سے باندھا نہیں یا ان چیزوں یا پاجامے کا تہہ بند باندھ لیا تو اس پر کچھ جرمانہ نہ ہوگا اسی طرح ہمیانی باندھنے حمام کرنے کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنے انگوٹھیاں پہننے بے خوشبو کا سرمہ لگانے فصد پچھنے آنکھ میں جو بال نکل آئے اس کے الگ کرنے سر اور بدن اس طرح کھجانے میں کہ بال نہ ٹوٹے جوں نہ گرے کوئی مضائقہ نہیں اور عورت اپنا سر و چہرہ دوپٹہ وغیرہ کسی چیز سے چھپائے نقاب وبرقع ممنوع ہے احرام باندھنے کے بعد لبیک کی باآواز بلند مگر نہ حد اعتدال سے خارج تکثیر کرے کہ زمانہ احرام میں تلبیہ افضل اذکار سے ہے اور بعد لبیک اللہ کی رضامندی ومغفرت اور اپنے لئے دوزخ سے آزادی چاہے اور ہر چڑھائی پر چڑھتے اترتے قافلے کے ملتے صبح شام پنجگانہ نماز کے بعد وقت سحر زیادہ تکثیر کرے جب حرم مکہ کے متصل پہنچے خشوع وخضوع وشوق وذوق کو اپنا شعار و وثار اور درود دعا کی بار بار تکرار کرتا ننگے پاؤں ننگے سر پیادہ پا اس مجرم قیدی کی طرح جسے بادشاہ جبار غفار کے دربار میں لئے جاتے ہیں سر جھکائے آنکھیں شرم گناہ سے نیچی کئے داخل ہو اللہ تعالیٰ موسیٰ

علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم فرماتا ہے:

فاخلع نعلیك انك بالواد المقدس طوی۔

اپنی جوتیاں اتار ڈال کہ تو پاک جنگل طوی میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بنی اسرائیل کے ہزار پیغمبروں نے حج کیا سب ذی طوی سے پیادہ ہو لئے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں انبیاء حرم میں پیادہ برہنہ پا داخل ہوتے انتہی اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو سوار تشریف فرما ہوئے تو حضور کے رتبہ کو اوروں کے مراتب پر قیاس کیا معنی اوروں کا شرف دخول حرم سے بڑھتا اور حضور کی جلوہ افروزی سے حرم کا شرف بڑھا اور مکہ میں آنکھوں سے آتے اور مکہ ان کی خاکپا ہونے سے شریف ٹھہرا آخر نہ یہ وہ نبی ہیں جن کی نسبت حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یا رسول اللہ میرے ماں باپ حضور پر قربان آپ کا رتبہ اللہ کے نزدیک اس حد کو پہنچا کہ قرآن میں آپ کی خاک پا کی قسم کھاتا ہے:

لااقسم بهذاا لبلد ۔ وانت حل بهذاا لبلد۔

علاوہ بریں حضور نبی رحمت ہیں اور امت سے دفع جرح کرنے والے صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وبارو سلم دخول حرم کے وقت یہ دعا پڑھے:

اللهم ان هذا حرمك وحرم رسولك فحرم لحمي و دمي وعظمي على النار اللهم آمنى من عذابك يوم تبعث عبادك۔

اور تلبیہ وثنا وتحمید وصلوۃ کی تکثیر کرے پھر نہا کر بہتر یہ ہے کہ دن کو ثنیہ کدا سے داخل ہو جب رب العلمین جل جلالہ کا شہر نظر پڑے کہے:

اللهم اجعل لى بها قرارا وارزقني بها حلالا ط اللهم البلد بلدك والبيت بيتك اسنت اطلب رحمتك و اوم طاعتك متبعا لا مرك راضيا بقدرك مسلما لا مرك اسئلك مسالة المضطر اليك لمشفق من عذابك ان تستقبلني بعفوك وان تجاوز عني برحمتك وان تدخلني جنتك۔

جب مدعے میں پہنچے تو چاہے دعا مانگے کہ انشاء اللہ مقبول ہے اور مدفونین جنت المعلی کے لئے فاتحہ پڑھے اسی طرح ذکر خدا اور رسول اور اپنے تمام اہل اسلام کے لئے دعائے دارین کرتا ہوا باب السلام تک پہنچے اور اس آستانہ پاک کو بوسہ دے کر دہنا پاؤں پہلے رکھ کر داخل ہو اور یہ دعا پڑھے:

اعوذ بالله العظيم و بوجه الكريم و سلطنه القديم من الشيطن الرجيم بسم الله والسلام على رسول الله اللهم صلى علىٰ سيد نا محمد وعلىٰ آل سيد نا محمد اللهم اغفرلى ذنوبى وافتح لى ابواب رحمتك ط اللهم انت السلام ومنك السلام واليك يرجع السلام حينا ربنا بالسلام وادخلنا دارالسلام تباركت ربنا وتعاليت يا ذوالجلال و الاكرام۔

جب کعبہ پر نظر کرے تین بار کہے لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور نبی ﷺ پر درود بھیجے اور بے ہاتھ اٹھائے دعا مانگے جو مانگے گا پائے گا اور دعائے ماثور پڑھے:

اللهم زد بيتك هذا تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا ومهابة۔

اور امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس قدر اور زیادہ کرتے۔

وزد من عظمه وشرفه وكرمه ممن حجه اوعتمره تشريفاً وكريما وتعظيما وبرا۔

اور نبی ﷺ سے یہ دعا بھی منقول۔

اعوذ برب البيت من الدين والفقر ومن ضيق الصدر وعذاب القبره۔

اور ہمارے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے وصیت فرمائی کہ وقت مشاہدہ بیت مستجاب الدعوات ہونے کی دعا مانگے کہ سب دعاؤں کو شامل ہے بالجملہ یہ وقت غفلت کا نہیں بخشوع وخضوع وحضور جو چاہے مانگے اور اہم مطالب دخول جنت بے حساب ہے اور اہم

اذکار سے نبی مختار پر درود

صلی الله علیه وعلی آله وصحبه وسلم تسلیما کثیرا کثیرا بعده۔

اگر جماعت قائم یا نماز فرض خواہ وتر یا سنت مؤکدہ کے فوت کا خوف نہ ہو تو بے اشتغال کسی کام کے متوجہ طواف ہو پس مرد اضطباع کرے یعنی دہنی جانب چادر کی بغل کے نیچے کر کے دونوں آنچل بائیں شانہ پر ڈالے پھر حجر اسود کی دہنی طرف رکن یمانی کی جانب مائل سنگ مکرم کے قریب اس طرح کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے دست راست کی طرف رہے پھر۔

اللهم انی ارید طواف بیتك المحرم فیسره لی وتقبلهٔ منی۔

کہہ کر کعبہ کی سمت منہ کئے اپنے دہنی طرف چلے جب سنگ اسود کے مقابل آئے اور یہ بات ادنی حرکت میں حاصل ہو جائے گی کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب حجر رہیں۔

بسم الله والحمد لله والله اکبر والصلوة والسلام علی رسول الله۔

کہے اور حجر مطہر پر دونوں کف دست اوران کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ لے کہ آواز نہ پیدا ہو تین بار ایسا ہی کرے اگر بے ایذا و کشمکش میسر آئے ورنہ ہاتھ یا لکڑی سے مس کر کے انہیں چوم لے اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اس کی طرف اشارہ کر کے انہیں بوسہ دے لے۔ پھر

اللهم ایماناً بك وتصدیقا بکتابك ووفاءً بعهدك واتباعاً لسنته نبیك محمدٍ صلی الله علیه وسلم۔

کہتا در کعبہ کی طرف بڑھے جب محاذات حجر سے گزر جائے سیدھا ہو لے اور خانہ کعبہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی طرف کر کے بے ایذا و مزاحمت مرد رمل کرتا چلے یعنی روش میں جلدی کرتا شانے ہلاتا چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا جس میں قوت و شجاعت ظاہر ہو نہ کودنا یا دوڑنا اور طواف و رمل کے وقت جس قدر خانہ کعبہ سے قریب ہوگا بہتر ہے مگر نہ اتنا

کہ پشتہ دیوار پر جسم یا کپڑا لگے اور نزدیکی میں بسبب کثرت اژدہام کے رمل نہ کر سکے تو دوری بہتر ہے اور اثنائے طواف میں جہاں زیادہ ہجوم ہو جائے اور رمل میں اپنی یا غیر کی ایذا ہو اتنی دیر رمل ترک کرے جب ملتزم کے مقابل پہنچے کہ اس پارۂ دیوار کا نام ہے جو درمیان حجر اسود و در کعبہ کے واقع ہے کہے:

اللهم هذا البيت بيتك وهذا الحرم حرمك وهذا الامن امنك وهذا المقام مقام العائذبك من النار۔

جب رکن عراقی کے پاس آئے کہے:

اللهم انى اعوذبك من الشك والشرك والنفاق والشقاق وسوء الاخلاق وسوء المنقلب فى الاهل والمال والولد۔

جب میزاب الرحمۃ کے مقابل آئے کہے:

اللهم اظلنى تحت ظل عرشك يوم لا ظل الاظلك ولا باقى الا وجهك واسقنى بكاس محمدٍ صلى الله عليه وسلم شربة لا اظماء بعدها ابداً۔

اور وہ جو مطوفین بعد لا باقی الا وجھک کے لا فانی الاخلقک کہلاتے ہیں نہ کہے جب رکن شامی پر آئے کہ

اللهم اجعله حجامبروراً وسعيا مشكورا وذنبا مغفوراً وتجارةً لن تبور۔ يا عالم ما فى الصدور اخرجنى من الظلمت الى النور۔

پھر رکن یمانی کے پاس آ کر اسے دونوں ہاتھ یا دہنے سے تبرکاً چھوئے نہ صرف بائیں سے اور چاہے تو بوسہ بھی دے اور نہ ہو سکے تو کچھ نہیں اور دعا کرے:

اللهم انى اسئلك العفو والعافيه فى الدين والدنيا والاخرة۔

ربنا اتنا فى الدنيا حسنة وفى الاخرة حسنة وقنا عذاب النار۔

کہ ستر ہزار فرشتے آمین کہتے ہیں کما مر یا عوض تمام دعاؤں کے درود یا صرف ذکر الٰہی

کرے کہ یہ احسن ہے کما سیاتی (تنبیہ) دعائیں آہستہ پڑھے اور ان کے لئے کسی جگہ کھڑا نہ ہو بلکہ چلتے میں پڑھے اور دعائیں معہ ترجمہ یاد کرے کہ تدبر معنی اصل مقصود ہے اور لفظ بے معنی پوست بے مغز گو فائدہ سے خالی نہیں اب جو یہ دوبارہ حجر تک آیا ایک پھیرا ہوا اسی طرح سات پھیرے کرے مگر رمل صرف اگلے تین پھیروں میں ہے اور جس طرح طواف بوسۂ حجر سے شروع کیا تھا اسی طرح بوسہ پر ختم کرے بعدہٗ مقام ابراہیم میں آ کر جہاں تک سنگ مرمر بچھا ہوا ہے آیہ واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى تلاوت کر کے دو رکعت طواف کہ واجب ہیں۔ کفرون واخلاص کے ساتھ پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو ورنہ تاخیر کرے اور ان کے بعد دعا مانگے:

اللهم انك تعلم سرى وعلانيتى فاقبل معذرتى وتعلم حاجتى فاعطنى سؤلى وتعلم مافى نفسى فاغفرلى ذنوبى اللهم انى اسئلك ايماناً يباشر قلبى ويقينا صادقاً حتى اعلم انك لا يصيبى الا ماكتبت لى وارضى من المعيشة بما قسمت لى يا ارحم الراحمين۔

آدم علیہ السلام جب حج کو آئے تھے یہ دعا انھوں نے رکن یمانی اور ملتزم کے پاس اور مقام کے پیچھے کی تھی اللہ جل جلالہ نے انھیں وحی بھیجی اے آدم تیری دعا میں نے قبول کی اور تیری خطا بخش دی اور تیرے افکار و غم دور کئے اور تیری اولاد سے جو یہ دعا کرے گا ایسا ہی اس کے ساتھ کروں گا اور فقر اس کی آنکھوں میں سے کھینچ لوں گا اور ہر تاجر سے بڑھ کر اس کی تجارت رکھوں گا اور دنیا ناچار و مجبور اس کے پاس آئے گی گو وہ اسے نہ چاہتا ہو رواہ الطبرانی والبیہقی وابن عساکر پھر ملتزم میں آئے اور قریب حجر اس سے لپٹے اور اپنا سینہ اور پیٹ اور دہنا رخسارہ اور گاہے بایاں اور گاہے تمام منہ اس پر رکھے اور دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے دیوار پر پھیلائے یا دہنا دروازہ اور بایاں حجر اسود کی طرف اور دعا کرے:

يا واجد يا ماجد لا تزل عنى نعمة انعمت بها علىٰ الٰهى وقفت ببابك والتزمت باعتابك ارجو رحمتك واخشى

عقابك اللهم حرم شعری وجسدی علی النار اللهم کما صنت وجهی عن السجود لغیرك فصن وجهی عن مسئلة غیرك اللهم یا رب البیت العتیق اعتق رقابنا ورقاب آبائنا وامهاتنا من النار یا کریم یا غفار یا عزیز یا جبار ربنا تقبل منا انك انت السمیع العلیم وتب علینا انك انت التواب الرحیم۔

پھر زمزم پر آئے اور ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچے جس قدر ہو سکے روبکعبہ تین سانسوں میں ہر بار بسم اللہ سے شروع اور الحمدللہ پر ختم کرتا پیئے باقی بدن پر ڈال لے اور پیتے وقت دعا کرے کہ مقبول ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما یہ دعا کرتے:

اللهم انی اسئلك علما نافعا ورزقا واسعا وشفاء من كل داء۔

حضرت عبداللہ بن مبارک نے پانی بھر کر دعا کی ابن ابی الموالی نے محمد بن منکدر سے انھوں نے جابر سے خبر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زمزم کا پانی اس لئے ہے جس لئے پیا جائے اور میں اسے تشنگی روز قیامت کے لئے پیتا ہوں یہ کہہ کر نوش کیا اور حدیث اس کی فصل فضائل میں گزری اور آب زمزم خوب پیٹ بھر کر پینا چاہیئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ہم میں اور منافقین میں ایک فرق یہ ہے کہ وہ زمزم کو کھ بھر کر نہیں پیتے اور چاہ زمزم کے اندر بھی نظر کرے کہ دافع نفاق ہے بعدہ پھر حجر اسود کے پاس جائے اور اسے بطریق مذکور معہ تکبیر و تہلیل وحمد وصلوٰۃ استلام اور نہ ہو سکے تو مجرد استقبال کر کے اگر کوئی عذر مثل استراحت وغیرہ نہ ہو تو فوراً باب صفا سے جانب صفا روانہ ہو اور دروازہ سے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالے جب سیڑھیاں قریب رہ جائیں کہے:

اعوذ بالله من الشیطن الرجیم۔ ان الصفا والمروة من شعائر الله فمن حج البیت اوعتمر فلا جناح علیه ان یطوف بهما ومن تطوع خیراً فان الله شاكرٌ علیم۔

ابدؤا بما بداالله عزو جل به ط

پھر سعود کرے یہاں تک کہ بیت مکرم نظر آئے اور یہ بات پہلی ہی سیڑھی سے حاصل ہے۔
پھر رخ بہ کعبہ ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلے شانوں تک اٹھائے جیسے دعا میں کرتے ہیں نہ جیسے وقت تکبیر اور کہے:

لااله الا الله والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد يحی ويميت وهو على كل شیٔ قدير لا اله الا الله وحده انجذ وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده۔

اس قدر حدیث صحیح مرفوع سے ثابت اور مؤطا میں موقوفا مروی سات بار کہے:

الله اکبر الله اکبر الله اکبر لا اله الا الله وحدہٗ لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شیء قدير۔

اس تقدیر پر تکبیر اکیس مرتبہ ہوگی اور کہے:

اللهم انك قلت ادعونی استجب لكم وا نك لا تخلف الميعاد وانی اسلك كما هديتنی للاسلام ان لا تنز عه منی حتی توفانی وانا مسلم۔

اور زیادات علما سے ہے:

الله اکبر ۳ ولله الحمد الحمد لله علیٰ ما هدٰنا الحمد لله علیٰ ما اولنا الحمد لله على ما الهمنا الحمد لله الذی هد نٰا لهذا وما كنا لنهتدی لولا ان هدانا الله لااله الا الله ولا نعبد الا اياه مخلصين له الدين ولو كره الكفرون۔ سبحن الله والحمد لله ولااله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظيم اللهم صل وسلم علیٰ سيد نا محمد وعلى آله وصحبه واتباعه الی يوم الدين۔ اللهم اغفرلی ولوالدی ولمشائخی

وللمسلمين اجمعين وسلام على المرسلين والحمد لله

رب العلیمین۔

اور یہاں دیر تک قیام کرے کہ محل اجابت دعوات وقضائے حاجات ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اب صفا سے اترے اور ذکر و درود و دعا میں مشغول مروہ کی طرف چلے اور ان دونوں کے بیچ میں بائیں ہاتھ کو دیوار مسجد حرام میں دو جگہ سبز علامتیں بنی ہیں جنھیں میلین اخضرین کہتے ہیں مرد پہلے میل سے دوڑنا شروع کریں مگر نہ حد سے زائد نہ کسی کو ایذا دیتے یہاں تک دوسرے میل سے نکل جائیں۔ اور اس مابین میں دعا بجہد کرے آثار میں۔

رب اغفر وارحم انت الاعز الاکرم۔

وارد اور زیادات علماء میں یوں ہے:

رب اغفر وارحم و تجاوز عما تعلم انك انت الاعز الاكرم اللهم اجعله حجا مبروراً و سعياً مشكوراً وذنباً مغفوراً۔ اللهم اغفرلي ولوالدى وللمؤمنين والمؤمنات يا مجيب الدعوات ربنا تقبل منا الايه ربنا اتنا۔الآيه

جب میل ثانی سے نکل جائے پھر آہستہ باسکون و وقار بے ریا و افتخار ہو لے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے اور اس پر سعود پہلی سیڑھی پر چڑھنے بلکہ اس کے قریب زمین پر کھڑے ہونے سے حاصل یہاں گو کعبہ نظر نہیں آتا مگر استقبال کرکے جیسا صفا پر کیا تھا کرے یہ ایک پھیرا ہوا بعدہ پھر صفا پر جائے اور مسعے میں دوڑے اسی طرح کرے یہاں تک ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو جائے۔ اور درمیان صفا و مروہ لبیک بھی کہے بلکہ یہ لبیک رمی جمرۃ العقبہ کے وقت ختم ہوگی سوا معتمر کے کہ وہ طواف عمرہ میں شروع کرتے ہی تلبیہ قطع کردے جب تک اکثر اوقات اپنے تلبیہ بجہر بے افراط میں صرف کرے

نقشہ متبرکہ کعبہ شریف وزمزم ومسعے وغیرہ

تنبیہات

عمرہ میں صرف یہی طواف وسعی ہوتے ہیں جب شرف اقامت مکہ نصیب ہو حج سے فراغ پا کر تنعیم سے کہ مکہ سے تین کوس راہ مدینہ طیبہ میں واقع ہے احرام باندھ کر یہ افعال بجالا کر حلق یا قصر کرلیا کرے اور واضح ہو کہ حج تین طرح ہے ایک افراد یعنی تنہا حج کی نیت رکھنا دوسرا تمتع یعنی حج کے ساتھ عمرہ بھی مگر اس طرح کہ پہلے میقات سے مثلاً صرف عمرہ کے لئے احرام باندھے اور اس کے طواف کے بعد حج کا احرام کرلے، تیسرا قران یعنی طواف عمرہ سے پہلے حج کی نیت کرلینا اور یہ بوجہ زیادت مشقت سب سے افضل ہے پس مفرد کے لئے یہ طواف جسے ہم نے بیان کیا طواف قدوم تھا یعنی حاضری کا مجرا اور متمتع و قارن کے لئے یہ طواف وسعی عمرہ ہو گیا اگر چہ اس نے نیت عمرہ ان افعال کے بجالانے میں نہ کی ہو پس متمتع نے اگر احرام ارسال قربانی سے نہ باندھا تو وہ اس سعی کے بعد حلق یا تقصیر کر کے احرام سے باہر آئے اور قارن ایک طواف اور بنیت قدوم مع سعی بجالائے اور اس طواف یعنی طواف قدوم میں مفرد کو رمل واضطباع اور اس کے بعد سعی کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اگر کرلے گا تو طواف زیارت میں جس کا بیان آگے آتا ہے ان امور کی حاجت نہ رہے گی ورنہ اس میں کرنا پڑیں گے اور اس وقت ہجوم خلائق زیادہ ہوتا ہے عجب کیا کہ کثرت اژدہام رمل وسعی بین المیلین سے باز رکھے لہٰذا ہم نے ترکیب میں مطلقاً ان امور کو داخل کردیا اب مفرد و قارن اور وہ متمتع جس کا احرام سوق ہدی یعنی ارسال قربانی سے تھا احرام باندھے تلبیہ گویاں مکہ معظمہ میں اقامت کریں اور جس متمتع نے سوق ہدی نہ کیا اور پس از ادائے عمرہ احرام سے باہر آیا وہ چاہے تو آٹھویں تاریخ ذی الحجہ تک بے احرام رہے مگر افضل یہ ہے کہ احرام عمرہ سے نکل کر جلد احرام حج باندھ لے اگر وقفہ طویل اور نفس جنایات احرام میں غیر مامون نہ ہو اور ان سب سے مدت اقامت میں جس قدر ہو سکے مجرد طواف بطریق مذکور بے رمل وسعی واضطباع کرتے رہیں اور ہر سات پھیروں کے بعد

دو رکعت مقام ابراہیم میں پڑھیں یہاں تک کہ ساتویں تاریخ بعد نماز ظہر مسجد الحرام میں امام کا خطبہ سنے یوم الترویہ کہ آٹھویں تاریخ کا نام ہے جس نے احرام نہ باندھا ہو باندھ لے رمل وسعی پہلے کرنا چاہے تو ایک طواف نفل کے ساتھ کر لے جب آفتاب نکل آئے منیٰ کو چلیں اور یہاں بشرط قوت پیادہ چلنا نہایت احسن جب تک مکہ لوٹ کر آئے گا ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی کما مر اور اللہ کی خیر کثیر وطیب ہے جب منیٰ نظر آئے کہے:

اللھم ھذی منیٰ فامنن علی بما مننت بہ علی اولیائك واھل طاعتك۔

اور اس اثنا میں لبیک ودعا ودرود وثنا کی نہایت کثرت کرے اور منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر وعصر ومغرب وعشا اور نویں کی صبح ادا کرے۔ شب عرفہ منیٰ میں باطہارت سوتا خواہ ذکر وعبادت میں جاگتا شب بسر کرے ابن ابی الدنیا وابن ابی عاصم وطبرانی وبیہقی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو بندہ خدا کا یا باندی اس کی شب عرفہ ان دعاؤں سے کہ دس کلمے ہیں اللہ جل جلالہ کو ہزار بار پکارے اللہ تعالیٰ سے سوا قطع رحم وارادہ اثم کے جو کچھ مانگے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔

سبحن الذی فی السماء عرشه سبحن الذی فی الارض موطئهٔ سبحن الذی فی البحر سبیله سبحن الذی فی النار سلطنته سبحن الذی فی الجنته رحمته سبحن الذی فی القبر قضاؤہ سبحن الذی فی الھواء روحه سبحن الذی رفع السماء سبحن الذی وضع الارض سبحن الذی لا ملجأ ولا منجأ منه الا الیه۔

پوچھا گیا کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرمایا ہاں جب صبح ہو نماز وقت مستحب پر پڑھ کر لبیک گویاں وذکر کناں بیٹھا رہے یہاں تک کہ آفتاب کوہ شبیر پر کہ مسجد الخیف شریف کے مقابل واقع ہے چمکے اب عرفات کی طرف متوجہ ہو اور قلب کو خیال غیر سے پاک کرنے میں جہد کامل کرے کہ آج وہ دن ہے کہ کچھ لوگوں کا حج قبول کریں گے

اور انہیں تمام گناہوں سے پاک کر کے سعادت مند دارین فرمائیں لے اور کچھ لوگوں کو اگرچہ باہزاران نقص وعیب ہوں گے ان کاملوں کے صدقہ میں تشریف قبول وخلعت مغفرت پہنائیں گے عجب کیا کہ بحر رحمت کی محیط جوشش اور ابر کرم کی عام بارش میں ایک چھینٹا میرے رب کی مہربانی کا مجھ پر بھی پڑ جائے جو میرے گناہ دھونے اور دین ودنیا کے کام بنانے کو کفایت فرمائے جب چلے دعا کرے:

اللھم الیك توجھت وعلیك توکلت لوجھك الکریم اردت فاجعل ذنبی مغفور اوحجی مبروراً و ارحمنی ولا تخیبتی وبارك لی فی سفری و افض بعرفات حاجتی انك علی کل شئ قدیر۔

اور تمام راہ میں تہلیل وتکبیر حمد وتسبیح ولاحول واستغفار ودعا وذکر وصلوۃ کی تکثیر اور لبیک کی بار بار بیشمار تکرار کرتا چلے جب نگاہ جبل رحمت پر پڑے دعا وامور مذکورہ میں اجتہاد تام بجالائے کہ انشاء اللہ وقت قبول ہے اور عرفات میں اس کوہ اقدس کے نزدیک یا جہاں جگہ ملے مگر شارع عام سے بچ کر اترے اور دوپہر تک تضرع وبتہال اور باخلاص نیت استطاعت تصدق وخیرات اور ذکر وتسبیح وتلبیہ وتکبیر اور اپنے اور اپنے والدین ومشائخ و اقارب واصحاب وتمام حجاج وکافہ اہل اسلام کیلئے استعفا واستغفار اور کلمہ طیبہ:

لاالہ الا اللہ وحدہ لا شریك لہ لہ الملك ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شئ قدیر۔

کی تکرار کرتا رہے فصل فضائل میں گزرا نبی ﷺ فرماتے ہیں بہتر اس کا جو میں نے اور مجھ سے پہلے پیغمبروں نے روز عرفہ کہا یہ کلمہ ہے پھر زوال آفتاب سے کچھ پہلے نہائے کہ سنت مؤکدہ ہے یا وضو کرے اور نہانا عزیمت ہے اور قبل از زوال کھانے پینے وغیرہما ضروریات سے فارغ ہو لے کہ قلب کو کسی جانب تعلق نہ رہے وہ جو بعض لوگوں کو دیکھا گیا بعد از زوال شمس امام وقوف ودعا وذکر میں مشغول ہے اور وہ کھانے پینے اور دنیا

کی باتوں میں مصروف نہایت سفاہت ہے نعوذ باللہ منھا اور اس روز ہر چند ضعیف القلب وضعیف البدن کو روزہ نہ چاہئے کہ تند مزاجی کا باعث ہوگا یا ذکر و دعا میں اجتہاد سے مانع آئے گا مگر پیٹ بھر کھانا اس سے زیادہ نامناسب کہ سستی وکاہلی و جمود طبیعت وخمود و نار کا شوق کا باعث ہے بلکہ جس نے تجربہ کیا ہے وہ جانتا ہے کہ تمام ایام اقامت حرمین مکرمین میں سیری شکم کن کن حسرتوں کی موجب اور جوع غیر مفرط کیسی کیسی برکات واشراق انوار کی جالب ہے بلکہ خداوالوں سے پوچھ کہ ان کی عمر تو گزر جاتی ہے۔ پیٹ بھر کھانا اور نیند بھر سونا نہیں جانتے۔ رسول اللہ ﷺ نے انتہا درجہ تہائی پیٹ کھانے کو محمود رکھا اور خود دنیا سے تشریف لے گئے اور کبھی جو کی روٹی پیٹ بھر تناول نہ فرمائی تیرا نفس آج بھی یہی چاہتا ہے کہ پیٹ بھرے پر دو چار لقمے اور جیسے بنے نگل لوں اے عزیز زندگی باقی ہے اور گھر سلامت پہنچا تو ابھی کھانے پینے کے بہت دن ہیں آج ذرا تو صبر کر اور قلب کو افاضہ انوار سے نہ روک بھرا برتن بھی کہیں دوبارہ بھرتے سنا ہے۔

نسال اللہ التوفیق والھدی ومن العمل ما یحب ویرضی
امین۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جب آفتاب ڈھل جائے اور ظہر کی ابتدائے وقت ہو بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے مسجد نمرہ جائے اور سنتیں پڑھ کر خطبہ سن کر امام کے پیچھے فرض ظہر پڑھے اور اس کے بعد بے توقف اقامت عصر ہوگی معاً امام کے ساتھ عصر پڑھ لے بیچ میں سلام و کلام تو کیا معنی ظہر کی پچھلی سنتیں بھی نہ پڑھے اور بعد نماز عصر بھی نوافل مکروہ ہیں اور یہ جمع بین الظہر والعصر صرف اس صورت میں جائز ہے کہ نماز با جماعت امام اعظم یعنی سلطان یا اس کے نائب ماذون کے پیچھے ہو ورنہ عصر کا اس کے وقت سے پہلے پڑھنا باطل ہوگا بعد از نماز بلا تامل بلا توقف علی الفور موقف کی طرف جائے اور افضل یہ ہے کہ سواری شتر پر امام سے نزدیک جبل الرحمۃ کے قریب جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے رو بقبلہ پس پشت امام کھڑا ہو بشرطیکہ ان فضائل کے حصول میں کوئی دقت وزحمت یا کسی کی تکلیف واذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے وقوف کرے اور امام کے دہنی جانب بائیں اور بائیں اس

کے روبرو سے بہتر ہے اب غایت خشوع اور خضوع اور اظہار تذلل و مسکنت کے ساتھ ان مجرمان شرمسار و فقیران بیکس و بے یار کی طرح جن پر اس در پاک کے سوا چار طرف درہائے امید بند ہیں اپنی نافرمانیوں پر خیال کرتے ہیں تو عرق شرم میں ڈوب جاتے ہیں اور زبان ہلانا در کنار آنکھ اٹھانے کی قوت نہیں پاتے مگر جانتے ہیں کہ آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانہ بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنے بھی تو کیا حاصل اپنے دور کی دوا اور محتاجی کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں ناچار جس بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں بند کئے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کر کے پکارتے ہیں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور تکبیر و تہلیل و تسبیح و تلبیہ و حمد و درود و دعا و استغفار میں ڈوب جائے اور دعا میں تضرع والحاح کرے اور آداب کا لحاظ رکھے اور کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا آنکھ سے ٹپکے کہ دلیل اجابت و کمال سعادت ہے ورنہ رونے والوں کا سا منہ بنائے کہ من تشبہ بقوم فھو منھم اور اثنائے دعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے (فائدہ جمیلہ) آداب دعا کہ احادیث صحیحہ معتبرہ و ارشادات علمائے کرام سے ثابت چالیس ہیں۔

۱- طعام و شراب و کسب و لباس میں حرام سے بچنا۔

۲- غیر خدا سے دل کا پاک کرنا۔

۳- صدقہ وغیرہ اعمال صالح کی تقدیم

۴- عمر میں جو عمل نیک خدا کی مرضی کا بے عجب و ریا صادر ہو گیا ہو۔ اس سے توسل

۵- مکان و لباس و بدن و قلب کا پاک ہونا۔

۶- وضو ۷- استقبال قبلہ

۸- تقدیم نماز مگر روز عرفہ خود ہی تقدیم ہوتی ہے۔

۹- اول آخر حق سبحانہ و تعالیٰ کی حمد و ثنا اور کلمہ جامعہ اس میں لا احصی ثناء علیك انت کما اثنیت علی نفسك۔ اور اللھم لك الحمد کما تقول و خیراً مما نقول ہے۔

۱۰- اول آخر نبی ﷺ پر درود بے اس کے دعا زمین و آسمان کیدرمیان روکی جاتی ہے اور بلند نہیں ہونے پاتی دعا طائر اور درود اس کے پر کوئی طائر بے پر نہ اڑا۔

۱۱- اللہ جل جلالہٗ کو اس کے محبوب ناموں سے پکارنا رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں اللہ نے اسم پاک یا ارحم الراحمین۔ پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے جو شخص اسے تین بار کہتا ہے فرشتہ ندا کرتا ہے مانگ کہ ارحم الرحمین نے تیری طرف منہ کیا اور یا بدیع السمٰوٰت ولارض یا ذا الجلال والاکرام۔ اور لا الٰہ الا انت سبحٰنک انی کنت من الظلمین۔ اور یا اللہ یا حمن یا رحیم۔ اور لا الٰہ الا ھو الرحمین الرحیم۔ ولا الہ الا ھو الحی القیوم۔ میں اسم اعظم ہے۔ اور ایک حدیث میں اللھم انی اسئلك بانی اشھد انك انت اللہ لاالہ الا انت الاحد الصمد۔ الذی لم یلد ولم یولد۔ ولم یکن لہ کفوا احد۔ کو اسم اعظم فرمایا علامہ ابن حجر کہتے ہیں یہ اصح احادیث ہے اس باب میں اور اسمائے حسنیٰ کا فضل خود مخفی نہیں اور علماء پانچ بار یارب کو بھی مؤثر اجابت فرماتے ہیں۔

۱۲- ہاتھوں کا پھیلانا۔

۱۳- ان کا سینے یا شانوں یا چہرہ تک دراز کرنا یا پورا اٹھانا یہاں تک کہ بغل کی سپیدی ظاہر ہو اور یہ ابتھال ہے۔

۱۴- ہاتھوں کا کھلا ہونا کہ کپڑے وغیرہ سے پوشیدہ نہ ہوں۔

۱۵- عظمت و جلال الٰہی کا تصور کہ مستلزم حیا و ادب و خشوع و خضوع ہے اور یہ روح دعا ہے دعا بغیر اس کے تن بیجان ہے اور تن بیجان سے امید جہالت۔

۱۶- اللہ جل جلالہ کی قدرت کاملہ اور اپنے عجز و احتیاج پر نظر کہ موجب الحاح وزاری ہے۔

۱۷- آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھانا کہ خوف زوال بصر ہے۔

۱۸- تکلف سے دعا میں بچنا کہ باعث شغل قلب و زوال رقت ہے۔

۱۹- راگ اور زمزمہ سے احتراز کہ خلاف ادب ہے۔

۲۰- دعا با تدبر معنی ہونا۔

۲۱- خدا کے نیک بندوں اور اس کی کتابوں خصوصاً قرآن اور ملائکہ وانبیائے کرام بالخصوص حضور سید الانام علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سے توسل اور انہیں اپنے انجاح حاجات کا ذریعہ کرنا۔

۲۲- آواز بلند نہ کرنا۔ ۲۳- اپنے گناہوں کا اعتراف اور ان سے استغفار۔

۲۴- جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ان پر اقتصار کہ حضور نے کوئی حاجت نیک دوسرے کے مانگنے کو نہیں چھوڑی۔

۲۵- دعا کا جامع یعنی قلیل اللفظ وکثیر المعنی ہونا تطویل بیجا سے احتراز چاہیے۔

۲۶- پہلے اپنے لئے دعا مانگے پھر والدین ومشائخ وتمام اہل اسلام کے لئے۔

۲۷- دعا میں یوں نہ کہے کہ الٰہی اگر تو چاہے تو مجھے بخش دے کہ خدا پر کوئی جبر کرنے والا نہیں بلکہ عزم وقطع کے ساتھ دعا مانگے۔

۲۸- رغبت وحضور قلب اصل کار ہے اللہ قلب غافل کی بات نہیں سنتا۔

۲۹- اللہ جل جلالہ کی وسعت رحمت وصدق وعدۂ ادعونی استجب لکم پر نظر کر کے استجابت دعا پر یقین قوی رکھنا جو دعا کرے اور یہ سمجھے کہ میری دعا کیا مقبول ہو گی اس کی دعا نہ قبول ہو گی قال اللہ تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی۔

۳۰- دعا کی تکرار۔

۳۱- عدد طاق ہونا کہ اللہ وتر ہے اور وتر کو دوست رکھتا اقل مرتبہ تین ہے اور پانچ بہتر اور سات خدا کو نہایت محبوب۔

۳۲- گناہ یا قطع رحم کے لئے دعا نہ کرے۔

۳۳- نہ اس امر کے لئے جو ہو چکا جیسے طویل القامت کوتاہی قد یا قصیر القد درازی قامت کے لئے دعا کرے۔

۳۴- کوئی امر محال خواہ قریب بمحال نہ مانگنا۔

۳۵- دعا کرتے کرتے ملال نہ کرنا۔

۳۶- آنسو ٹپکنے میں اجتہاد کرنا اگر چہ ایک ہو ورنہ رونے کا سا منہ بنانا کہ نیکوں کی صورت بھی نیک ہے۔

۳۷- سب حاجتوں کا مانگنا۔ ۳۸- آمین پر ختم کرنا کہ دعا کی مہر ہے۔

۳۹- بعد فراغ ہاتھ چہرے پر پھیرنا۔

۴۰- اجابت میں استعجال نہ کرنا کہ میں نے دعا مانگی اب تک قبول نہ ہوئی ایسے شخص کی دعا رد کی جاتی ہے۔

عائدہ جلیلہ

روز عرفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واصحاب کرام واولیائے عظام وعلمائے فخام سے بہت دعائیں منقول ہوئیں کہ ارباب علم نے اپنی تصانیف شریفہ میں جمع کیں فاضل قطب الدین حنفی تلمیذ ومرید مولانا عارف باللہ سیدی علی متقی مکی رحمۃ اللہ تعالی علیہما نے خاص ادعیۂ حج وعمرہ میں ایک رسالہ بس نافعہ جمع فرمایا اور ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی نے استیعاب تمام ادعیہ نبویہ میں نہایت جہد فرما کر ایک رسالہ حافل کامل مسمے بہ **حزب اعظم** تالیف کیا جسے تفصیل منظور ہو ان کی طرف رجوع کرے کہ ان میں غنا ہے اور ہم نے فصل فضائل میں بعض ادعیۂ واذکار ذکر کیے یہاں صرف چار حدیثوں پر کہ بس نافع وبغایت جامع میں اقتصار ہوتا ہے۔

حدیث اول

بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا یا رسول اللہ حضور کی دعائیں نہایت کثرت کو پہنچیں اور ہمیں سب یاد نہیں ہوتیں حضور والا نے یہ دعا تعلیم فرمائی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سب دعاؤں کو جامع ہے:

اللهم انی اسئلك من خير ما سئلك منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم واعوذ بك من شرما استعاذ منه نبيك محمد صلى الله عليه وسلم انت المتعان وعليك

البلاغ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی عظیم۔

جس نے یہ دعا کی گویا اس نے سب دعائیں سید المرسلین ﷺ کی ایک بار کیں۔

حدیث ثانی

امام احمد و ترمذی و حاکم باسانید صحیحہ جیدہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جب چہارم شب گزرتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر فرماتے اے لوگو خدا کی یاد کرو خدا کی یاد کرو آئی رابھہ اس کے بعد آتی ہے رادفہ آئی موت ان چیزوں کے ساتھ جو اس میں ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں دعا بہت کیا کرتا ہوں اس میں سے حضور کے لئے کس قدر مقرر کروں فرمایا جتنی چاہے میں نے عرض کیا چہارم فرمایا جس قدر چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا نصف فرمایا جتنی چاہے اور زیادہ کرے تو تیرے لئے بہتر ہے میں نے عرض کیا اپنی کل دعا حضور کے لئے کردوں یعنی اپنی دعا کے عوض حضور پر درود بھیجا کروں فرمایا ایسا کرے گا تو اللہ تیری سب مہمات کفایت کرے گا اور تیرے گناہ بخش دے گا احمد و طبرانی باسناد حسن راوی وھذا حدیث الطبرانی کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنی تہائی دعا حضور کے لئے کروں فرمایا اگر تو چاہے عرض کیا دو تہائی فرمایا ہاں عرض کیا کہ کل دعا کے عوض درود مقرر کروں فرمایا ایسا کرے گا تو خدا تیرے دنیا و آخرت کے سب کام بنا دے گا اور بیشک درود سرور عالم ﷺ کے لئے دعا ہے اور جس قدر اس کے فوائد و برکات مصلی پر عائد ہوتے ہیں ہرگز ہرگز اپنے لئے دعا میں نہیں بلکہ ان کے لئے دعا تمام امت مرحومہ کے لئے دعا ہے کہ سب انہی کے دامن دولت سے وابستہ ہیں۔ ع سلامت ہمہ آفاق در سلامت تست

حدیث ثالث

بیہقی نے شعب الایمان میں بکیر بن عتیق انہوں نے سالم بن عبداللہ انہوں نے اپنے باپ عبداللہ بن عمر انہوں نے اپنے والد ماجد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہم انہوں نے جناب سید المرسلین ﷺ انہوں نے حضرت رب العزت والجلال تقدست

اسماوۂ سے روایت کیا کہ فرماتا ہے۔ من شغله ذکری عن مسالتی اعطیته افضل ما اعطی السائلین جسے میری یاد میرے مانگنے سے باز رکھے میں اسے بہتر اس عطا کا بخشوں جو مانگنے والوں کو دوں اسی واسطے حضرت سالم بن عبداللہ نے تمام مدت وقوف میں ذکر الٰہی پر اقتصار کیا اور تا غروب آفتاب کلمہ لا اله الا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد بيده الخير وهو على كل شئ قدير۔لا اله الا الله وحده ونحن له مسلمون۔ لااله الا الله ولو كره المشركون۔ لا اله الا الله ربنا و رب ابائنا الاولين کہتے رہے۔

حدیث رابع

نبی ﷺ اپنے رب جلیل تبارک وتعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں:

من شغله القرآن عن ذكرى و مسئالتى اعطيته افضل ما اعطى السائلين وفضل كلام الله على سائر الكلام كفضل الله على خلقه۔

جسے قرآن پڑھنا میرے ذکر اور میرے سوال سے روک دے اسے افضل اس کا دوں جو تمام سائلین کو عطا کروں پھر فرمایا اور بزرگی کلام الٰہی کی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسی بزرگی رب العزۃ جل جلالہ کی اس کی تمام مخلوق پر۔ قال الترمذی حدیث حسن اب طالب آخرت ان چاروں صورتوں میں جو اپنے لئے بہتر جانے اختیار کرلے یہاں تک کہ اسی حالت تضرع وزاری وخشوع وخضوع وذکر حضرت الٰہی وجناب رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر آفتاب ڈوب جائے اور ایک قلیل حصہ رات کا آجائے۔ تنبیہ اس سے پہلے ہرگز کوچ نہ کریں کہ مکروہ ہے اور جو قبل از غروب حدود عرفہ سے تجاوز ہو گیا تو ترک واجب وموجب دم اور کیا معلوم رحمت الٰہی کس وقت توجہ کامل فامائے اگر تا بہ غروب وقوف کی ضرورت نہ ہوتی تو ظہر وعصر کے جمع کرنے کا کیوں حکم دیتے، اور ایک ادب واجب الحفظ اس روز وہ ہے جس کا ذکر فصل اول میں گزرا اور فصل خامس میں انشاء اللہ مفصلاً

آئے گا۔

کہ وعدہ ہائے الٰہیہ پر جو سچے کریم نے سچے نبی کی سچی زبان پر فرمائے اعتقاد کامل لاکر بے خلجان ریب وشک یقین جانے کہ آج میں اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا جس روز شکم مادر سے پیدا ہوا تھا۔ اب از سرِ نو عمل شروع کروں اور داد سعی واجتہاد دوں کہ جو داغ اللہ جل جلالہ نے بمحض رحمت وکرم میری پیشانی سے دھو دیا ہے مبادا پھر کلف چہرہ اسلام ہو سالکان طریقت واہلبیت نبوت بلکہ خود حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ سے منقول ہے جو عرفہ میں وقوف کر کے گمان کرے مجھ پر کوئی گناہ باقی ہے اس سے بڑھ کر کوئی گناہگار نہیں۔

فما اوسع مغفرۃ اللہ ولا الہ الا اللہ وسبحن اللہ والحمد للہ وحسبنا اللہ ونعم الوکیل ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

جب ایک جز ولطیف شب کا داخل یعنی غروب آفتاب یقینی ہو جائے فوراً سکینہ ووقار واطمینان وقرار کے ساتھ ہمراہ امام لبیک وتکبیر وتہلیل وتحمید واستغفار ودعا وصلاۃ وذکر دبقا میں مشغول مزدلفہ کی طرف کوچ کریں اگر راہ میں کہیں وسعت پائیں اور کسی کی ایذا محتمل نہ ہو سیر میں شتابی کریں اور نماز مغرب وعشاء وعرفات خواہ راہ میں نہ پڑھیں جب مزدلفہ نظر آئے بشرط قدرت پیادہ ہو جائے اور کہے:

اللھم ھذا جمع اسالک ان ترزقنی جوامع الخیر کلہ۔

اور نہا سکے تو بہت بہتر یہاں جبل قزح کے قریب راہ سے بچ کر اترے اور اپنا اسباب اتارنے اور اونٹ کھولنے سے پہلے وقت عشاء میں بعد اذان واقامت نماز مغرب بنیت ادا اور اس کے بعد بے تکبیر یا تکبیر کہہ کر بے فصل سنن ونوافل معاً نماز عشا پڑھ لیں اور اس جمع میں جماعت شرط نہیں اب صبح تک یہاں بقدر استطاعت یاد خدا و درود و دعا میں گزاریں جب صبح ہو نماز صبح نہایت اول وقت خوب تاریکی میں پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں اور امام کے پیچھے روبقبلہ تکبیر وتہلیل وتحمید وتمجید وثنا ودرود وکثرت تلبیہ ودعا بلحاظ

آداب میں غایت اشتغال کریں اور اللہ جل جلالہ سے بتضرع تمام ارضائے خصوم وتکفل حقوق العباد مانگیں کہ یہاں اس کا وعدہ ہے جیسا کہ فصل فضائل میں گزرا:

وحسبنا الله ونعم الوكيل ونعم المولى ونعم النصير۔

اور یہاں سے سات کنکریاں دانہ خرما کی برابر اٹھالیں اور انہیں دھو کر اپنے پاس رکھ لیں جب خوب روشنی ہو جائے اور آفتاب قریب طلوع آجائے ہمراہ امام منیٰ کی طرف لبیک و اذکار میں مشغول چلیں جب وادی محسر پہنچیں بقدر پانچ سو پینتالیس گز شرعی کی سیر میں بے ایذائے احدے تیزی کریں اور جانور پر سوار ہوں تو اسے تیز چلائیں اور اس عرصہ میں یہ دعا پڑھتے رہیں۔

اللهم لا تقتلنا بغضبك ولا تهلكنا بعذابك وعافنا قبل ذالك۔

جب منیٰ پہنچیں دعائے رویت منیٰ پڑھیں اور سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ کی طرف کہ ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلا جائیں او بطن وادی میں سواری پر جمرہ سے پانچ گز شرعی کا فاصلہ چھوڑ کر وقوف کریں کہ منیٰ دہنے ہاتھ پر رہے اور کعبہ بائیں پر پس رخ بجمرہ سات کنکریاں جدا جدا سیدھا ہاتھ اس قدر اٹھا کر کہ سپیدی بغل ظاہر ہو اسے ماریں اور بہتر یہ ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں یا تین گز شرعی تک فاصلہ پر پڑیں تاہم کافی ہے اس سے زیادہ دوری میں وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی اور ہر ایک پر **بسم الله الله اكبر رغما للشيطن ورضي للرحمن اللهم اجعله حجاً مبروراً وسعيا مشكوراً و ذنباً مغفوراً** کہتے جائیں اور پہلی کنکری سے لبیک موقوف کریں جب سات پوری ہو جائیں فوراً ذکر و دعا کرتے لوٹ آئیں اب قربانی میں متمتع و قارن پر واجب اور مفرد کو مستحب ہے مشغول ہوں اگر ذبح کرنا ہو تو خود ذبح کریں دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں اس کا باندھ کر رخ بقبلہ لٹائیں اور دعا کریں۔ **وجهت وجهى للذى فطر السموات والارض حنيفا مسلما وما انا من المشركين ان صلاتي و نسكي ومحياى و مماتي لله رب العلمين۔ لا شريك له وبذالك امرت وانا من المسلمين۔ اللهم تقبل منى هذا النسك واجعله قرباناً لو**

جهك وعظم اجرى عليه بعده بسم الله الله اكبر کہہ کر نہایت تیز چھری بسر عت تمام پھیردیں۔ ذبح کے بعد ہاتھ پاؤں کھول دیں اور اونٹ اسے کھڑا کر کے سینے پر منتہائے گلہ پر نیزہ ماریں۔ سنت یوں نہیں ہے اور ذبح بھی جائز بعد فراغ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے قبول حج و قربانی کی دعا کریں اور جب تک سرد نہ ہو جائے کھال نہ کھینچیں کہ باعث ایذا ہے بعدہ روبقبلہ بیٹھ کر مرد سارا سر منڈائیں کہ ان کے لئے یہی افضل ہے یا بال کتروادیں کہ رخصت ہے حلق دہنی جانب سے شروع کریں اور وقت حلق اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہتے جائیں اور دعا کریں:

الحمد لله على ماهدانا وانعم علينا وقضىٰ عنا نسكنا اللهم هذه نا صيتى بيدك فاجعل لى بكل شعرة نورا يوم القمة وامح عنى بها سيئة وارفع لى بهادرجة فى الجنة العاليه ط اللهم بارك لى فى نفسى وتقبل منى اللهم اغفرلى وللمحلقين والمقصرين يا واسع المغفرة ط امين۔

اور بعد از فراغ یہی تکبیر مذکور کہیں اور اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و تمام حجاج واہل اسلام کے لئے دعائے مغفرت کریں اور بال دفن کر دیں اور حلق یا تقصیر سے پہلے ناخن نہ کتروائیں خط نہ بنوائیں اور عورتیں پورے برابر بال کتروائیں اب جماع و دواعی جماع کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا اب افضل یہ ہے کہ اسی روز یعنی یوم النحر کہ دہم ذی الحجہ کا نام ہے۔ طواف فرض کے لئے جسے طواف الزیارۃ کہتے ہیں مکہ معظمہ جائیں اور بدستور مذکور پیادہ مع طہارت و ستر عورت طواف بے اضطباع اور اسی طرح جو مفرد و متمتع صرف سعی یا مثل قارن رمل و سعی دونوں سے کسی طواف کامل باطہارت میں فارغ ہو چکا ہے وہ بے رمل و سعی بجالائے ورنہ اب رمل و سعی کرے اور بعد طواف دو رکعت مقام میں پڑھیں اس طواف سے عورتیں بھی حلال ہو جاتی ہیں اور بارہویں تک اس کی تاخیر روا اس کے بعد بلا عذر ہو تو مکروہ تحریمی موجب دم اب دسویں تاریخ نماز ظہر مکہ معظمہ میں پڑھ کر منیٰ روانہ ہو اور گیارہویں شب یہیں بسر کرے نہ مکہ میں نہ راہ میں کہ

مکروہ ہے روز یاز دہم بعد از نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر متوجہ رمی ہو ان ایام میں رمی جمرہ اولی سے شروع کرتے ہیں جو مزدلفہ کی طرف مسجد خیف سے قریب ہے پس راہ مکہ کی طرف سے آ کر چڑھائی پر چڑھے کہ یہ جگہ بہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے اور رو بہ کعبہ بطریق مذکور سات کنکریاں مار کر جمرہ سے قدرے آگے بڑھے اور مستقبل قبلہ ہاتھ دعا کے لئے اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب قبلہ رہیں حضور قلب و خشوع و خضوع کے ساتھ حمد و صلاۃ و دعا و استغفار میں بقدر قرأت سورۂ بقر یا کم سے کم بمقدار تلاوت بست آیت مشغول رہے پھر اس کے آگے جمرۂ وسطی ہے وہاں بھی بعینہٖ ایسا ہی کرے اس کے بعد جمرۂ عقبہ سے یہاں رمی کر کے توقف نہ کرے بلکہ معاً لوٹ آئے اور لوٹتے میں دعا کرے شب دوازدہم یہیں اپنی فرودگاہ پر بسر کرے بارہویں تاریخ بھی جمراۃ ثلثہ کو بعد از زوال اسی طریقہ سے رمی کرے اب تا بہ غروب آفتاب مختار ہے کہ جانب مکہ روانہ ہو اور ایک دن اور ٹھہرے تو افضل مگر بعد غروب چلا جانا مکروہ۔ پس اگر روز چہارم یعنی تیرہویں تاریخ بھی قیام کیا تو اسی طرح رمی جمراۃ کر کے متوجہ مکہ معظمہ ہو۔ جب وادی محصب میں کہ جنت المعلی کے قریب ہے پہنچے سواری سے اترے یا بے اترے کچھ دیر وقوف کر کے مشغول دعا ہو اور بہتر تو یہ ہے کہ عشاء تک نمازیں یہیں پڑھے اور ایک نیند لے کر داخل بلد مکرم ہو اور یہاں جب تک ٹھہرے اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اولیائے نعمت خصوصاً سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب و عترت علیہ و علیہم الصلوۃ والتحیۃ کی طرف سے جس قدر ہو سکیں عمرے کرتا رہے جب عزم سفر ہو طواف وداع بے رمل و سعی و اضطباع کرے اور دو رکعت معلومہ پڑھے پھر زمزم پر آئے اور پانی بطریق مذکور پئے اور بدن پر ڈالے پھر روبروئے در اقدس کھڑا ہو آستانہ پاک کو بوسہ دے فلاح دارین و قبول حج و مغفرت ذنوب و توفیق حسن و عود بار ہا کی دعا کرے ملتزم پر آ کر بنہج مذکور غلاف کعبہ تھام کر چمٹے اور تضرع و خشوع و دعا و بکا و تکبیر و تہلیل و درود و حمد کی جس قدر تکثیر ہو سکے بجالائے پھر حجر مطہر کو بوسہ دے کر الٹے پاؤں رخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بانگاہ حسرت آلود دیکھتا جاتا فراق بیت پر روتا یا رونے کی صورت بناتا وداع محبوب پر سرد آہیں کرتا مسجد مقدس کے دروازہ مسے

بباب الحزورہ سے نکلے تا بہ وصول در کلمات وداع کا زبان پر لانا انشاء اللہ تہیج گریہ وموجب حضور قلب ہے پس بار بار یوں کہتا چلا ے:

الوداع الوداع يا كعبة الله يا ''بيت الله '' يا ''قبلة المسلمين '' يا انس الطائفين والعاكفين'' يا ''حجر اسمٰعيل'' ؕ يا ''مقام ابراهيم'' يا ''بيئر زمزم'' ''ايها الحجر الاسحم'' ؕ ''ايها المستجار والملتزم'' يارض الحرم'' ايها المسجد الحرام الاعظم ؕ

جب دروازے پر پہنچے وقوف کرے اور کہے:

الحمد لله حمداً كثيراً طيباً مباركاً اللهم ان هذا البيت بيتك وانا عبدك وابن عبدك وابن امتك جلتنى على ما سخرت لى من خلقك حتى اعنتنى على قضا ئمناسكك فلك الحمد ولك الشكر فان كنت رضيت عنى فاز ددعنى رضى والا فمن الان على بالرضى عنى قبل عن افارق بيتك يا ارحم الرحمين۔ اللهم اصبحنى العافية فى بدنى والعصمة فى دينى يا ذا الجلال والاكرام۔ اللهم انك قلت وقولك الحق لنبيك صلى الله عليه وسلم عند فراقه لبيتك المحرم ان الذى فرضَ عليك القران لرادك الى معاد وقد اعدته الى بيتك الحرام كما ودته فاعدنى الى بيتك بجاهه عندك مرة بعد مرة واجعلنى من المقبولين عندك يا خير المسئولين ويا خير المعطين۔ اللهم لا تجعله اخرا العهد من بيتك الحرام وان جعلته اخرالعهد به فعوضنى عنه الجنة يا ارحم الرحمين وصلى الله تعالىٰ على خير خلقه محمد وآله

وصحبه وامته اجمعين۔ آمين۔

بعدہ بقدر استطاعت فقرائے حرم پر تصدق کر کے متوجہ مدینہ طیبہ سید المرسلین و رحمۃ للعالمین ہو صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحبہ اجمعین لیکون ختامه مسك وفی ذالك فلیتنافس المتنافسون۔

وصل دخول کعبہ اگر بے ایذا و کشمکش وارتکاب محذورات شرعیہ میسر نہ آسکے ہرگز ارادہ نہ کرے کہ اجتناب مناہی اجتلاب مستحبات پر مقدم ہے دخول حطیم قریب میزاب پر قناعت کرے کہ وہ جگہ بھی درحقیقت زمین کعبہ ہے جسے کفار قریش پھر حجاج بن یوسف ظالم نے کعبہ سے خارج کر دیا ورنہ نعمت عظمیٰ وسعادت قصوئی ہے پس بارعایت آداب ظاہر و باطن خاضع و خاشع آنکھیں نیچی کئے گردن جھکائے گناہوں پر شرماتا ملاحظہ جلال رب البیت سے لرزتا کانپتا بے پریشان نظری دہنا پاؤں مع تسمیہ پہلے بڑھا کر داخل ہو اور اپنے سامنے کی دیوار تک جائے یہاں تک کہ اس سے تین گز شرعی کا فاصلہ رہ جائے وہاں دو رکعت نفل پڑھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مصلیٰ ہے پھر دیوار کی طرف بڑھے اور اس پر رخسار اور منہ رکھ کر حمد و استغفار و درود و دعا میں اجتہاد کرے اور یقین جانے کہ یہاں تک پہنچنا بے توفیق الٰہی نہ ہوا اور کریم کی عادت نہیں کہ جسے اپنے گھر بلائے اور مقام قرب میں جگہ عطا فرمائے پھر اس پر غضب کرے یا اس کی کوئی حاجت ضائع چھوڑ دے اس نے اپنے اس گھر کو امن دینے والا فرمایا امید واثق ہے کہ آج مجھے آتش دوزخ و اہوال قیامت و عذاب قبر و مکروہات دارین سے اماں بخشے گا پس بحضور قلب و لحاظ آداب دعا کرے:

رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك سلطنا نصیرا۔ اللهم كما ادخلتنی بیتك فادخلنی جنتك اللهم یا رب البیت العتیق اعتق رقابنا و رقاب ابائنا وامهاتنا من النار یا عزیز یا جبار اللهم یا خفی الالطاف امنا مما نخاف اللهم احسن عاقبتنا فی الامور كلها واجرنا من خزی الدنیا وعذاب الاخرة ط

اللھم انی اسئلك من خیر ما اسئلك منه نبیك الی آخرہ۔

اسی طرح چاروں گوشوں پر جائے اور دعا کرے اور ستونوں سے چمٹے اور دعا کرے اور پھر اس دولت اور نعمت حج وزیارت کا نصیب ومقبول ہونا مانگے:

ان اللہ سمیع علیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

وصل اجابت دعا کے یہاں بیس مقام ہیں:

۱- مطاف یعنی گرد کعبہ جہاں تک سنگ مرمر بچھا ہے کہ مسجد الحرام زمانہ سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام میں یہیں تک تھی۔

۲- ملتزم۔

۳- مستجار کہ رکن شامی ویمانی کے درمیان محاذی ملتزم واقع ہے۔

۴- داخل بیت۔ ۵- زیر میزاب۔

۶- حطیم۔ ۷- حجر اسود

۸- رکن یمانی۔ ۹- خلف مقام۔

۱۰- نزد زمزم۔ ۱۱- صفا۔

۱۲- مروہ۔ ۱۳- مسعی خصوصا بین المیلین

۱۴- عرفات خصوصا نزد موقف نبی صلی اللہ علیہ وسلم

۱۵- مزدلفہ خصوصاً مشعر الحرام

۱۶- منیٰ۔ ۱۷، ۱۸، ۱۹- جمرات ثلثہ

۲۰- نظر گاہ کعبہ جہاں کہیں ہو اور ان اماکن سے بعض میں اجابت نزد بعض بعض اوقات سے خاص ہے۔

فصل پنجم: اسرارِ حج میں

واضح ہو کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کی رحمت اس امت مرحومہ پر بطفیل اس نبی رؤف رحیم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین کے روز ازل سے تمام امم سے زائد

ہے اوروں کو بڑی بڑی مشقتوں اور جانکاہیوں پر جو ثواب ملتا انہیں تھوڑی محنت و خلاف نفس پر اس سے اوفر و اکثر عطا ہوتا ہے۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے اگلی امتوں سے ایک عابد کا بیان فرمایا جس نے ہزار مہینے حق سبحانہ وتعالیٰ کی عبادت کی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نہایت غم ہوا کہ ہم اتنی عمریں کہاں پائیں گے اور وہ مرتبے جو سابقین کو ملے ہمیں کیسے ہاتھ آئیں گے۔ سورۃ نازل ہوئی:

انا انزلنه فی لیلة القدر۔ وما ادرك ما لیلة القدر۔ لیلة القدر خیر من الف شهر۔ الی آخر السورة۔

یعنی اگر ہم نے انہیں عمریں طویل عنایت کیں تو تمہارے لئے اپنی رحمت سے ایک رات ایسی مقرر کی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے اور اس کی عبادت کا ثواب عبادت ہزار ماہ کے ثواب سے بیشتر ہے اسی طرح امم سابقہ نے انتہائے مرضات الٰہی کے لئے رہبانیت ایجاد کی تھی کہ اہل وعیال ومال ومتاع وشہر ودیار ویار واغیار سے ایک قلم قطع علائق کر کے پہاڑوں اور جنگلوں میں تنہا رہنا اور لذات وشہوات، سے بالکلیہ کنارہ کش ہونا اختیار کیا اس امت کو رحمت الٰہی نے ان تکالیف شاقہ سے منع فرمایا اور ان کے لئے برکت جماعت میں رکھی گئی اور ان سے فرمادیا گیا لا رہبانیة فی الاسلام ہمارے دین میں رہبانیت نہیں مگر ہاں ہم اس کے عوض ایک ایسی سہل تدبیر بتائے دیتے ہیں جس میں نہ وہ مصیبت ہو نہ وہ تکلیف نہ اس کی مدت دراز وطویل اور ثواب وبرکات اس سے زائد حاصل ہوں۔ یعنی عمر بھر میں ایک بار اہل استطاعت پر اپنے گھر کا حج فرض کرتے ہیں اور اسے اپنی طرف اضافت کر کے شرف وعزت بخشتے ہیں اور اسے تمہارے لئے امن وامان اور برکت و ہدایت والا مکان بناتے ہیں اور اس کا شوق تمہارے دلوں میں ایسا ڈالتے ہیں کہ یہ چند روزہ قطع علائق وغربت وطن بھی تم پر باعث تکلیف و بے آرامی نہ ہو بلکہ چار سمت سے اس کی طرف ایسے ٹوٹو جیسے کبوتر اپنے آشیانوں کی طرف اور اس کے شوق میں ایسے بے تاب دوڑو جیسے اونٹنی اپنے بچہ کے لئے یہ غریب الوطنی وہ مزہ دکھائے کہ لذت وطن دل سے بھول جائے پھر جب نئی نئی سیریں اور طرفہ طرفہ تماشے راہ کے دیکھتے اور ہماری عجائب

قدرت وغرائب صنعت کے ملاحظہ سے حظ اٹھاتے اس تک پہنچو تو یہاں اگلی امتوں کی طرح نہ وہ بیابان لق ودق ہے جس میں ٹھہرنے سے دل گھبرائے نہ وہ بے سروسامانی کہ غذا سوا برگ ہائے درخت کے کچھ ہاتھ نہ آئے نہ وہ تنہائی کہ سینہ میں دم رکے نہ وہ سخت بوجھ کہ اٹھ نہ سکے نہ وہ ندگان صحرا کی مہیب آوازیں نہ وہ وحشی جانوروں کی موحش صحبتیں بلکہ یہاں کیا ہے ایک عروس سراپا ناز سرتا بقدم حسن وانداز لباس مشکیں زیب تن بہ ہزاراں زیور رحمت مزین چہرہ وہ پرنور کی آنکھیں تجلی گاہ طور بنیں جمال وہ دل افروز کہ نگاہیں آئینہ سان محو حیرت رہیں دیکھے سے دل میں وہ ٹھنڈک آئے کہ پلک مارنے کو جی نہ چاہے۔

در بزم جمال تو بہنگام تماشا — نظارہ ز جنبیدن مژگان گلہ دارد
دامان نگہ تنگ وگل حسن تو بسیار — گلچیں بہار تو ز داماں گلہ دارد

پروانے اس شمع خوبی کے گرد نثار ہو رہے ہیں عشاق دل سوختہ دامنوں سے لپٹے درد جگر کھو رہے ہیں کسی طرف آہ سحری کی نرم نرم نسیم غنچۂ دل کھلاتی ہے کہیں اشک پیہم کی روانی ترشح ابر کا مزہ دکھاتی ہے کوئی سجدہ میں گر کر آئینہ حیران بنا ہے کوئی ملتزم سے لپٹ کر تصویر دیوار ہو گیا ہے کوئی حطیم میں بیٹھا ہجوم شوق میں دیوانہ وار سرگرم فغاں ہے کہ ایک دم خاموش نہیں کوئی رکن یمانی یا میزاب کے پاس ایسا مست لذت ہے کہ جان وتن کا ہوش نہیں کسی کو بوسہ سنگ اسود نے وہ مزہ دیا ہے کہ نشۂ ذوق میں چور ہے لوگ اوپر گرے پڑتے ہیں مگر منہ ہٹانا کسے منظور ہے سبز پوشاں ملاء اعلیٰ دامن خدمت کمر ہمت پر چست باندھے مہمانوں کی دلداری میں سرگرم ہیں نور کے طبق سروں پر لٹائے جاتے ہیں ہماری رضامندی کے ہار گلے میں پہنائے جاتے ہیں جو آیا خلعت عزت پایا جس نے سر جھکایا ہم نے مرتبۂ رفیع پر پہنچایا چار طرف سے لبیک لبیک اللھم لبیک کی صدائیں ہیں ذکر ودعا ونعت وصلوٰۃ واذان واقامت کی بلند ندائیں ہیں لطف وکرم کی زوردار بارش ہو رہی ہے گناہوں کے دفتر دھوئے جاتے ہیں۔ اشجار تمنا سرسبزی وشادابی پاتے ہیں صحبت کے لئے اکابر علماء وصلحاء کھانے کے لئے تمام جہان کی لطیف ولذیذ غذا گو یہاں کچھ نہیں ہوتا مگر جو کہیں نہ ملے یہاں ملتا ہے۔

یجبیٰ الیہ من کل الثمرات۔

ہمارا سچا وعدہ ہے۔ فمن کفر پھر جو ہماری ایسی عظیم نعمتوں کی ناشکری کرے اور باوجود ان منافع بیشمار کے ادنیٰ تکلیف کہ وہ بھی ہزاروں لذتوں سے مشغوف ہے گوارا نہ کرے۔

فان اللہ غنی عن العلمین۔

تو ہمیں اس بے سپاس ناحق شناس کی کیا پرواہ ہے اپنا نقصان کرتا ہے ہمارا کیا کر سکتا ہے۔ اے عزیز اگر اس سفر سراپا ظفر سے بوجہ جیلولت بحر وخوف موت گھبراتا ہے تو تجھ سے زیادہ احمق کون کیا اگر یہیں رہے گا تو موت تجھے چھوڑ دے گی یا معصیت میں مرنا طاعت میں جان دینے اور تا بقیامت اجر حج لینے سے افضل واعلیٰ ہے اور جو یار و دیار کا چھوڑنا پسند نہیں آتا تو یقین جان کہ ایک روز انہیں چھوڑنا اور اسی سے کام پڑتا ہے کہ ان کی محبت میں جس کی نافرمانی کرتا ہے اس وقت ان میں سے کوئی تیرا ساتھ نہ دے گا نفس تجھے تسویف وتاخیر کی گھاٹی میں ہلاک کرتا ہے اور تجھے خبر نہیں او نادان موت کا وقت تجھے معلوم ہے یا اس کے پھیر دینے کی کوئی دوا یاد ہے کیا معلوم آج آ گئی تو محروم رہا اور ومن کفر فان اللہ غنی عن العلمین کا داغ پیشانی پر لے گیا اور جو خدانخواسہ ایسا ہوا تو یہود و نصاریٰ کے ساتھ ایک رسی میں باندھا جائے گا ہاں اے غافل جلد اٹھ اور کمر اطاعت مضبوط باندھ اور قلب کی باگ تذکر و اعتبار کی طرف پھیر کہ مغز و عطر حج کا ہے۔ معاصی سے توبہ کر اور جن جن کے حقوق تجھ پر ہیں ان سے معاف کرا لے ورنہ ہر ایک حق تیرے ساتھ مثل قرض خواہ کے ہے۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ شہنشاہ کے دربار میں اس ہیئت سے جائے کہ چار طرف سے قرض خواہوں کا ہجوم ہو اور ہزاروں مدعی دست و گریبان ہوں اگر اس نے ایسی بدحالت سے اپنے دربار میں بار نہ دیا تو کیسا خسارہ ہوگا۔ جب وطن و اہل وطن و اعزہ و اقربا کو چھوڑ کر چلے موت کا وقت یاد کر کہ ایک دن اسی طرح ان سب کو ایسا چھوڑ کر جانا ہوگا کہ پھر آنا اور ان میں رہنا بسنا ہرگز نہ ہوگا آج زیارت بیت کے لئے جاتا ہے اس سفر میں مالک بیت کے پاس جانا ہوگا دیکھئے وہاں کیسی بنتی اور کیا کچھ گزرتی ہے جب توشہ کا سامان کرے خیال کر کہ اس تھوڑی دیر کے لئے کیا سامان کر رہا ہوں اور ایک

سفر عظیم بس دور و دراز و راہ روح فرسا و جاں گداز سر پر ہے اس کے لئے بھی کچھ توشہ جمع کیا یا نہیں یہاں اگر بے سروسامانی سے گزری تو چند روزہ تکلیف ہے علاوہ بریں بہت اسخیاء ایسے تیرے ساتھ ہوں گے کہ تیری خبر گیری کرتے رہیں گے وہاں اگر اعمال حسن کا توشہ ساتھ نہیں تو کوئی بات نہ پوچھے گا جس سے ایک نیکی مانگے گا کہے گا ہم خود محتاج ہیں کچھ ہمیں کو دے جا پھر بڑی فکر تو اسی سفر کی چاہئے جب سواری پاس آئے شکر الٰہی بجالا کہ تیرے لئے اپنی رحمت سے وہ سامان کئے جس میں تجھ پر مشقت گراں نہ گزرے اور تصور کر کہ ایک دن سواری جنازہ دروازہ پر لائی جائے گی یہ سواری تجھے بلاد و امصار کی سیر دکھاتی ٹھنڈی ہوا ٹھنڈے پانی کے ساتھ فضادار مکانوں اور مجمع خلائق میں لے جائے گی اور وہ سواری تجھ بیکس و تنہا کو سب عزیزوں قریبوں سے چھٹا کر ایک مکان بس تنگ و تار میں پہنچائے گی پھر کچھ ایسی کوشش کر کہ یہ سفر اس سفر کی آسانی کا باعث ہو یعنی اس میں گناہ و رفث و فسوق و جدال سے بچ اور ہر وقت طاعت الٰہی میں سرگرم اور پُر حذر رہ کہ شوائب ریا و قصد غیر خدا اس سفر کو تباہ نہ کر دیں کہ پھر اس سفر طویل میں سخت وقت پڑے گی جب شہر سے باہر نکلے خیال کر کہاں جاتا ہے اور کیا ارادہ رکھتا ہے اور کس کی طرف قصد کیا ہے اس سفر میں میرے ساتھی دو فرقے ہو جائیں گے۔ ایک وہ جو اس کی طرف پائے شوق سے دوڑے اور اس کے لئے دنیا و مافیہا سے گزر گئے۔ اور اس کی طاعت میں ہر وقت مصروف رہے ان کے لئے دو مژدہ و تہنیت ہیں ایک وقت زیارت بیت الحرام دوم ہنگام لقائے حضرت ذی الجلال والاکرام دوسرے وہ جنھوں نے تکالیف دنیوی سے تنگ آ کر بمجبوری اس سفر کو گوارا کیا پھر اس میں جو بعض تکلیفیں کہ لوازم سفر ہیں گزریں اس پر جزع و فزع کرتے رہے یا قصد غیر خدا سے اپنی محنت کو برباد کیا یا اس حرم محترم میں معاصی سے باز نہ آئے اور ثواب کے عوض گناہ کمایا اس کا نصیبہ اس سفر سے سوا غربت و کربت اور سفر کی مصیبت کے اور کچھ نہیں آہ نہیں معلوم میں ان دونوں سے کس فرقے میں ہوں جب دریا میں سوار ہو اس قادر ذوالجلال عز مجدہ کی قدرت کاملہ کا مراقبہ کر جس نے ایسے بحر ذخار نا پیدا کنار کو تیرے لئے مسخر کر دیا اور جان کہ اس رکوب کا انجام معلوم ہے اگر پار اترے گو ہر

مقصود ہاتھ آیا اور ڈوب گئے تو بشرط اخلاص شہید مرے اور قیامت تک ثواب پاتے رہے مگر ایک دریائے موج انگیز سخت طوفان خیز باقی ہے جہاں نہ کوئی ناؤ ہے اور نہ ناخدا اللہ ہی کی رحمت کام آئے گی پھر وہاں کے لئے کچھ ایسا سامان جمع رکھیئے کہ بخیریت پار ہوں اگر مواجی بحر وطغیان آب دیکھ کر ترس و ہول پیدا ہوا اور وہ باعث التجا بجناب کبریا ہو خیال کر کہ یہاں ڈر کر اس کی طرف ملتجی ہونا اور خشکی میں لہو ولعب وغفلت میں عمر کھونا کیسی حماقت ہے کیا وہ وہاں تیرے اہلاک پر قادر نہیں زمین بھی تو اس کے حکم سے پانی پر قائم ہے اگر وہ چاہے خسف ہو جائے پھر کون بچا سکتا ہے جب جامہ احرام پہنے کفن کو یاد کر کہ وہ ایسا ہی چار گز کپڑا بے سلا ہو گا آج جیسے احرام میں لپٹا اس کے گھر کی طرف چلا ہے کل کفن میں پیچیدہ اس کی طرف جائے گا پھر کچھ ایسی تدبیر کر کہ اس وقت کا عمل اس وقت کام آئے جب صحرا و بوادی میں گزر ہو اور رہزنوں یا درندوں کا ڈر ہو اپنی غفلت پر سخت افسوس کر کہ حطام دنیا کے لئے اس قدر مہموم ہے اور وہ متاع گراں بہائے بیش قیمت جسے ایمان کہتے ہیں شیطان لعین سا چور اور نفس امارہ سا رہزن اس کے درپے ہے اور تو ان سے بچنے کی کچھ فکر نہیں کرتا یہاں سباع و درندگان کا علاج کر سکتا ہے اور مجمع کثیر میں آتے وہ خود خائف ہوتے ہیں گور کی تنہائی میں عیاذاً باللہ اگر سانپ بچھو آئے ان کا بھی کو علاج کر رکھا ہے یا نہیں جب لبیک کہے لحاظ کر یہ اس بادشاہ بے نیاز کی ندا کا جواب ہے اس نے پکارا میری طاعت کے لئے میرے گھر کی طرف دوڑ تو کہتا ہے میں حاضر ہوں الٰہی میں حاضر ہوں کیا معلوم تیری یہ عرض وہاں مقبول ہو یا نہیں یہ وقت مسلمان کے لئے بڑے خوف ورجا کا ہے ڈر کہ تیرے اعمال بد تجھے مردود نہ کر دیں اور امید رکھ کہ کریم اپنے گھر آئے کو محروم نہیں رکھتا اسی واسطے لفظ لبیک جو سبقت ندا پر دال ہے مقرر فرمایا گیا تا یاد دلاتا اور امید بندھاتا رہے کہ ہم ناخواندہ مہمان نہیں بلکہ ایک بڑے کریم کے بلائے ہوئے جاتے ہیں۔

بلبل ز ادب پا نہند در صف گلزار — تا گل بطلب گاری او از لب نہ کشاید

حدیث میں ہے جو مال حرام لے کر حج کو چلا جب لبیک کہتا ہے۔ اسے جواب ہوتا ہے:

لا لبيك ولا سعديك وحجك مردود و عليك حتى ترد

مافی یدیك۔

نہ تیری لبیک منظور نہ سعدیک سنی جائے اور تیرا حج تیرے منہ پر مارا جائے گا جب تک تو وہ مال جو تیرے ہاتھ میں ہے پھیر دے حضرت سیدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ وعن آبائه الکرام نے جب احرام باندھا اور سواری پر سوار ہوئے چہرہ شریفہ کا رنگ زرد ہو گیا اور جسم تھر تھرانے لگا اور لبیک نہ کہہ سکے لوگوں نے عرض کیا حضرت لبیک کیوں نہیں فرماتے ارشاد کیا ڈرتا ہوں کہیں جواب نہ ملے کہ لالبیک ولا سعدیک پھر تلبیہ کہا اور کہتے ہی غش آ گیا اور سواری سے گر پڑے اخیر حج تک یہی حال رہا۔ احمد ابن الجواری کہتے ہیں میں تے حضرت ابوسلیمان دارانی کے ساتھ حج کیا جب احرام باندھا انہوں نے ایک میل تک لبیک نہ کہی اور غشی طاری ہوئی جب ہوش میں آئے کہا اے احمد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی بھیجی بنی اسرائیل کے ستمگاروں سے کہہ دے مجھے یاد نہ کریں کہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے یاد کریں گے میں انہیں لعنت کے ساتھ یاد کروں گا اے احمد میں نے یہ سنا ہے جو حرام طور پر حج کو جاتا اور لبیک کہتا ہے اللہ جل جلالہ فرماتا ہے لالبیک ولا سعدیک حتی ترد مافی یدیک ہمیں ڈر ہے کہیں ہم سے بھی ایسا ہی نہ کہا جائے جب آدمیوں کا ہجوم اور ان کا ندائے الٰہی کے جواب میں لبیک لبیک کہتے مختلف شہروں سے آتا دیکھے مراقبہ کر کہ ایک روز ایسے ہی نفخ صور کریں گے اور تمام عالم کو بلائیں گے اور لوگ یونہی اپنی اپنی قبروں سے نکل کر اس کی طرف چلیں گے اس وقت کوئی مردود ہوگا کوئی مقبول آج بھی دیکھئے کیسی گزرتی ہے اور میں کس فرقے میں ٹھہرتا ہوں جب دروازہ حرم میں داخل ہو خیال کر ایک دن سب کو ایک دروازہ سے جس کا نام موت ہے گزر کرنا ہے مگر نہیں معلوم وہ دروازہ کس گھر لے جائے۔

فریق فی الجنته وفریق فی السعیر۔

جب مکہ معظمہ پہنچے شوق وذوق میں ڈوب جا اور احسان الٰہی کا شکر بجا لا جس کی توفیق سے یہاں تک پہنچا اور سمجھ لے کہ اس حرم کو اس نے امن دینے والی فرمایا ہے عجب کیا تجھے بھی عذاب قیامت سے نجات ملے اور اپنے گناہوں پر خیال کر کے اشک ندامت بہا

کہ کیسا آلودہ تملوث کیسی پاک جگہ کی زیارت کو جاتا ہے مگر یہاں امید غالب ہے کہ شرف خانۂ عظیم اور کرم صاحب خانۂ عمیم اور مہمان کی خاطر داری منظور اور پناہ لینے والے کو پناہ دینا کریموں کا دستور اگر تجھے رد کرنا چاہتے اپنے گھر نہ بلاتے جب نگاہ کعبہ معظمہ پر پڑے عظمت اس کی قلب میں لا اور گمان کر گویا تو رب البیت کو مشاہدہ کر رہا ہے اور کیسے خطرہ کی بات ہے کہ کل اس کی رؤیت نصیب ہوتی ہے یا معاذ اللہ محجوبین میں ٹھہرتا ہوں مگر جب گھر دکھایا ہے تو امید ہے کہ اپنا وجہ کریم بھی دکھائے گا۔

انشاء الله العظیم ولا حول ولا قوة الا بالله العزیز الحکیم۔

غرض اپنے ہر امر سے امور آخرت کی طرف انتقال کر کہ وقائع حج بالکل نمونہ محشر ہیں۔ جب طواف بیت سے مشرف ہو ولولۂ محبت کو حجاب ادب اور آتش شوق کو عرق خجالت سے ملا اور خیال کر کہ ملائکہ مقربین گرد عرش عظیم اور تمام ملاء اعلیٰ بیت المعمور کا کہ آسمان پر محاذی کعبہ واقع ہے طواف کر رہے ہیں کیا خوب نعمت ملی کہ ایسے مقبولوں سے مشابہت ملی اور کریم کا وعدہ ہے:

من تشبه بقوم فهو منهم۔

جو جس قوم سے مشابہت پیدا کرے گا وہ انہی سے شمار کیا جائے گا مگر طواف جسم بے طواف قلب بیکار ہے اگر دل حاضر نہیں تو یہ گرد پھرنا عبث سر پھرانا ہے۔ جب حجر اسود کا بوسہ لے یاد کر کہ یہ وہ پتھر ہے جس میں تمام مخلوق سے حق سبحانہ نے عہد اطاعت لے کر وہ کاغذ میثاق اسے کھلا دیا ہے اس کا چومنا در حقیقت اس عہد کا تازہ کرنا ہے پھر خدا سے پیماں شکنی کر کے کس کا ہو کر رہے گا اور کوشش کر کہ اخلاص وصدق نیت باعث قبول عمل ہوتا یہ پتھر روز قیامت تیرے لئے گواہی دے اور خیال کر کہ بیشک اس پتھر پر حضور سید المرسلین ﷺ کے لب ہائے مبارک نے مس فرمایا ہے۔ شرم کر کہ تیرا منہ اور وہاں تک پہنچنا اور لحاظ رکھ کہ جو لب ایسی جگہ مس کرنے سے مشرف ہوئے اب تو ان سے کلام بیہودہ و نامرضی نہ نکالیے ورنہ ان برکات کے فوت ہونے کا اندیشہ ہے۔ جب ملتزم سے چمٹے محبت و شوق کا قصد کر اور اسی طرح امید رکھ کہ تیرے جسم نے وہاں مس کیا جہاں تن نورانی رسول اللہ ﷺ نے

مس فرمایا تھا عجب کیا کہ جسم محبوب و بیت مقدس کی برکت سے تیرے بدن کو آتش دوزخ سے بچالیں جب غلاف کعبہ سے لپٹے خیال کر کہ ایک بیکس بے یار و سیاہ گناہگار اپنے گناہوں سے اس بادشاہ غفور رحیم کی بارگاہ میں التجا لایا ہے اور اس کا دامن پکڑ کر کہہ رہا ہے میرا تیرے در کے سوا کہیں ٹھکانہ نہیں اور تیرے کرم و عفو کے سوا کوئی ملجا و ماویٰ نہیں مجھے یہ دامن بڑا وسیلہ ہاتھ آگیا اسے نہ چھوڑوں گا جب تک تو اپنے فضل سے میرے گناہوں پر قلم مغفرت نہ پھیر دے اور آئندہ اپنے دشمنوں سے مجھے رہائی دے اور یقین جان کہ کیسا ہی سخت نافرمانبردار غلام ہو جب اپنے کریم و رحیم مولیٰ کا دامن پکڑ کر مچل جاتا ہے کہ میں تو بے عفو کئے نہ مانوں گا تو اسے رحم ہی آجاتا ہے اور اس کی خطاؤں سے درگزر فرماتا ہے پھر حق تبارک و تعالیٰ تو ارحم الرحمین و اکرم الاکرمین ہے جل جلاله و لا اله الا هو۔ جب صفا و مروہ کے درمیان دوڑے اور سات پھیرے کرے خیال کر اس وقت میں نے اس بندۂ مطیع فرمانبردار جاں نثار کی سی صورت بنائی ہے جو اپنے مولیٰ کی خدمت میں نہایت سرگرم ہے۔ ایک دم پاؤں اس کا زمین سے نہیں لگتا کبھی آتا ہے کبھی جاتا ہے یا مثل اس فقیر بینوا کے جسے اس کی محتاجی نے بیتاب کر رکھا ہے دروازۂ کریم پر آتا ہے اور اس کی صفت و ثنا کر کے سوال کرتا ہے مگر اسے نہیں کھلتا میرے حق میں کیا حکم ہوا لوٹ جاتا ہے پھر بیقراری اس کی اسے واپس لاتی ہے اور دیر تک اسی حالت میں رہتا ہے یا مثل اس عاشق جان سوختہ کے جو کوچۂ محبوب میں سرگرداں پھر رہا ہے۔ جمال جاناں نظر نہیں آتا اور دل کی بے چینی اسے ایک دم قرار نہیں لینے دیتی اور تصور کر ایک دن میزان کھڑی کی جائے گی ایک پلہ میں نیکیاں دوسرے پلہ میں گناہ رکھے جائیں گے تو اس پریشانی میں کہ دیکھئے کونسا پلہ غالب ہوتا ہے مضطرب پھرتا ہوگا کہ کبھی اس پلہ پر جائے گا کبھی اس پر اور حالت خوف و رجا دل کو زیر و زبر کر رہی ہوگی جب نویں رات منیٰ میں سوئے اور صبح کو عرفات جانے کا قصد ہو یاد کر ایسے ہی ایک روز خواب مرگ سے اٹھ کر میدان محشر میں جانا ہوگا اور یہی خلق کا ازدحام اور امید و بیم کا عالم ہوگا جب عرفات میں وقوف کرے تو لوگوں کا اطراف و اکناف سے آ کر ایک زمین میں جمع ہونا اور ہر ایک کا اپنے لئے آواز بلند کرنا اور مختلف

لغتوں میں اللہ جل جلالہ کو پکارنا اور ہر قافلہ کا اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ ہونا اور ان کے ہمراہ چلنا اور ضعفا و عاجزین وزناں و اطفال کا دوسروں سے اعانت چاہنا دیکھ کر اس مضمون کو بالکل عرصات قیامت پر منطبق کر کہ اسی طرح تمام عالم ایک میدان میں مجتمع ہوگا اور ہر ایک اپنی اپنی فکر میں ہوگا مختلف زبانیں طرح طرح کی آوازیں رنگ رنگ کی صورتیں پھر ہر فرقہ اپنے امام کے ساتھ ہوگا، انبیاء اپنی اپنی امتوں کو لئے کھڑے ہوں گے گناہگار نیکوں سے شفاعت طلب کریں گے اس وقت دیکھا چاہیئے مجھے اپنے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں اور ان کے نشان والا شان کے نیچے جگہ ملتی ہے اور میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں۔

اللهم احشر نافی زمرته وارزقنا من شفاعته آمین۔

اور اعتقاد رکھ کہ یہ دن بیشک افضل الایام ہے اور آج رحمت الٰہی خلق کی طرف بے انتہا متوجہ ہے اور یہ موقف ہرگز اوتاد و ابدال و صلحاء و اولیاء سے خالی نہیں خدا کے نیک بندے اپنے دلوں کو خیال غیر سے پاک کئے ہوئے اس کے حضور گڑگڑا رہے ہیں ان کے وہ ہاتھ اس کی طرف پھیلے ہیں جنہیں وہ خالی نہیں پھیرتا اور وہ گردنیں اس کی رحمت کی جانب بلند ہیں جو ہمیشہ اس کے حضور جھکی رہی ہیں اور وہ آنکھیں اس کی مہربانی پر کھولے ہوئے ہیں جنہوں نے اس کی یاد میں دریا بہائے ہیں اور رات رات بھر نیند سے آشنا نہ ہوئیں پھر بالیقین ان کی دعا اور ان کا عمل سب مقبول ہیں اور کریم کی عادت نہیں کہ مجمع سائلین سے بعض کو دے اور بعض کو محروم پھیرے ایسے ہی لوگوں کی نسبت فرماتا ہے۔

هم القوم لا یشقی بهم جلیسهم۔

وہ وہ لوگ ہیں کہ ان کا پاس بیٹھنے والا بدبخت و محروم نہیں رہتا علاوہ بریں یہ مقبولان خدا ہرگز تنہا اپنی مغفرت و قضائے حاجت کے طلبگار نہیں بلکہ تمام اہل موقف کو ان کی دعا شامل ہے۔

وللارض من کاس الکرام نصیب

تو بالیقین حسب وعدۂ الٰہی میرے سب گناہ بخشے گئے اور آج ایسا ہوگیا کہ گویا

ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اسی واسطے کہا جاتا ہے جو وقوف عرفہ کرکے گمان کرے کہ اس پر کوئی گناہ باقی رہا اس سے بڑھ کر کوئی گناہگار نہیں۔

عیاذاً باللہ ورزقنا اللہ حسن الایمان آمین۔

جب رمی جمار کرے اطاعت امر الٰہی کا قصد کر اور اپنی عقل کو دخل نہ دے الحذر کہ تیرے دل میں خیال گزرے اس فعل کی کوئی غایت سمجھ میں نہیں آتی ایک بیہودہ وعبث سا کام معلوم ہوتا ہے اے نادان ایک کھلی غایت وغرض اس میں بھی موجود کہ ایسے حکم کے امتثال سے کمال عبودیت وغایت انقیاد مفہوم ہوتا ہے جس کام کی خوبی ومنفعت خود سمجھ لی اس میں محض اطاعت نہ رہی بندہ وہ ہے جو مولیٰ کے حکم میں عقل کو دخل نہ دے مردہ بدست زندہ ہو جائے تجھے جو کہا وہ کر اس سے کیا کام کہ کیوں کہا اور کیا فائدہ۔

لا یسئل عما یفعل وھم یسئلون۔

طبیب جو تجھے دوا بتاتا ہے بے اندیشہ پی جاتا ہے گو اس کی ماہیت وافعال و خواص سے آگاہ نہ ہو اور سمجھ لیتا ہے طبیب دانا ہے اور میرے ازالۂ مرض کی فکر رکھتا ہے اس نے کچھ تو میرا فائدہ سمجھ ہی لیا ہوگا اللہ جل جلالہ پر اس قدر اطمینان بھی نہیں رکھتا وہ تو ارحم الراحمین ہے اور سب حکیموں سے بڑھ کر حکیم معہذا اس میں ایک پیغمبر جلیل القدر یعنی سیدنا خلیل اللہ ابراہیم علیہ وعلیٰ نبینا الصلوٰۃ والتسلیم کے ساتھ تشبہ ہے کہ ان مقامات پر ابلیس لعین ان کا متعرض ہوا تھا تا ان کے حج میں کچھ شبہ ڈال دے یا قابو چلے تو کسی معصیت میں آلودہ کر دے حق سبحانہ وتعالیٰ نے انہیں حکم دیا مردود کو پتھر ماریں کہ خائب و خاسر لوٹ جائے اور امید اس کی ٹوٹ جائے ہم بھی انہیں کا اتباع کرتے ہیں اگر تیرے دل میں اندیشہ گزرے انھوں نے تو شیطان کے پتھر مارے تھے اب شیطان کہاں ہے جس کے میں پتھر ماروں تو سمجھ لے کہ اگر شیطان یہاں موجود نہیں تو یہ وسوسہ تیرے دل میں کس نے ڈالا مستعد ہو کر اسی کے پتھر مار اور اطاعت حکم الٰہی سے ملعون کے دل پر زخم کاری لگا جب ذبح ہدی واضحیہ کرے اسے بھی اسی طرح امتثال امر ربانی واقتدائے سنت ابراہیمی سمجھ اور امید رکھ کہ اس کے ہر عضو کے عوض تیرا ہر عضو انشاء اللہ تعالیٰ نار دوزخ سے

آزاد ہو گا اور جہد کر کہ آدمی ہو کر ایک جانور سے کم نہ ہو جا جس نے اس کے حکم سے اپنی گردن دے دی اور تجھ سے اس کی مرضی کا کوئی کام نہیں بن پڑتا بعد تمام حج کے ہمیشہ طاعت الٰہی واجتناب مناہی میں سرگرم رہ کہ دلیل قبول حج ہے حیف ہے جو نگاہ خدا کے گھر پر پڑے اب کسی حرام قصد سے اٹھے وادریغا جن ہاتھوں غلاف کعبہ چھوا موقف عرفات میں خدا کی طرف بلند ہوئے۔ اب ان سے امر نامشروع صادر ہو جو لب تلبیہ وبوسۂ حجر سے مشرف ہوئے اب ان سے سخن ناشائستہ نکلے جو پاؤں راہ خدا میں چلے اب ان سے کار ناشائستہ کی طرف جائے جو بدن مجمع اقطاب وابدال ومجلس ذکر ذوالجلال میں حاضر رہا اب محفل لہو ولعب ومجمع فساق وفجار میں شریک ہو۔

اللهم انا نسئلك التوفيق والهداية والثبات على امرك فى البداية والنهاية فاغفر لنا ذنوبنا و اسرافنا فى امرنا واختم لنا بالحسنىٰ واقض لنا حوائجنا انك اكرم مسئول ورحمك خير مامول واستغفر الله ربى ان ربى لغفور رحيم ولا حول ولا قوة الا بالله العلى العظيم٥ خاتمه رزقنا الله حسنها۔

زیارت سراپا طہارت مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفا میں

ہر چند موضوع اس مختصر کا صرف ارکان اربعہ ہیں اور یہ مبحث ان سے جدا مگر یہ ذکر اس کا ہے جس کی یاد یاد الٰہی سے مفارق نہیں یہاں وہ نام پاک ورد زبان ہو گا جو آرام جاں ہے اور زیور ایمان جس کے بغیر مسلمانوں کو کبھی تسکین ممکن نہیں کوئی ذکر کوئی چرچا کیسا ہی نفیس وعمدہ ہو دل مومن بعد نام خدا کے اس میں اسی نام کا جویاں ونگراں رہتا ہے اگر اس سے خالی دیکھتا ہے بجھ جاتا ہے اور مزہ کامل نہیں پاتا یہ وہ نام ہے جسے خالق ارض وسماء جل جلالہ نے زمین وآسمان ومہر وماہ کی پیدائش سے بیس لاکھ برس پہلے اپنے نام کے ساتھ عرش بریں پر لکھا حق عز مجدہ کو یہی نام ایسا بھایا جس سے تمام عالم بالا آباد فرمایا سدرۃ

المنتہیٰ کے پتے اور جنت کے ہر قصر وغرفے اور ہفت آسمان کے تمام مواضع واماکن کو اس سے زینت دی اور حورعین کے سینوں اور ملائکہ مکرمین کی آنکھوں پر اسے تحریر فرما کر صفا و روشنی بخشی۔ اہل ایمان کو بھی لازم کہ بعد ذکر الٰہی ہمیشہ علی الدوام یاد مصطفیٰ ﷺ میں مصروف رہیں اور کسی وقت کسی حال میں اپنے دل وزبان وقلم کو اس سے خالی نہ رکھیں ذکر محبوب بے تقریب محبوب ہے چہ جائیکہ معیت ذکر الٰہی باعث کافی موجود ہو ایمان کے دو جزو ہیں۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اگر مباحث پیشین لا الہ الا اللہ سے متعلق تھیں یہ بحث محمد رسول اللہ سے علاقہ رکھتی ہے معہذا جس طرح حج کے بعد زیارت مدینہ طیبہ کو حاضر نہ ہونا ظلم وجفا ہے اسی طرح اس کا بیان کرکے اسے چھوڑ جانا بیجا وخطا بنا بران فقیر اس خاتمہ کی برکت سے رسالہ کو جلوہ گاہ مسک الختام کرتا ہے اور اسے دو فصل پر منقسم کرکے دونوں جہان میں حسن انجام کی امید رکھتا ہے۔

وبا اللہ التوفیق وبہ الا عتصام ولا حول ولا قوۃ الا باللہ المھیمن العلام۔

فصلِ اوّل

فضائل زیارت سراپا طہارت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم اور اس کے تارکین کی مذمت وبیان حرمان دولت میں

اعاذنا اللہ منہ قال اللہ تبارك و تعالیٰ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیماo

اور اگر وہ جب اپنی جانوں پر ستم کریں تیرے پاس حاضر ہوں پس خدا سے بخشش چاہیں اور بخشش چاہے رسول ان کیلئے البتہ پائیں خدا کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان آیہ کریمہ دردمندان مرض معصیت کو دوائے جاں بخش وروح افزا بنانے اور انھیں دارالشفائے سرور مسیحا محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرف ہدایت فرماتی ہے کہ جو ستمگار ہماری

نافرمانیوں سے اپنی جان پر ظلم کرے وہ تیری بارگاہ بیکس پناہ میں آستاں بوس ہوکر اپنے درد دل کا علاج چاہے گا اور تو شربت خوشگوار استغفار سے اس تشنہ کام کا معالجہ فرمائے گا حضرت شافی مطلق حکیم برحق جل جلالہ اسے شفائے کامل دعاجل بخشے گا یہاں سے مثل ماہ نیم ماہ ومہر نیم روز روشن کہ آستانۂ نبوت پر حاضر ہوکر استغفار مغفرت ذنوب میں اثر تام رکھتی ہے دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے۔ وسارعوا الی مغفرة من ربکم۔ جلدی کرو اپنے رب کی مغفرت کی طرف ان دونوں آیتوں کے ملانے سے یہ نتیجہ پیدا ہوا کہ ہم گنہگاروں کو خاک بوسی عتبہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہایت شتابی چاہیئے۔ اور ہرگز ہرگز اس میں توقف کی راہ نہ دیں کہ موت کا وقت معلوم نہیں کیا عجب مہلت نہ دے اور یہ نعمت بے بہا ہاتھ سے جائے اور آیہ کریمہ کی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات دنیوی سے تخصیص محض تحکم قصر پر کیا دلیل قائم اور کونسی ضرورت اس کی طرف داعی اگر ایسی ہی تخصیصات بے مخصص کا دروازہ کھولا جائے شریعت مطہرہ سے امان اٹھ جائے تمام احکام میں جس کا جی چاہے قیدیں لگالے بلکہ منع تخصیص پر دلائل حاکم اولاً آیہ کریمہ اگرچہ لفظاً اخبار ہے مگر معنے فرقہ عصاۃ کو اس طریقہ استغفار کی طرف ارشاد ہے: کما لا یخفی اور احکام الٰہیہ زمان دون زمان یا قوم دون قوم سے خاص نہیں ہوتے۔

الا مادل البرهان علی تخصیصه۔

بلکہ اگر غور کیجئے تو ہم بہ نسبت صحابہ کہ سب خیار وعدول تھے اس دوا کی طرف زیادہ محتاج عقل تقاضا کرتی ہے کہ کریم جب درخزانہ کھولے مالداروں کو عطا فرمائے اور ان عاجزان بیکس کو محروم رکھے جنہیں شدت فاقہ نے تالب گور پہنچا دیا ہے۔ ثانیاً نبی کے پاس حاضر ہونا دونوں صورتوں میں صادق خصوصاً جبکہ احادیث صریحہ میں صاف ارشاد فرمایا جو میری قبر کی زیارت کو حاضر ہوا گویا میری زندگی میں میری زیارت کو آیا ثالثاً علماء مصرح کہ انبیائے کرام وحضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام بحیاۃ حقیقیہ دنیاویہ قبور میں زندہ ہیں اور حدیث سے ثابت ہمارے اعمال حضور میں پیش کئے جاتے ہیں نیکیوں پر مسرور ہوتے اور برائیوں پر استغفار فرماتے ہیں۔ رابعاً ائمہ محققین دائماً آیہ کرمہ سے فضل

زیارت روضہ منورہ پر استدلال کرتے رہے اور زائرین کا حضور قبر اعطر میں اسے تلاوت کرنا قرناً فقرناً ماثور وکفٰی بہذا اسنداً اور احادیث اس باب میں بکثرت وارد یہاں بیان بعض پر اقتصار ہوتا ہے وباللہ التوفیق۔

حدیث اوّل

دار قطنی بیہقی ابوالشیخ ابن ابی الدنیا ابوبکر بزار قاضی محاملی عقیلی ابن عساکر حافظ ابو طاہر سلفی طبرانی ابن خزیمہ ذہبی اور ابو احمد ابن عدی کامل اور حافظ ابو الفرج شمس الدین ابن الجوزی کتاب مثیر العزم الساکن الی اشرف الاماکن اور حافظ فقیہ شیخ عبد الحق حنفی کہ بشہادت شیخ عبد الحق محدث دہلوی اعاظم علمائے حدیث سے ہیں احکام صغریٰ واحکام کبریٰ میں کہ ان میں صرف احادیث صحیحہ جمع کرنے کا ذمہ کیا ہے۔ باسانید خود بابعضھم عن بعض سیدنا وابن سیدنا عبداللہ بن عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من زار قبری وجبت لہ شفاعتی۔ جو میری قبر شریف کی زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جائے اور روایت بزار میں ہے حلت لہ شفاعتی اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو جائے حافظ عبداللہ وہبی اس حدیث کی تحسین اور شیخ عبد الحق التزاماً تصحیح کرتے ہیں علماء فرماتے ہیں یعنی زائر ایک شفاعت خاصہ سے مختص ہو گا کہ اس قسم کی شفاعت اس کے غیر کے لئے اصلاً نہ کی جائے گی یا اس کے لئے زیادت نعیم یا تخفیف ہول قیامت یا جنت میں بے حساب جانے یا اس میں درجات بلند پانے یا زیادت دیدار الٰہی کے لئے جداگانہ شفاعت فرمائیں گے کہ یہ اقسام شفاعت ہر چند اوروں کے لئے بھی ہوں گے مگر زائر اس سے نصیب وبہرہ وافر کا مستحق ہو گا یا معنی یہ ہیں واللہ اعلم کہ زیارت قبر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم حسن خاتمہٗ وموت علی الایمان کی موجب ہوتی ہے جس کے سبب زائر مستحقان شفاعت میں کہ اہل اسلام میں بالضرور داخل ہوتا ہے اور شیطان اسے راہ ایمان سے پھیر کر حرمان شفاعت کا داغ نہیں لگا سکتا فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ اور یہ کچھ ان کے کرم سے بعید نہیں عالم حیات ظاہری میں اس جمال جہاں آرا کے دیدار سے مشرف ہونا

مسلمان کو سوءِ خاتمہ سے بچاتا ہے صحابہ کرام سب کامل الایمان تھے اور ایمان پر دنیا سے گئے اور حضور کی زیارت بعد وفات مثل زیارت زمان حیات ہے پس اگر ہم سرگشتگان وادی معاصی کو جیسے محض اپنے فضل و کرم سے آستاں بوسی کا اذن دیا اور حاضری دربار سے مشرف فرمایا عجب کیا کہ دم نزع بیکسوں کی دستگیری فرمائیں اور پنجۂ دشمن سے نجات دے کر اس ایمان کو جو انھیں کی سرکار سے عطا ہوا ہے سلامت رکھیں۔

وما ذالك على الله بعزيز o ان ذالك على الله يسير o ان الله على كل شئ قدير o

اور لفظ شفاعتی میں شفاعت کو اپنی طرف سے اضافت فرمانا اس کے اظہار عظمت کے لئے کہ جیسا شفیع عظیم اسی قدر شفاعت بڑی اور نہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی افضل نہ ان کی شفاعت سے کسی کی شفاعت اکمل گویا ارشاد ہوتا ہے کہ بہت گنہگاروں کی ملائکہ و انبیاء و علماء و شہداء وغیرہم مقربان خدا شفاعت کریں گے اگرچہ وہ شفاعت بھی درحقیقت ہماری ہی شفاعت ہے۔

كما قال صلى الله عليه وسلم وانا صاحب شفاعتهم ولا فخر۔

مگر جو ہماری زیارت کو حاضر ہوا اس کو ہماری بارگاہ بیکس پناہ سے ایک علاقہ خاصہ ہے جو غیر کو نہیں کہ جو کریم کے دربار پر آیا وہ تو اسی کا ہو چکا اور اس پر اس کی دستگیری و غمخواری لازم ہو گئی پس اس کے زخم دل پر ہم خود بنفس نفیس مرہم رکھیں گے اور ہر آفت سے بچا کر جیسے یہاں ہمارے آستانہ پر جبہ سائی کی تھی وہاں بھی اپنے جوار رحمت خاص میں جگہ دیں گے الا اے آورگان دست عصیاں وستم دیدگان نفس و شیطان دوڑو اور اس دولت و سعادت کو لو بینوا و مژدہ ہو خوان جود بچھایا گیا اور صلائے عام دی گئی جو آیا اس نے پایا اور کیا کچھ پایا اور جس نے قدم ہٹایا محروم رہا اور محروم مرا اور قیامت کو بھی محروم اٹھے گا۔

الا اے رستگاری خواہ خود بشتاب سوئے او بیا و جود عام مصطفائی را تماشا کن
اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری بدرگاہش بیا و ہرچہ می خواہی تمنا کن

حدیث ثانی

طبرانی معجم کبیر اور دار قطنی امالی اور ابو بکر مقری معجم میں اور حافظ سلفی و حافظ ابن عساکر و حافظ ابو نعیم بطرق خود ہا مثل حدیث سابق اور حافظ ابو علی سعید بن السکن بغدادی کتاب السنن الصحاح میں کہ تجرید احادیث صحیحہ کی متکفل ہے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من جاء نی زائر الاتعمله الازیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعاً یوم القیمة۔

جو میرے پاس میری زیارت کو حاضر ہوا کہ سوائے زیارت اور کوئی کام اسے نہ لایا ہو مجھ پر حق ہو جائے کہ روز قیامت اس کا شفیع ہوں امام

ابن السکن رحمۃ اللہ علیہ اشارۃً فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے اور اسے صرف زمانہ حیات والا پر مقتصر سمجھنا محض نادانی علمائے دین تصریح فرماتے ہیں کہ انبیائے کرام خصوصاً سید الانبیاء علیہ وعلیہم التحیۃ والثناء کا حال زمان حیات و بعد از وفات یکساں ہے وہ اپنی قبور میں حیات حقیقی ظاہری و دنیاوی سے زندہ ہیں روزی دیئے جاتے ہیں نماز وغیرہ عبادات بجالاتے ہیں موت ان کی صرف نظر عوام سے چھپ جانا ہے ورنہ خواص کی نگاہیں اب بھی اس جمال بے مثال کی جلوہ گاہ ہیں حضرت شیخ ابو العباس مرسی حضرت سیدنا شیخ ابو الحسن شاذلی قدس اسرارہما فرماتے ہیں اگر ایک آن جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نگاہ سے پوشیدہ ہو جائے اپنے آپ کو مسلمان نہ جانوں علاوہ بریں دائما اکابر علماء مثل حافظ ابن سکن مذکور کہ صدی چہارم کے اکابر اعیان سے ہیں اور امام علام تقی الملۃ والدین سبکی اور حافظ ابو الفضل احمد بن محمد خطیب قسطلانی اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی اور سید اجل نور الدین علی سمہودی وغیر ہم رحمہم اللہ اس حدیث کو فصل زیارت قبر شریف میں ذکر کرتے آئے اور یہ ایسا امر نہیں جس میں کوئی ذی عقل شک کر سکے اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد ہدایت بنیاد سے بین ومبرہن ہو گیا کہ زیارت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے

خاص اسی قصد سے شد الرحال مندوب اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پسند و مرغوب ہے یہاں تک کہ آنے والوں کو ہدایت فرماتے ہیں سوا ہماری زیارت کے دوسرا قصد نہ ہو۔ رئیس الحنفیہ محقق علی الاطلاق امام علام کمال الدین محمد بن الہمام اسی حدیث سے فرماتے ہیں زائر کے لئے اولیٰ یہ ہے کہ پہلے سفر میں صرف نیت زیارت سید المرسلین ﷺ کی رکھے اور اس کے ساتھ قصد مسجد اقدس کو بھی شامل نہ کرے کہ نیت حضور کے لئے خالص رہے اور مدینہ طیبہ پہنچ کر بعد زیارت شریف کے نیت مسجد پھر کرے یا دوسرے سفر میں دونوں نیتیں جمع کرے کہ اس صورت میں تعظیم و اجلال محبوب ذی الجلال ﷺ بیشتر ہے اور حضور کے ارشاد والا سے کہ سوا میری زیارت کے اور کوئی قصد نہ ہو موافق تر اور متاخرین نے ہر چند نیت مسجد اقدس کو بھی مناسب سمجھا اور اسے حضور کے لئے اخلاص نیت کے منافی نہ جانا کہ اگر مسجد کا قصد ہے تو وہ کس کی وجہ سے ہے وہاں بھی حضور ہی کا جلوہ ہے اور انہیں کی مسجد کہلاتی ہے انہیں سے علاقہ رکھتی ہے مگر کوئی پیشوائے دین اہل حق و تحقیق سے اس کا قائل نہ ہوا کہ سفر میں صرف قصد مسجد رکھیں اور زیارت شریف اس کے طفیل میں ہو اور کیسے کوئی رسول اللہ ﷺ کے خلاف ارشاد پسند کرے گا یا حضور کے پاس حاضری کو دوسرے امر کا تابع و طفیلی ٹھہرائے گا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

حدیث ثالث

دار قطنی بیہقی طبرانی ابو یعلی ابن عدی ابن عساکر محاملی سعید بن منصور اور حافظ ابن النجار بغدادی کتاب الدرۃ الثمنیۃ فی اخبار المدینہ اور حافظ ابن جوزی مثیر العزم الساکن میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں من حج فزارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی جس نے حج کیا پھر میری قبر کریم کی زیارت کی بعد میری وفات کے گویا وہ میرے جمال جان افروز کے دیدار سے مشرف ہوا میری حیات میں اور بیہقی و ابن النجاری نے لفظ و صحبنی زیادہ کیا یعنی گویا اس نے میری زندگی میں میری

زیارت کی اور میرے شرف صحبت سے فیض یاب ہوا ہاں اے زائران آستان مصطفوی و خاکبوسان عتبہ علیہ نبوی صلوات اللہ وسلامہ علیہ طوبے وتہنیت تم پر فدا ہے اور آسمانوں سے تمہیں مبارکباد کی پیہم صدا تمہارے آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمہاری نسبت فرماتے ہیں گویا ہمیں ہمارے حیات ظاہری میں دیکھا اور پھر یہ بھی ارشاد ہے کہ

من رانی فقد رای الحق۔

جس نے مجھے دیکھا بیشک اس نے حق کو دیکھا اے عزیزو اگر تم صحابی نہیں گویا صحابی ہو دل و جان تمہاری ان آنکھوں پر قربان جن میں روضۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکس جلوہ گر ہوا اور بہار انوار ان نگاہوں پر نثار جنہوں نے ایسے گلستان ہمیشہ بہار میں جولاں کیا حقا آنکھیں تمہاری آنکھیں ہیں اور قسمت تمہاری قسمت۔

رزقنا الله العود الى هذا الحريم الكريم كرة بعد كرة ومرة بعد مرة فى عافية ومسرة من دون بلاء ومعتره امين۔

حدیث رابع

ابوداؤد طیالسی و حافظ ابونعیم اور بیہقی سنن کبیر میں اور حافظ ابن ساکر حضرت امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من زار قبرى او قال من زارنى كنت له شفيعاً وشهيدا ومن مات باحد الحرمين بعثه الله عزو جل من الامنين يوم القيمة۔

یعنی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا جو میری قبر شریف کی زیارت کرے یا ارشاد ہوا جو میری زیارت کرے اور معنی واحد ہیں میں اس کا شفیع و گواہ ہوں اور جو دونوں حرم سے ایک میں مرے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت بے خوفوں میں اٹھائے۔

حدیث خامس

ابوجعفر عقیلی ابوبکر بیہقی حافظ ابن عساکر مرفوعاً راوی:

من زارنی معتمداً کان فی جواری یوم القیمته ومن مات
فی احد الحرمین بعثه الله من الامنین یوم القیمة۔

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو بالقصد میری زیارت کرے اور اسے مقصود اصلی جانے روز قیامت میرے سایہ اور میری امان میں ہو یا میرا ہمسایہ ہو اور جو حرمین میں سے کسی حرم میں انتقال کرے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن امن والوں میں محشور کرے۔

حدیث سادس

حافظ ابوالفتح ازدی بطریق سفین الثوری عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من حج حجة الاسلام وزار قبری وغزا غزوة وصلے فی
بیت المقدس لم یساله الله عزو جل فیما افترض علیه۔

جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کریم کی زیارت سے مشرف ہو اور ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ جل جلالہ اس سے فرائض کا حساب نہ لے یعنی جب فرائض کا حساب نہ ہوا تو واجبات وسنن تو دوسرے درجہ میں ہیں علماء فرماتے ہیں ممکن ہے یہ جزائے عظیم یعنی اعمال کی پرسش نہ ہونا ان چاروں باتوں کے اجتماع پر مترتب ہو یا ان میں سے ہر ایک یہ فضیلت رکھتی ہو فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ ترتیب ذکر سے ظاہر کہ زیارت اقدس جہاد نفل ونماز بیت المقدس سے افضل ہے فافہم۔

حدیث سابع

بیہقی ابن ابی الدنیا اور حافظ ابو الفرج مثیر العزم میں سیدنا انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

من زارنی بالمدینة محتسبا کنت له شفیعاً وشهیداً یوم القیمة۔

جو مدینہ آکر بانیت ثواب میری زیارت کرے میں روز قیامت اس کا شفیع وگواہ ہوں اور مثیر العزم میں بیہقی کی دوسری روایت سے ہے:

عن انس بن مالك قال قال رسول الله ﷺ من مات فی احد الحرمين بعث من الامنين يوم القيمة ومن زارنی محتسبا الی المدینة کان فی جواری یوم القیمة۔

یعنی ارشاد فرماتے ہیں جو احد الحرمین میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے اور جو میری زیارت کو بانیت ثواب مدینہ تک آئے روز قیامت میری امان میں ہو۔

حدیث ثامن

دار قطنی و بیہقی محاملی ابن عساکر حضرت حاطب بن ابی بلتعہ بدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

وهذا لفظ الدار قطنی عن حاطب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارنی بعد موتی فکا نما زارنی فی حیٰوتی ومن مات باحد الحرمين بعث من الأمنين يوم القيمة۔

یعنی سید المرسلین ﷺ فرماتے ہیں جس نے میری زیارت کی بعد میرے انتقال کے گویا اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں اور جو مکہ یا مدینہ میں وفات پائے روز محشر ہر ہول سے امن میں ہو۔

حدیث تاسع

حافظ ابو الفتوح سعید بن محمد بن اسمٰعیل یعقوبی اپنے جز میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول الله صلى الله تعالیٰ عليه وسلم من زارنی بعد موتی فکا نماز ارنی وانا حی ومن زارنی کنت له شاهداً اور شفیعاً یوم القیمة۔

یعنی حضور سرور عالم ﷺ فرماتے ہیں جو میری زیارت کرے بعد میری موت

کے گویا اس نے میری زیارت کی بحالت میری زندگی کے اور جو میری زیارت کرے میں اس کا گواہ یا شفیع ہوں قیامت کے دن۔

حدیث عاشر

حافظ ابو جعفر عقیلی وابن عساکر سیدنا وابن سیدنا حضرت عبداللہ بن عباس W سے روایت کرتے ہیں شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من زارنی فی مماتی کان کمن زارنی فی حیوتی ومن زارنی حتی ینتھی الی قبری کنت له یوم القیمة شهیداً او قال شفیعاً۔

جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے وہ مثل اس کے ہو جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور جو میری زیارت کو حاضر ہو یہاں تک کہ میرے مرقد انور تک پہنچ جائے میں روز قیامت اس کا گواہ ہوں یا فرمایا شفیع ہوں اور ابن عساکر کے لفظ یہ ہیں:

من زارنی فی المنام کان کمن زارنی فی حیوتی الحدیث۔

یعنی خواب میں میری زیارت سے مشرف ہونا ایسا ہے جیسا مجھے میری زندگی میں دیکھنا باقی الفاظ یکساں ہیں۔

حدیث حادی عشر

علامہ محقق عاشق المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم شیخ عبدالحق محدث دہلوی جذب القلوب الے دیار المحبوب میں نقل کرتے ہیں سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من حج الی مكة ثم قصدنی فی مسجدی، کتبت له حجتان مبرورتان۔

جو مکہ میں آکر حج کرے پھر میری نیت سے میری مسجد میں حاضر ہو اس کے لئے دو حج مبرور لکھے جائیں اور فرماتے ہیں حج مبرور کی جزا سوا جنت کے کچھ نہیں اور حق یہ کہ حج مبرور وہ حج ہے جسے حضرت اکرم الاکرامین جل جلالہ اپنے فضل وکرم سے قبول فرمالے

حاصل یہ کہ زیارت اقدس کے لئے جانا بشرطیکہ ریا وسمعہ وسوسۂ ادب سے خالی ہو حج مقبول کا ثواب رکھتا ہے اور اس کا عوض یہی ہے کہ اللہ جل جلالہٗ زائر کو اپنے نبی ﷺ کی رحمت و برکت وشفاعت وشہادت سے داخل جنت النعیم فرمائے۔

حدیث ثانی عشر

ابوالحسن یحییٰ بن حسن جعفر حسینی کتاب اخبار المدینہ کے باب ماجاء فی زیارۃ قبر النبی ﷺ والسلام علیہ میں حضرت بکیر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابوالقاسم محمد مصطفیٰ ﷺ فرماتے ہیں:

من اتی الی المدینه زائر الی وجبت له شفاعتی یوم القیمة ومن مات فی احد الحرمین بعث امنا۔

جو مدینہ آئے میری زیارت کے لئے روز قیامت میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو جائے اور جو حرمین سے کسی حرم مرے بے خوف اٹھایا جائے۔

حدیث ثالث عشر

دار قطنی علل میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں۔

قال قال رسول الله ﷺ من زارنی الی المدینة کنت له شفیعاً وشهیداً۔

یعنی رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جو مدینہ آ کر میری زیارت کرے میں اس کا شفیع وگواہ ہوں۔

حدیث رابع عشر

ابن عساکر حضرت مولی المسلمین امیر المومنین علی مرتضی کرم اللہ تعالی وجہ الکریم سے موقوفاً راوی کہ فرماتے ہیں:

من سال لرسول الله صلى الله علیه وسلم الدرجة والوسیلة حلت له شفاعته یوم القیمة ومن زار قبر

رسول الله صلى الله عليه وسلم كان فى جوار رسول الله صلى الله عليه وسلم۔

جو شخص رسول اللہ ﷺ کے لئے درجہ علیا و وسیلہ عظمیٰ حق تعالیٰ سے مانگے روز قیامت نبی ﷺ کی شفاعت اس کے لئے حلال ہو جائے اور جو مرقد اطہر سید البشر ﷺ کی زیارت کرے رسول اللہ ﷺ کی امان میں ہو۔

حدیث خامس عشر

ابن حبان اور دار قطنی کتاب العلل وغرائب مالک اور ابو احمد ابن عدی کامل میں بطریق حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبد اللہ ابن الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حج البيت ولم يزرني فقد جفاني۔

جس نے خانہ کعبہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی تحقیق اس نے مجھ پر ظلم کیا اے عزیز پردہ غفلت چشم بصیرت سے اٹھا اور بغور دیکھ اس ارشاد میں تارک زیارت کے لئے کیسی سخت وعید ہے۔ علماء فرماتے ہیں جفا ایذا ہے اور ایذا رسول اللہ ﷺ کی حرام قطعی اللہ عز مجدہ فرماتا ہے:

ان الذين يؤذون الله و رسوله لعنهم الله فى الدنيا والآخرة ط

بیشک جو لوگ ایذا دیتے ہیں اللہ اور اللہ کے رسول کو ان پر خدا کی پھٹکار ہے دنیا و آخرت میں بالجملہ جو زیارت پر قادر ہو اور بلا عذر اس سے اعراض کرے وہ ناحق شناس اس وعید میں داخل ہے اور رسول اللہ ﷺ کا ہم پر حق یہ نہیں کہ عیاذاً باللہ انہیں ایذا پہنچائیں اور یزید کے وارث بنیں بلکہ یہ کہ ان کی خاک پا پر دل و جان نثار کریں اور ان کی محبت و یاد میں دو جہان فراموش رزقنا اللہ غایۃ وقصواہ بجاہ کل من احبہ ووالاہ صلی اللہ علیہ آلہ وصحبہ وبارک وسلم۔

حدیث سادس عشر

یحییٰ بن جعفر حسینی اخبار المدینہ میں مسنداً بطریق حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ اور ابن النجار درہ ثمینہ اور ابوسعید شرف المصطفیٰ میں اعضالاً حضرت سیدنا و مولانا اسد اللہ الغالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کرتے ہیں:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زار قبرى بعد موتى فكا نما زارنى فى حياتى ومن لم يزرنى فقد جفانى۔

جو میری قبر کی زیارت کرے بعد میری موت کے گویا اس نے میری زیارت کی میری زندگی میں اور جو میری زیارت نہ کرے پس بیشک اس نے مجھ پر جفا کی اور ابن النجار کے لفظ یہ ہیں:

روى عن على رضى الله تعالىٰ عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من لم يزر قبرى فقد جفانى۔

جو میرے مرقد مطہر کی زیارت نہ کرے اس نے مجھ پر ستم کیا یہ حدیث حدیث سابق سے سخت تر ہے کہ وہاں حکم حج پر معلق تھا کہ جو حج کر کے زیارت نہ کرے اس پر یہ وعید ہے اور یہاں مطلقاً فرماتے ہیں۔

حدیث سابع عشر

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن النجار کتاب الدرۃ الثمینہ فی فضائل المدینہ میں سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی:

قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من زارنى ميتا فكا نما زارنى حيا ومن زار قبرى وجبت له شفاعتى يوم القيمة وما من احد من امتى له سعة ثم لم يزرنى فليس له عذر۔

یعنی حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میری زیارت کرے در صورت میری وفات کے گویا اس نے میری زیارت کی بحالت میری حیات کے اور جو میری قبر کی

زیارت کرے اس کے لئے میری شفاعت روز قیامت واجب ہو جائے اور جو امتی میرا قدرت رکھتا ہو پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی حیلہ نہیں یعنی جب باوجود استطاعت میری آستانہ بوسی سے محروم رہا تو روز قیامت اس کا کوئی بہانہ نہ سنا جائے گا اور کوئی عذر و حیلہ کام نہ آئے گا۔

حدیث ثامن عشر

ابن فرحون نے مناسک اور حضرت امام حجۃ الاسلام ابو حامد محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہما نے احیائے العلوم شریف میں ذکر کیا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من وجد سعة ولم يقدم الى فقد جفاني۔

جس نے وسعت پائی اور میرے دربار میں حاضر نہ ہوا اس نے مجھ پر جفا کی عیاذا باللہ۔

فائدہ

اس تفصیل و جمع طرق سے ظاہر ہو گیا کہ زائر کے لئے وعدۂ صادقہ شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ صحابہ نے روایت کیا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادے عبد اللہ رضی اللہ عنہ اور ابن عم المصطفی عبد اللہ بن عباس اور انس بن مالک اور بکیر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم اور ان کی احادیث بیس ائمہ حدیث نے اپنی کتب میں رروایت کیں۔ دار قطنی طبرانی ابن خزیمہ بیہقی عقیلی ابن ابی الدنیا ابو بکر بزار ابو الشیخ محاملی ابن عدی ابن عساکر ابو نعیم ابو داؤد طیالسی ابن السکن سلفی ابو بکر مقری یحیٰ حسینی ابن جوزی ذہبی عبد الحق اور یہ بشارت جاں بخش کہ جس نے بعد وفات زیارت کی وہ مثل اس کے ہے جس نے عالم حیات میں زیارت کی چھ صحابیوں نے ابن عمر ابن عباس علی مرتضی خاطب بن ابی بلتعہ ابو ہریرہ انس رضی اللہ عنہم اور ان کی اخبار چودہ ایمہ نے ذکر کیں۔ دار قطنی عقیلی طبرانی بیہقی ابو یعلی ابن عدی ابن عساکر سعید بن منصور یعقوبی محاملی ابن النجار سید حسینی ابن جوزی ابو سعید اہل زیارت کے لئے یہی مژدہ انشاء اللہ دنیا و آخرت میں بس ہے اور معترضین منکرین کو انھیں

دولتوں سے محرومی کافی وباللہ التوفیق۔

فصلِ دوم: آداب زیارت سراپا کرامت میں

جب توفیق الٰہی مساعدت فرمائے اور عزم اس سفر سراپا ظفر کا مصمم ہو جائے واجب ہے کہ نیت لحاظ غیر سے خالص کرے اور استخارہ وتجدید توبہ ورد مظالم وارضائے ارباب حقوق وغیرہا اداب سفر بجالا کر بغایت خشوع وخضوع وادب ووقار وشوق وذوق اس راہ پاک میں جہاں سر اور آنکھوں سے چلنا چاہیئے بحالت امید وبیم قدم رکھے اور اپنے تمام اوقات بعد ادائے فرائض وقضائے حاجات ضروریہ انسانیہ ذکر شریف سید المرسلین ﷺ وتکثیر درود وسلام میں بسر کرے خصوصاً اوقات متبرکہ مثل آخر شب ووقت سحر علی الخصوص جب دیار محبوب قریب آجائیں کہ وہ زمانہ تجلی خاص کا ہے اور جس طرح ادھر شیدائیان دل فگار کا شوق نزدیکی کوئے جاناں سے دوبالا ہوتا جاتا ہے ادھر سے بھی اپنے قاصدان بارگاہ بے کس پناہ پر بسبب اس کے کہ وہ اس سرکار کے مہمان کہلائے جائیں گے رحمت خاصہ زیادہ ہوتی جاتی ہے۔ حدیث میں ہے حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے ایک گروہ ملائکہ اس کام کے لئے پیدا فرمایا ہے کہ جو لوگ زیارت رحمت اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قصد سے مدینہ طیبہ آتے ہیں اور راہ میں صلوٰۃ وسلام حضور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بھیجتے ہیں یہ ملائک حاضر دربار ہو کر عرض کرتے ہیں یارسول اللہ فلاں ابن فلاں بقصد زیارت والا آتا ہے اور یہ تحفہ سرکار میں پیش کرتا ہے اے عزیز اس سے زیادہ سعادت کیا ہے کہ تیری حاضری سے پہلے تیرا ذکر خیر اس محفل قدس منزل میں باریاب ہو اور باین آلودگی عصیاں وتلوثات بے پایاں تیرا اور تیرے باپ کا نام ان کے حضور لیا جائے۔

جاں میدہم در آرزوائے قاصد آخر باز گو   در مجلس آں نازنیں حرفے گراز ما مے رود

جب حرم مدینہ طیبہ زادہا اللہ شرفا وطیبا کے قریب پہنچے اور آنکھ وہاں کے درختوں اور پہاڑوں اور آثار ومعالم پر پڑے دامن اجلال وادب کمر ایمان پر چست باندھے اور ہمہ تن دریائے شوق وذوق میں ڈوب جائے دل غفلت پسند اگر ایسے وقت بھی خواب بے

خبری میں ہو اس نادان کا شانہ ہلائے اور کہے او بے وقت سونے والے او اپنے نفس پر ظلم کرنے والے جاگ اور ہوشیار ہو کہ یہ وقت خواب کا نہیں اشک بیتابی سے منہ دھو اور آنکھیں مل کر دیکھ کہ صبح تجلا جلوہ گر ہے اور نور کا تڑکا پیش نظر کوچۂ جاناں کی ٹھنڈی نسیمیں چل رہی ہیں فیض بہار سے تمناؤں کی کلیاں کھل رہی ہیں۔ صبائے رحمت کی نرم نرم چالیں عطر بیز ہیں مرغان خوش الحان ذکر محبوب میں ترنم ریز ہیں او بے خبر اگر اب بھی سویا کب جاگے گا۔

دیکھ تو طالع بیدار سے غم دور ہے آج — جاگ ظالم کہ طلوع سحر نور ہے آج

غرض جس قدر قرب زیادہ ہو درود و سلام کی تکثیر کرے اور دل کو خیالات این و آں اور زبان کو ذکر زید و عمرو سے دور رکھے جب حرم محترم مدینہ سکینہ میں داخل ہو یہ دعا پڑھے:

اللهم هذا حرم رسولك فاجعله لي وقاية من النار واماناً من العذاب وسوء الحساب○ اللهم افتح لي ابواب رحمتك في زرزقني وايارة نبيك صلى الله عليه وسلم ما رزقته اولياء ك واهل طاعتك واغفرلي وارحمني يا خير مسنون○

اور احسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے اور روتا ہوا سر جھکائے آنکھیں نیچی کیے چلے اور ہو سکے تو برہنہ پا بہتر ہے وفد عبد القیس جب حاضر خدمت اقدس ہوئے اور ان کی نگاہ جمال جہاں آرائے سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑی بیتابانہ سواریوں سے کود پڑے اور دوڑ کر حضور کے ہاتھ پاؤں چومے سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تے ان کے اس فعل پر انکار نہ فرمایا ہیہات ہیہات سواری کیسی یہاں تو پیادہ پا برہنہ قدم چلنا بھی مجبوری۔

جائے سرست اینکہ تو پا مے نہی — پائے نہ بینی کہ کجا مے نہی

علما فرماتے ہیں اگر اپنی آنکھوں پر چلتا تو جو حق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا اس) پر واجب ہے اُس کے سو حصوں سے ایک حصہ ادا نہ ہوتا۔

لو جئتكم قاصدا سعي على بصري — لم اقض حقا واى الحق اديت

جب نگاہ قبہ سعادت و برج کرامت پر پڑے اُس کی اور اُس آفتاب سپہر اجلال کی عظمت کا خیال کامل دل میں لائے جو اُس میں رونق افروز ہے اور جانے کہ یہ قبہ اُس زمین پاک پر مشتمل ہے جو بالاجماع تمام زمینوں یہاں تک کہ اماکن جنت و خاک کعبہ بلکہ بتصریح علمائے دین عرش بریں سے بھی افضل ہے اور عجب کہ جو مشتاق آفت رسیدۂ فراق ایک عمر کی تمنا کے بعد طے منازل و قطع مراحل کر کے اس مقام تک پہنچے اور خدا اُسے اپنے کرم سے یہ دن دکھائے پھر غایت بیتابی و وجد میں جامہ سے باہر نہ ہو جائے۔

چناں کہ رقص کناں گرم میرود مجنوں　　　　مگر زدور نگاہش بمحمل افتادست

بالجملہ بکمال ادب و ہیبت و وفور شوق و محبت آگے بڑھے اور اتنی عمر تک اپنی محرومی پر تاسف کرے اور حسن خاتمہ کی دعا مانگے کہ آخرت میں اُس جمال باکمال کے دیدار سے مشرف ہونا غایت خطر میں ہے اور ابھی کیا معلوم کہ اُس آستانہ پاک تک پہنچتے پہنچتے عمر ساتھ نہ دے پیک اجل آجائے اور دل کی حسرت دل میں رہ جائے۔

باینکہ کعبہ نمایاں شود ز پا منشیں　　　　کہ نیم گام جدائی ہزار فرسنگ ست

جب مدینہ شریف تک پہنچے قبل از دخول اور نہ بن پڑے تو بعد از دخول) پیش از حضور مسجد وضو و مسواک کرے اور غسل احسن ہے اور جامۂ سفید پاکیزہ پہنے اور نیا بہتر ہے اور سرمہ و خوشبو لگائے اور مشک افضل ہے اور اپنے مہربان پروردگار جل جلالہ کا شکر بجا لائے کہ اس ذرہ بے مقدار کو کہاں پہنچایا کہ رفعت آسمان بھی ہزاروں منزل پیچھے رہ گئی حدیث میں ہے جب زائر بقصد زیارت قریب مدینہ پہنچتے ہیں۔ ملائکہ کرام ہدایائے رحمت و تحفہائے عنایت کے ساتھ ان کا استقبال کرتے اور انواع مژدہ و بشارت ان کے شامل حال فرماتے اور گلہائے تشریف و اعزاز کے طبق بلبلان شیدا کے سروں پر لٹاتے ہیں۔

حبذا روز سعادت مرحبا یوم الوصال　　　　باغ من گل می کند امروز بداز چند سال

جب دروازۂ شہر میں داخل ہو صلاۃ و سلام عرض کرے اور یہ دعا پڑھے:

بسم الله ماشاء الله لا قوة الا بالله رب ادخلنی مدخل صدق و اخرجنی مخرج صدق واجعل لی من لدنك

سطنا نصیراo حسبی الله امنت بالله توکلت علی الله
لا حول ولا قوة الا بالله اللهم انی اسلك بحق السائلین
علیك وبحق ممشای هذا الیك فانی لم اخرج بطراً ولا
اشراً ولا ریاء ولا سمعة انما اخرجت اتقاء سخطك
وابتغاء مرضا تك ومرضات رسولك صلی الله علیه
وسلم اسلك ان تبعدنی من النار وان تغفرلی ذنوبی انه
لا یغفر الذنوب الا انت۔

اور ہر مسجد کو جاتے اس دعا کا التزام رکھے حدیث میں ہے اس کے لئے ستر ہزار فرشتے استغفار کو مقرر کئے جائیں گے اور حضرت رب العزت جل جلالہ اپنے وجہ کریم سے اس کی طرف توجہ فرمائے گا اب تمام ہمت اپنی تکثیر صلوٰۃ وسلام میں صرف کرے اور درود میں وہ کلمات مدائح مصطفیٰ وثنائے سید الانبیا علیہ وعلیہم الصلوۃ والسلام ذکر کرے جو اس بادشاہ عرش بارگاہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باعث خوشنودی ہوں عاشق جاں باختہ جب کوچہ محبوب میں پہنچتا ہے وہ دریائے شوق جو اس کے کوزۂ دل میں بند تھا۔ دفعتاً ابل پڑتا ہے اس وقت اسے سوایاد محبوب کے کچھ نہیں سوجھتا دل شوق دیدار میں شعلہ افگن ہوتا ہے اور زبان مدح و دعائے جاناں میں گلفشاں کہ شاید میری بات اس کے کان تک پہنچے اور اسے پسند آئے تو مجھ سے رضا مند ہو جائے۔

حمامة جرعی حومة الجندل اسجعی فانت بمرای من سعادو مسمع

اور رفعت وعظمت اس بقعۂ پاک کی دل میں لائے اور مراقبہ جلال وجمال محبوب ذی الجلال صلی اللہ علیہ وسلم میں مستغرق ہو جائے اور یہ خیال کرے کہ یہ وہ مکان پاک ہے جسے حضرت حق سبحانہ نے اپنے حبیب پاک کی آرامگاہ بتایا اور اس بادشاہ والا جاہ کا دارالسلطنت وتخت گاہ فرمایا یہ وہی شہر ہے جہاں کا ہر ہر کوچہ اس گل کی بو سے مہک رہا ہے یہ وہی شہر ہے جہاں کا ہر ہر ذرّہ اس آفتاب کی ضیا سے چمک رہا ہے یہ وہی شہر ہے جہاں سے تمام عالم پر برکات فائض ہوتی ہیں یہ وہی شہر ہے جہاں سے سب نامرادوں کو ان کی

دلی مرادیں ملتی ہیں یہ وہی شہر ہے جس کی سالہا سال جبرائیل امین نے کوچہ گردی کی ہے یہ وہی شہر ہے جہاں مدتہا مدت تک خطیرۂ قدس سے وحی اترتی رہی ہے یہ وہی شہر ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر سے لوٹ کر اس کے قریب آتے مرکب اقدس کو اس کے شوق میں تیز روان فرماتے۔

غالبا روز وصال یار نزدیک آمدست ہر دم از دل سرورے تازہ سر بر می زند

اور تصور کرے کہ وہ وقت ہے کہ مجھ جیسا غلام روسیاہ بندہ سراپا گناہ ایسے بادشاہ دو جہان خسرو عالمیان کے بارگاہ عرش جاہ میں جاتا ہے اگر طریقۂ آداب شاہی بقدر قدرت ملحوظ رکھے گا دو جہان کی نعمتیں اس سرکار سے پائے گا اور ایک دم میں تمام دفتر گناہ سفید ہو جائے گا اور جو عیاذا باللہ اپنی خباثت قلب سے سررشتۂ ادب ہاتھ سے دیا ایسا مارا جائے گا کہ پھر کہیں ٹھکانا نہ پائے گا یہاں آنے والوں کو ہر وقت در و دیوار سے ندا ہوتی ہے۔

اینکہ آرامگاہ پاک رسول اللہ است — اللہ اللہ چہ عجب در گہ والا جاہ است
پیش او چرخ زمینے ست خدا آگاہ است — گر تو بیباک رہی بند دریں جا راہ است
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ است — سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است
سارے گستاخوں کا سامان سزایاں ہو جائے — سرکشی سرد کرے سرد چراغاں ہو جائے
خم نہ تعظیم کو ہو زلف پریشاں ہو جائے — خندہ بیجا کرے گل چاک گریباں ہو جائے
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ است — سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است
ہمہ تن قطب ہوں افلاک نہ کھائیں چکر — موج دریا نہ بڑھے نوح کا طوفاں ہو اگر
پاؤں پھولوں پہ ادب سے نہ رکھے بادِ سحر — گرچہ ایں بارگہ رحمت عام است مگر
بے ادب پا منہ اینجا کہ عجب درگاہ است — سجدہ گاہِ ملک و روضۂ شاہنشاہ است

اب کہ اس شہر میں داخل ہو لیا ان ضروریات وحوائج سے جن کا لگاؤ باعث تشویش خلا و پریشانی قلب ہو بسرعت تمام فراغ پا کر پہلا کام یہ کرے کہ آستانہ والا کی طرف بنہایت خشوع و خضوع اپنی خوبی بخت پر ناز کرتا اور وفور شوق میں خون روتا متوجہ ہو

اگر رونا نہ آئے رونے کا منہ بنائے اور دل کو بزور رونے پر لائے کہ انشاء اللہ اس کی مداومت بھی باعث التہاب شوق وحصول گریۂ بے تکلف ہے اور اپنی سختی دل سے رسول اللہ ﷺ کی طرف التجا لائے عجب کیا کہ وہ جان مسیح جن کی ایک نظر مہر تمام امراض قلبی وقالبی سے شفا ہے نگاہ لطف فرمائیں اور اس کے دل مردہ کو جلائیں اے عزیز اگر آئینۂ دل خیال غیر کے رنگ سے پاک ہے تو جو مہ پارہ برج تصور میں جلوہ گر ہے آشکار او عیاں اس کا جمال دیکھ لے گا ورنہ نصیبہ تیرا بھی زیارت درو دیوار ہے وبس وہ نور پاک تو اس درجہ ظاہر ہے کہ ہزار آفتاب اس کی ادنیٰ تجلا میں محو ہو جائیں تیری خفاش منشی تیرے لئے پردہ و حائل ہو رہی ہے۔

اور ا بچشم پاک تو اں دید چوں ہلال — ہر دیدہ جائے منظر آں ماہ پارہ نیست

جب در مسجد پر حاضر ہو صلاۃ وسلام عرض کر کے قدرے توقف کرے گویا سرکار سے اذن حضوری طلب کرتا ہے پھر دہنا پاؤں پہلے رکھتا دعائے ماثور پڑھتا نہایت خشوع و خضوع وادب واجلال وہیبت ووقار کے ساتھ اس بقعۂ پاک میں داخل ہو اور اس وقت تمام ہمت اپنی جانب تعظیم وادب مشغول کرے اور قلب وجوارح کو خیال غیر وحرکات عبث سے باز رکھے مسجد اقدس کی آرائش وزینت ظاہری کی طرف نگاہ نہ کرے اور اگر کوئی شخص ایسا سامنے آئے جس سے سلام وکلام ضروری ہو حتی الوسع اعراض کر جائے اور نہ بن پڑے تو قدر ضرورت سے تجاوز نہ کرے اور اس وقت بھی زبان وچشم اس کے ساتھ مشغول ہوں اور گوشہائے قلب یکسر خالی تا کہ رجل لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ کا مصداق ہو اور یقین جانے کہ یہ اس عظمت والے تاجدار کا دربار عرش وقار ہے جسے اس کے مالک ومولیٰ نے تمام عالم کا فرماں روا بنایا اور اقلیم فرش سے کشور عرش تک سکہ و خطبہ اس کے نام نامی کا جاری فرمایا اس کے ادب واجلال کو اپنی تعظیم سے مقرون اور اس کے حضور آواز بلند کرنے کو حبط عمل کا موجب قرار دیا اے عزیز اس مقام عظیم میں کہ پورا پورا آئینہ ہے یوم یقوم الناس لرب العٰلمین۔ کا سب سے زیادہ کام کی بات جو استغراق وحضور ونور وسرور ووقار وہیبت اور خیال غیر سے غفلت کی مثمر ہو تصور حضور اقدس

کی حیات کا ہے چشم یقین کو سرمۂ ایمان سے روشن کر اور یقین جان کہ وہ جناب مزار اعطر و انور میں بحیات حقیقی دنیاوی ظاہری ویسے ہی زندہ ہیں جیسے قبل از طریان وفات تھے موت ان کی فقط تصدیق وعدہ انک میت کے لئے ایک امر آنی تھی اور انتقال ان کا صرف نظر عوام سے چھپ جانا بلکہ اب حیات اور تمام کمالی صفات مثل علم و سمع و بصر و قدرت و تدبیر و تصرف واختیار کاروبار عالم سے پہلے اکمل واوفر ہیں کہ کمالات والا یوماً فیوماً ترقی پر ہیں۔

قال اللہ سبحانہ وتعالیٰ وللاٰخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔

عالم غیب سے روشی دیئے جاتے ہیں اور بطریق تلذذ و تنعم نماز وعبادت الٰہی میں مشغول ہیں کہ ارشاد فرماتے ہیں:

وجعلت قرۃ عینی فی الصلاۃ۔

روضۂ انور سے جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں نظم ونسق عالم انھیں تفویض ہوا ہے تمام احکام ان کی رائے پر نافذ ہوتے ہیں امت کے روزنامچے روزانہ حضور میں پیش ہوتے ہیں سب کارنامے عرض اقدس تک پہنچائے جاتے ہیں ہر وقت ہمارے لئے دعا واستغفار میں مشغول ہیں تابہ قیامت امتی امتی پکارتے رہیں گے جو سلام عرض کرتا ہے جواب سے مشرف فرماتے ہیں اور اعتقاد کرے میں اس جناب کے پیش نظر ہوں حال میرا دیکھ رہے ہیں اور گفتگو میری سنتے بلکہ امام علامہ عاشق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت احمد بن محمد خطیب قسطلانی قدس اللہ سرہ العزیز وافاض علینا من برکاتہ مواہب شریف میں ارشاد فرماتے ہیں حضور اس کی نیات وخطرات سے آگاہ ہیں اور جو خیال دل میں گزرتا ہے اس پر مطلع وھوا لحق الناصع الذی لا مرتبہ فیہ۔ اب علماء کو اختلاف ہے کہ بعد دخول اس مکان جنت نشان کے پہلا کام زیارت حضور سید الانام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ و السلام ہے یا نماز تحیۃ المسجد جمہور علماء تقدیم نماز کے قائل ہیں لیکن اگر طالب صادق ومحب واثق کا دل اس دیر کو کسی طرح گوارا نہیں کرتا اور جذبۂ اشتیاق اسے کشاں کشاں لئے جاتا ہے تو بسم اللہ مانع کون ہے آنکھوں سے آئے اور اپنی وہ اصل مراد جس کے لئے گھر بار یار و دیار سے منہ موڑ دشت ہائے پرخار وجبال دشوار گزار قدم شوق سے پائے کوبان قطع کرتا آیا

ہے پائے اگر کوئی ترک مستحب کی وجہ پوچھے گا بیقراری و پروانہ واری اس دل سوختہ جاں باختہ کی خود جواب دے لے گی ورنہ مصلائے رسول اللہ ﷺ میں جہاں اب وسط مسجد میں محراب بنی ہے اور وہاں میسر نہ آئے تو حتی الوسع اس کے نزدیک دو رکعت نفل بہ نیت تحیۃ المسجد نہایت تخفیف واختصار میں صرف سورۂ کافرون واخلاص کے ساتھ ادا کرے مگر نہ ایسی حذف وکمی جس میں مراعات وواجبات وسنن فوت ہو جائے کہ اگرچہ عجلت بدرجہ غائت مطلوب ہے مگر خود صاحب سنن کے حضور ترک سنن کس درجہ معیوب ہے اور جماعت قائم ہو تو شریک ہو جائے کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی بعدہ اس رب بیمثال قادر ذوالجلال تعالیٰ کے لئے سجدۂ شکرانہ میں گرے جس نے اس ذرہ بے مقدار کو محض اپنی قدرت کاملہ سے ایسے ذروۂ علیا پر پہنچایا جہاں آفتاب پر تو خاک کا نام ہے اور ماہتاب تجلیات پیش پا افتادہ کا داغی غلام اور بتوسل سید المرسلین ﷺ جناب الٰہی میں دعا کرے کہ حسن ادب وتمام وقار وعز قبول روزی ہو مجھ بندہ ناتواں کی مجال نہیں کہ تیرے حبیب کی شان رفیع کے لائق جو تعظیم ہے اس کے لاکھ حصوں سے ایک پارہ بجالا سکے مگر یہ کہ انھیں کی رحمت تیرے حضور میری شفاعت کرے اور تقصیرات پر قلم عفو پھیرے تو نے بتایا تو میں نے ارادہ کیا اور تو ہی لایا تو یہاں تک پہنچا اب یہ بھی تیرا ہی کام ہے کہ قلب پر افاضۂ ادب واجلال فرمائے اور میرے ظاہر و باطن کو ناشائستہ و نابائستہ سے محفوظ رکھے جب ان سب مہمات سے فارغ ہوا تو اب وقت وہ آیا کہ منہ اس کامثل دل کے اس شباک پاک کی طرف ہو گیا جو اللہ جل جلالہ کے محبوب عظیم الشان رفیع المکان کی آرام گاہ اور ایسے بادشاہ غربا پناہ کی بارگاہ والا جاہ ہے الا اے مشتاق بیقرار مہجور دل فگار ہشیار خبردار کہ یہی وقت امتحان ہے اور آزمائش گاہ مرداں ۔

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق ہر ہوسنا کے نداند جام و سنداں باختن

ہاں یہ وہی مقام ہے جس کے لئے دور سے تجھے آداب سکھاتے لائے ہیں حزم وتیقظ کے عروۂ وثقی کو مضبوط تھام لے اور گردن جھکائے آنکھیں نیچی کئے لرزتا کانپتا بید کی طرح تھرتھراتا اپنی تردامنی کے عرق شرم میں سراپا ڈوبا قدم بڑھا ہاں اے سرگشتہ وادی

شوق و سیہ مست بادۂ ذوق ہشیار خبردار نادیدہ نچلنا اور پاؤں سنبھل کر رکھنا کہ یہاں راہ دم تیغ پر ہے اور ادنیٰ لغزش پا میں ایمان کا ضرر مانا کہ نائرۂ اشتیاق تیرے دل غم دیدۂ فراق میں آتش فگن ہے اور آج کوچۂ محبوب کی نرم نرم ہوائیں اس پر دامن زن اپنے تلوثات و تکدرات اور اس بارگاہ عرش اشتباہ کی عظمت وطہارت کے مراقبہ سے دریائے اشک ندامت کو جوش میں لا اور اس آتش دل وجگر سوز کو سرکشی سے بچا۔

حافظا علم وادب ورز کہ در حضرت شاہ ہر کہ را نیست ادب لائق قربت نبود

خضوع ووقار وتذلل وانکسار کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کر اور سوا سجدہ وعبادت کے جوبات ادب واجلال میں ادخل واکمل ہو حتی الامکان بجالا حضور والا کی جانب پائیں یعنی مشرق کی طرف سے آ کہ وہ جناب مزار پر انوار میں روبقبلہ جلوہ نما ہیں جب تو اس سمت سے حاضر ہوگا۔ اس تاجدار عرش وقار کی نگاہ بیکس پناہ تیری طرف ہوگی اور یہ امر تجھے دو جہان میں بس ہے پھر زیر قندیل میخ سیمیں کے محاذی جو دیوار حجرہ مقدسہ میں چہرۂ انور کے مقابل مرکوز ہے پہنچ کر پشت بقبلہ دست بستہ مثل نماز کھڑا ہو کتب معتمدہ میں اس معنی کی تصریح ہے اور زنہار شباک اقدس کے بوسۂ ومس سے دور رہ کہ خلاف ادب ہے ہاں اگر غلبہ حال واستیلائے شوق باعث ہو کیا مضائقہ۔ ع کہ سلطان نگیر دخراج از خراب

شیخ محقق فرماتے ہیں یہی مفتی بہ ومختار ہے مگر اس کے لئے تنہائی زیادہ سزاوار ہے۔ اب کہ تجھے یہ دولت بے نہایت حاصل ہوئی سلطنت ہفت کشور اس پر قربان کر اور ہیبت ووقار کے ساتھ مجرا وتسلیم میں مشغول ہو بآواز حزیں وصوت دردآگیں ودل شرمناک وجگر چاک چاک معتدل آواز سے نہ بہت نرم وپست نہ نہایت سخت وبلند عرض کر:

السلام عليك ايها النبى الكريم ورحمة الله وبركاته
السلام عليك يا رسول الله السلام عليك يا حبيب الله
السلام عليك يا خليل الله السلام عليك يا خير خلق
الله السلام عليك يا صفوة الله السلام عليك يا خيرة
الله السلام عليك يا سيد المرسلين السلام عليك يا امام

المتقین السلام علیک یا من ارسله الله رحمته للعلمین۔
السلام علیک یا مبشر المحسنین السلام علیک یا شفیع
المذنبین السلام علیک یا خاتم النبیین السلام علیک یا
سر الله المخزون السلام علیک یا درا لله المکنون
السلام علیک یا سرور القلب لمخزون السلام علیک
وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین ط والملئکة المقربین
السلام علیک وعلیٰ الك واهل بیتك واصحبك اجمعین ط
وسائر عباد الله الصلحین ط جزاك الله عنا افضل
واکمل ما جزی به رسولاً عن امته ونبیا عن قومه وصلی
الله وسلم علیک ازکیٰ واعلیٰ وانمیٰ صلاةً صلاها علیٰ
احد من خلقه اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شریك له
اشهد انك عبده ورسوله وخیرته من خلقه واشهد انك
بلغت الرسالة وادیت الامانة ونصحت الامة واقمت
الحجته وجاهدت فی الله حق جهاده وعبدت ربك حتی
اتیك الیقین وصلاة الله وملئکته وجمیع خلقه علیک یا
رسول الله اللهم اته الوسیلة والفضیلة والدرجة العالیته
الرفیعته وابعثه مقاماً محموداً الذی وعدته واعطه
المنزل المقعد المقرب عندك ونهایة ما ینبغی ان یساله
السائلون ربنا امنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع
الشهدین امنت بالله وملئکته وکتبه ورسله والیوم
الأخر والقدر خیره وشره اللهم فثبتنا علیٰ ذلك ولا
تردنا علیٰ اعقا بنا ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ هدیتنا وهب
لنا من لدنك رحمة ط انك انت الوهاب ○ ربنا اتنا من

لدنك رحمة وهئ لنا من امرا رشداً o ربنا اغفرلنا ولا

خوانتا الذين سبقونا بالايمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا

للذين امنوا ط ربنا انك رؤف رحيمo

بعدہ فرصت غنیمت جان اور زبان عرض بلحاظ آداب ظاہر و باطن کھول اور جو کہنا ہے کہ یہ وہ بارگاہ نہیں جس سے کوئی محروم جائے۔

حاشاہ ان یحرم الراجی مکارمه او یرجع الجار منه غیر محترم

پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر مطلق و مالک عالم معطی و مانع وضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملائکہ چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور یکبار اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گزر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پر ہوں یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھا لے مگر ارادۂ الٰہیہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہر گز ہر گز ممکن نہیں کہ ادنیٰ جنبش دے سکیں آخر۔

نقش با نقاش چوں نیرو کند

مخلوق کے علم و قدرت و سمع بصر کو اس کے صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ حادث وہ قدیم۔ یہ فانی وہ باقی یہ ناقص وہ کامل یہ اس کی عطائیں اس کی مخلوق اس کے قبضۂ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفتیں تمام شوائب نقص وشیون شین سے منزہ بلکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پر لانا وجود و عدم میں نسبت دینا ہے اشتراک یہاں مجرد اسمی اور تناسب مفاہیم صرف وہمی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود اس کی ذات پاک سے خاص باقی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کی جاوے محض ہالک ولاشے ہے آنکھوں پر کچھ پردے پڑے ہیں کہ عالم آباد نظر آتا ہے اگر سرمۂ توحید لگا کر دیکھئے تو بالکل سنسان لق ودق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے اور ہو کے سوا سب ہے نہیں ہیں باایں ہمہ اس قادر مطلق جل جلالہ نے اپنی حکمت کاملہ کے مطابق عالم ایجاد کیا اور انہیں مختلف رنگوں میں رنگا کوئی مجبور و بے علم محض ہے کسی پر اپنے علم وقدرت کا پرتو ڈالا

گو ہم نہ جانیں کہ وجود کیا ہے اور نہیں کو ہم ہے کیونکر کہتے ہیں بلکہ جب ہم خود ہی نہیں تو ہم کہنے والا کون ہے اور یہ کیا فارق ہے جو ہم میں اور پتھر میں رکھا گیا اور ہماری طبیعتیں ان صفات طیبہ کا پرتو کیونکر ہوئیں اتنا جانتے ہیں کہ ع ل م ق در میں شرکت ہے آگے خدا جانے اور ان میں بھی باہم کمی وزیادتی کا فرق رکھا بچہ سوا میں اور ماں کے کچھ نہیں جانتا اور بجز چند باتوں کے کچھ قدرت نہیں رکھتا پھر جب بڑھتا جاتا ہے اس کے علم وقدرت روز افزوں ہوتے ہیں پھر ان میں سے ایک فرقہ کو بے سابقہ خدمت بمحض عنایت اپنے اولیاء اور اپنے محبوب قرار دیا ان کے علوم کو وہ وسعت دی کہ ہفت آسمان اس کے حضور آئینہ تصویر ہیں اور قدرت کو وہ ترقی بخشی کہ احیائے موتی وابرائے ابرص وکمہ کرتے ہیں مغیبات پر اطلاع پاتے ہیں نہ اس طرح کہ وہ محض آلام بے استعمال آلات ہو کہ ان کی طرف اسے بنظر ظاہر بھی افاضت نہ کرسکیں بلکہ جیسے ہمیں ادراک مبصرات کے لئے آنکھ عطا فرمائی اور اس میں قوت باصرہ رکھی کہ بعد ارتفاع موانع واجتماع شرائط جو چیز سامنے آئی ہم نے جب چاہا آنکھ کھولی اور دیکھ لی اسی طرح انہیں ادراک مغیبات کے لئے ایک آلہ عطا فرمایا اور اس کے استعمال پر قدرت بخشی اور ان سب میں ایک ذات پاک کو سب کا سرتاج بنایا اور اسے اپنے نفس کریم کے لئے چن لیا اور واسطۂ ایجاد عالم ٹھہرایا کہ جو کچھ بنایا اس کے لئے بنایا اگر وہ نہ ہوتا کچھ نہ ہوتا اور جبکہ وہ مقصود اصلی ومنظور خاص تھا اس پر اپنی ذات و تمام صفات کا پورا پورا پرتو ڈالا ما کان وما یکون سے اسے آگاہ کیا تمام علوم اولین وآخرین اور ہزاروں زیادات خاصہ کا جامع فرمایا دنیا کے موجود ومستقبل کو اس کے پیش نظر کردیا کہ وہ ایک آن میں قیامت تک کی کائنات کو یوں دیکھ رہا ہے۔ جیسے اپنی ہتھیلی۔ سمع کو وہ قوت دی کہ پانچ سو برس کی راہ اور یہاں کی آواز دونوں یکساں ہیں بالجملہ اسے اپنا آئینہ بنانے کے لئے صیقل رحمت سے وہ جلائیں بخشیں جن سے مافوق ہرگز متصور نہیں جو کمال خزانہ قدرت میں تھا اس پر ختم کردیا یہاں تک کہ اسے اپنی کل مملکت کا دولہا بنایا اور اولین و آخرین کو اس کے تجمل واظہار شوکت کے لئے اس کا براتی ٹھہرایا اور جس طرح عالم اپنی ابتدا میں بارادۂ الٰہیہ اس کا محتاج تھا کہ وہ نہ ہوتا تو کوئی خلقت وجود نہ پاتا تو نہایت

مناسب ہوا کہ بقا میں بھی اسی کا دست نگر رہے لہٰذا کنجیاں کاروبار عالم کی اس کے ہاتھ میں رکھیں اور اپنی خلافت تامہ ونیابت مطلقہ کی تصرف اس کا عالم علوی وسفلی میں جاری کیا نظم و نسق جہان اس کی رائے پر چھوڑ دیا قوت کن فکان اس کے لبوں میں ودیعت رکھی جو چاہیں کریں جسے جو چاہیں دیں جس سے جو چاہیں چھین لیں آسمان وزمین تابع فرمان فرش تا عرش زیر نگیں تمام ذرات کون ومکان میں حکم جاری مخلوق میں نہ ان کے سوا کوئی حاکم نہ وہ کسی کے محکوم قضائے الٰہی ان کی رضا جو اور تقدیر ازلی حکم سے ہم پہلو جو یہ چاہتے ہیں خدا وہ چاہتا ہے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے اور پر ظاہر کہ نائب سلطانی جو تقسیم خزائن و تدبیر ومہمات پر بادشاہ کی طرف سے مقرر ہو گدایان بینوا اگر اسے نائب وماذون سمجھ کر اس کے حضور دست تمنا دراز کریں تو انہوں نے اس نائب کو بادشاہ کا ہمسر نہ سمجھا بلکہ درحقیقت بادشاہ ہی کے سامنے ہاتھ پھیلایا اور اس کی مرضی کے مطابق کام کیا کہا گروہ رعایا کو اس کا دست نگر کرنا نہ چاہتا اسے نائب وماذون نہ بناتا ہاں اے زائر تو سمجھا کہ وہ ذات پاک مشرف بہ لولاک جس کے ادنی وصف میں یہ کلام جاری ہوا تھا کون ہے ہاں وہ یہی بادشاہ عرش پائگاہ میں جن کا نام نامی ابوالقاسم محمد مصطفیٰ ﷺ ہے جن کے دربار دُرربار میں تو جس وقت باریاب ہے جن کے حضور تو دست بستہ سر افگندہ حاضر ہے جن کے دریائے فیض سے کوئی پیاسا نہیں جاتا جن کے بحر جود کا کنارہ نظر نہیں آتا جنھیں دو جہان کی بیکس پناہی ہے جن کا حکم احکم ماہ تا بماہی ہے جو ایک نظر لطف میں شاہی کونین عطا فرمائیں ادنیٰ نگاہ کرم سے زمین کو آسمان بنادیں تو مریض جاں بلب وہ جان مسیحا تو فقیر بینوا وہ کان جودو عطا مانگنے والا چاہیئے پھر بخدا یہ نہیں کہنا نہیں جانتے ہاں اعتقاد وایمان امور مذکورہ پر درست کر اور ان کا دامن رحمت دست الحاح سے تھام اور باآواز نرم وحزیں عرض کر:

اسئلك الشفاعة يا رسول الله اسئلك الشفاعة يا رسول الله اسئلك الشفاعة يا رسول الله صلى الله عليك وسلم۔

يا صاحب البقرالكريم الاطيب يا منتهىٰ املى دغاية مطلبى

يا من به فى النائبات توسلى واليه من كل الحوادث مهزلى

يا من يرجيه لكشف عظيمة ولحل عقد ملتو متصعب
يا من يجود على الوجود با نعم خضر تعم عموم صوب الصيب
يا غوث من فى الخافقين و غيثهم وربيعهم فى كل عام مجدب
يا رحمة الدنيا و عصمته اهلها وامان كل مشرق و مغرب
يا من يوئل منه كل كرامة ونلوذ فى حرم الجناب الاغلب
يا من تناديه فيسمعنا علىٰ بعد المسافته سمع اقرب اقرب
يا من هوالبر التقى المنتقىٰ سرالسرارة طيب من طيب
يا سيدى انى رجو تك ناصراً من جو ر نفس ضل منها مهربى
فاقل عثار عبيدك الداعى الذى يرجوك اذ را جيك غير مخيب
واكتب له ولوالديه براء ة من حر نار جهنم المتلهب
واقمع بحولك باغضيه وكل من يوذبه من متمرد متعصب
واشفع له ولمن يليه وقم بهم فى كل حال يا شفيع المذنب
وعليك صلى ذوالجلال اتم ما صلے وسلم يا رفيع المنصب
وعلىٰ صحابتك الكرام وآلك آل اعلام اهل الفضل كل مهذب
رسول الله ضاق بى الفضاء وجل الخطب وانقطع الاخاء
رسول الله فضلك ليس يحصى وليس لقدرك السامى انتهاء
مقامك تقصر الاملاك عنه وفضلك لم تنله الانبيا
وكم لك فى العلى من معجزات وايات بها سبق القضاء
اذا نسبوا المكارم والمعالى فانت لها تمام و ابتدأ
اذا الفخر انتهى شرفا فحاشى وكلا ما بفخرك انتهاء
ومن يحصى مكارمك اللوانى لهافى كل مرتبة سناء
اجب يا نور طيبته صوت عبد اسير الذنب فيه لك ابولاء
تداركنى بجاهك من ذنوبى واوزار يضيق بها الفضاء

وکن لی ملجاء فی کل حال فلیس الیٰ سواك لی النجاء
فان اکر متنا دنیا و اخری فلیس البحر تنقصه الدلاء
بکاء الغریب لفقد الدار والجار ان الغریب غزیر ومعه الجاری
یا منقذ الخلق من نار الحجیم وهم علی شفا جرف هار بمنهار
یا عدتی یا رجائی فی النوایب یا عزی وکنزی ویسری لعد اعساری
ارجو بفضلك فی الدارین مرحمة وفی الاقامة بین الداروالدار
یا اکرم الخلق مالی من الوذبه سواك عند حلول الحادث العمم
ولن یضیق رسول الله جا هك بی اذا الکریم تجلی باسم منتقم
فان من جو دك الدنیا وضرتها ومن علومك علم اللوح والقلم
ومن تکن برسول الله نصرته ان تلقه الاسد فی اجامها تجم
یا خیر من دفنت فی الترب اعظمه تطاب من طیبهن القاع والا کم
نفسی الفداء لقبرانت ساکنه فیه العفاف وفیه الجود و الکرم
الیك رسول الله اشکو فوائبا من الدهر لا یقوی لها التحمل
دانی لا رجو انها بك تبخلی فانك لے جاه وحصن و معقل
نبی الهدی ضاقت بی الحال فی الورے وانی لما املت فیك جدیر
فسل خالقی تفریج کر بے فانه علیٰ کشفه .دون الانام قدیر
ایدرکنی هم دانت ظهیری اظلم فی الدنیا وانت نصیری
فعار علی حامی الحمی وهو قادر اذا ضاع فی البید اعقال بعیر

ابیات

یا رسول اللہ بدرگاہت پناہ آوردہ ام ہیچو کا ہے عاجزم کوہ گناہ آوردہ ام
یا شفیع المذنبین بار گناہ آوردہ ام بر ورت ایں بار با پشت دوتاہ آوردہ ام
دیو رہزن در کمیں نفس و ہوا اعدائے دیں زیں ہمہ در سایۂ لطفت پناہ آوردہ ام

آں نمی گویم کہ بودم سالہائے در کوے تو ۔۔۔ ہستم آں گمرہ کہ اکنوں برو براہ آوردہ ام
گرچہ روئے معذرت نگذاشت گستاخی مرا ۔۔۔ کردہ گستاخی زبان عذرخواہ آوردہ ام
چشم رحمت بر کشا موئے سفید من نگر ۔۔۔ گرچہ از شرمندگی روئے سیاہ آوردہ ام
غیر تو ملجا و ماوا نیست کس در دو جہاں ۔۔۔ لطف کن یا سیدی حال تباہ آوردہ ام
دولتم ایں بس کہ بعد از مدت دور و دراز ۔۔۔ بر حریم آستانت، می نہم روئے نیاز
یا رسول اللہ نمی گویم کہ مہمان تو ام ۔۔۔ یا فقیر ریزہ خوار طعمۂ خوان تو ام
برلب افتادہ زباں گرگیں سگے ام تشنہ لب ۔۔۔ آرزو مند نمے از بحراحسان تو ام
مسند عزت نہم برصدر ایوان قبول ۔۔۔ گر نیاید سنگ روا زدست زبان توام
دفترے دارم سیاہ از معصیت بیچارہ من ۔۔۔ گرشفاعت نامۂ ناید زدیوان توام

ابیات

یا نبی اللہ السلام علیک ۔۔۔ انما الفوز والفلاح لدیک
بسلام آمدم جو ابم دہ ۔۔۔ مرہمے بر دلم خرابم نہ
بس بود جاہ و احترام مرا ۔۔۔ یک علیک از توصد سلام مرا
خواہم از شوق دست بوس تو مرد ۔۔۔ دست بیرون کن از یمانی برد
مہر روئے تو ہوش برداز من ۔۔۔ بنمار دے خود زبرد یمن
چوں توئی دیدہ درباغ بلاغ ۔۔۔ ہمچو نرگس ز سرمۂ ما زاغ
سویم افگن زمرحمت نظری ۔۔۔ باز کن بررخم ز لطف دری
مہر بکشا ز حقۂ یا قوت ۔۔۔ روح را کام بخش و دل راقوت
زاری من شنو تکلم کن ۔۔۔ گریۂ من نگر تبسم کن
تلخ شد کام من زبخت نژند ۔۔۔ ساز شیریں زلعل شکر خند
لب بجنباں پے شفاعت من ۔۔۔ منگر در گناہ طاعت من
گرزفتم طریق سنت تو ۔۔۔ ہستم از عاصیان امت تو

ماندہ ام زیر بار عصیاں پست افتم از پا گرم نگیری دست
رحم کن برمن و فقیری من دست وہ بہر دست گیری من
خود بدست تو کے رسدد ستم لیقدر بس کہ در رہت پستم
پست بودن براہ تو خوشتر کز بلندی بعرش سودن سر

رباعی

می آیم و می آورم از بار گہے پیغام حرم بحترم بادشہے
مضمون رسالت آں کہ برما وشماست عفو گنہے شفاعت روسہے
آفتاب اندر بدخشاں لعل ساز دسنگ را غیر خاموشی چہ گوید لعل شکر آفتاب

عزیزالحذر الحذر ہرگز یہ خطرہ دل میں نہ لانا کہ میری بات یہاں کیا سنی جائے گی یا میں کس قابل ہوں کہ جو ایسی بارگاہ میں عرض حال کروں وائے نادانی اگر ایسا خیال کیا تو تیرا حال کس قدر مشابہ ہے اس مریض نادان سے جو طبیب کے یہاں جائے اور مایوسی ظاہر کرے کہ میں تو بیمار ہوں طبیب میرے حال پر کیا التفات کرے گا اے بے خبر وطبیب تو اسی لئے ہے کہ بیماروں کی دلجوئی و چارہ سازی کرے پھر یہ بیجا ہر اس اور بعلت علالت اس کی توجہ وعنایت سے یاس محرومی وبدبختی نہیں تو کیا ہے عیاذاباللہ منہ ۔

عصیت فقالوا کیف تلقی محمدا ووجھك اثواب المعاصی مبرقع
عسی اللہ من اجل الحبیب و قربہ یدارکنی بالعفو والعفو وسع

جان برادر یہ بارگاہ اس بادشاہ رافت پناہ کی ہے جسے اس کے پروردگار و مولیٰ جل جلالہ نے خطاب رحمۃ للعلمین دیا اور تاج شفاعت مذنبین اس کے سرانور پر رکھا واجبا دعا یہاں مقبول نہ ہوئی تو کہاں ہوگی اور گناہ یہاں عفو نہ ہوئے تو کہاں بخشے جائیں گے مگر ہاں سررشتہ ادب ہاتھ سے نہ دینا ضرور ہے عرض مطلب میں کلمات استعطاف جو موجب جوش رحمت ہوں مناسب تر لیکن کوئی ایسا لفظ نہ ہو جس سے ناز و دلال ٹپکے یا اپنے مقرب بارگہ ہونے پر دلالت کرے کہ یہ سوء ادب ہے پھر اگر کسی نے سلام عرض کی وصیت کر دی

تھی بجالائے کہ بعد قبول خلف وعد ہے پھر ایک گز شرعی اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی جانب ہٹ کر مقابل چہرہ انور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کھڑا ہو کر عرض کرے:

السلام عليك ياخليفة رسول الله السلام عليك يا صفى رسول الله السلام عليك ياصاحب رسول الله السلام عليك يا وزير رسول الله السلام عليك يا ثانى رسول الله فى الغار ورفيقه فى الاسفار وامينه على الاسرار وبخيه بالليل والنهار وجاعل نفسه جنة له من الاشرار السلام عليك يا علم المهاجرين والا نصار السلام عليك يا عتيق الله من النارالسلام عليك يا افضل الصحابة الاخيار السلام عليك يا ابا بكر الصديق الصفى المختار السلام عليك ورحمة الله وبر كاته جزاك الله عن رسوله وعن الاسلام واهله خير الجزأ ورضى الله عنك احسن الرضاء۔

پھر اسی قدر ہٹ کر روبروئے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ قیام کر کے کہے:

السلام عليك يا امير المومنين عمر الفاروق السلام عليك يا متمم الاربعين السلام عليك يا من استجاب الله فيه دعوة خاتم النبيين السلام عليك يا من ظهر الله به الدين السلام عليك يا من اعز الله به الاسلام والمسلمين السلام عليك يا سيف الله المسلول على الكفار والمنفقين السلام عليك يا من هر بت من ظله الشياطين السلام عليك يا من نطق بالصواب ووافق قوله محكم الكتاب السلام عليك يا من عاش حميد او خرج من الدنيا شهيدا جزاك الله عن نبيه و خليفة وامته خيراً السلام عليك ورحمة الله وبر كاته۔

پھر قدرے نصف گز شرعی کے لوٹ آئے اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑا ہو کر عرض کرے:

السلام علیکما یا صاحبی رسول اللہ السلام علیکما یا خلیفتی رسول اللہ السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ السلام علیکما یا ضجیعے رسول اللہ السلام علیکما یا معینی رسول اللہ فی الدین والقائمین بسنتہ فی امتہ حتی اتکما الیقین فجزا کما اللہ عن ذالك مرافقتہ فی جنتہ وایانا معکما برحمتہ انہ ارحم الرحمین۔

اے دین کے سردارو اور اے خدا کے پیارے کے پیارو اللہ تمھیں اسلام و اہل اسلام کی طرف سے نیک بدلہ دے ہم تمہارے سردار و مولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اور تم دونوں سروران اکرم و خلفائے اعظم کی زیارت کو حاضر ہوئے تمہیں رسول اللہ ﷺ کی جناب میں اپنا وسیلہ کرتے ہیں تم ان کے حضور ہماری شفاعت کرو کہ وہ خدا کے حضور ہماری شفاعت فرمائیں تاکہ اللہ ہمارے گناہ معاف فرمائے اور ہماری سعی قبول فرمائے اور ہمیں سچے دین پر قائم رکھے اور اسی پر دنیا سے اٹھائے اور اپنے نبی کے گروہ میں ہمارا حشر کرے انہ کریم روف رحیم آمین پھر مواجہہ صاحب رسالت علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ میں حاضر ہو اور اللہ جل جلالہ کی حمد ثنا بجالائے اور حضور پر درود بھیجے اور دست بر داشتہ جو چاہے اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اہل اقارب و کافۂ مؤمنین کے لئے مانگے اور صلاۃ و سلام بدستور سابق عرض کرکے کہے: الٰہی اپنے اس پیارے نبی کو بہتر اس کا دے جو انہوں نے اپنے لئے مانگا اور بہتر اس کا جو کسی نے ان کے لئے مانگا اور بہتر اس کا جس تک کسی مانگنے والے کا خیال نہ پہنچا اور بہتر اس کا جو تو نے ہر چشم و گوش و خطرہ سے مخفی رکھا الٰہی انھیں ان کی امت میں وہ شفاعت کرامت کر جس پر سب اولین و آخرین رشک لے جائیں الٰہی انھیں ان کے اہلبیت و امت میں وہ عطا کر جس سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں الٰہی ان کی آل و امت کو دنیا و آخرت میں وہ رفیع مرتبے بخش جو کسی نبی کی آل و امت کو نہ دیئے ہوں الٰہی تو نے فرمایا تو ہم نے سنا اور تو نے بتایا تو ہم نے جانا اور تو نے اپنے اس نبی پر اپنی سچی کتاب

اتاری اور اس میں فرمایا:

ولو انھم اذ ظلموا انفسھم۔ الآیہ

سوائے رب ہمارے اور اے رب محمد و آل محمد ﷺ کے، اے ارحم الراحمین اے ذوالجلال والاکرام! ہم نے تیری نافرمانیوں سے اپنی جانوں پر ظلم کیا اب تیرے نبی کے دربار میں حاضر ہوئے تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں۔ اے خدا کے پیارے رسول صلوات اللہ وسلامہ علیک صدقہ اپنی آل اطہر کا اور صدقہ اپنے اصحاب مطہر کا یارسول اللہ صدقہ صدیق کی سپید داڑھی کا صدقہ فاروق کی چمکتی تلوار کا صدقہ عثمان کی نیچی نگاہ کا صدقہ علی کی قوت بازو کا صدقہ اپنے جگر پارہ بتول زہرا کی چادر عفت کا صدقہ حسن کی سیادت کا صدقہ حسین کے کفن خون آلود کا صدقہ اپنے بیٹے عبدالقادر جیلانی کا کہ ہماری مشکلیں لوجہ اللہ حل فرمائیے بارگاہ الٰہی میں ہمارے لئے استغفار کیجئے کہ ہم وعدۂ الٰہیہ کی امید رکھتے ہیں اے رب ہمارے ہمیں آستانہ حبیب سے محروم نہ پھیر الٰہی یہ تیرا حبیب ہے اور ہم تیرے بندے اور شیطان تیرا دشمن اے آسمان و زمین کے بادشاہ اے وسیع رحمت والے اے سریع مغفرت والے اگر تو ہمیں بخش دے گا اور یہ تیرے کرم سے کچھ دور نہیں تو تیرا محبوب خوش ہوگا اور تیرے بندے نجات پائیں گے اور تیرا دشمن غمگین ہوگا اور اگر اے رب ہمارے تیری پناہ دوسری صورت ہوئی تو تیرا حبیب محزون ہوگا اور تیرے ضعیف وناتوان بندے ہلاک ہوجائیں گے اور تیرا ملعون دشمن خوش ہوگا اے مولیٰ ہمارے اے وہ جس کے در کے سوا ہمارا کہیں ٹھکانہ نہیں تیرا کرم اس سے ارفع واعلیٰ ہے کہ تو اپنے پیارے کو غمناک اور بندوں کو ہلاک اور دشمن کو خوش کرے، الٰہی عرب کرام کی عادت سنی جب ان میں کوئی سردار مرتا اس کی قبر پر بردے آزاد کرتے الٰہی یہ تیرا محبوب تمام عالم کا سردار ہے ہمیں اس کریم کی قبر کریم پر آزاد فرما الٰہی ہم تجھے اور تیرے رسول اور تیرے بندوں صدیق وفاروق اور ان ملائکہ کرام کو جو تیرے نبی کے روضہ منورہ کے گرد خدمت کے لئے اترتے ہیں گواہ کرتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں تو یکتا ہے تیرا کوئی شریک نہیں اور یہ محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور گواہی

دیتے ہیں کہ جو کچھ یہ تیرے پاس سے لائے سب حق ہے الٰہی ہم اپنے گناہوں اور تیری نعمتوں کا اقرار رکھتے ہیں ہمیں اپنی رحمت سے بخش دے اور ہم پر وہ احسان کر جو اپنے مقبول بندوں پر کئے کہ تو ہی ہے بڑا احسان والا اور تو ہی ہے غفور رحیم۔

ربنا اتنا فی الدنیا حسنة وفی الاخرة حسنة وقنا عذاب النارo سبحن ربك رب العزة عما يصفونo وسلم علی المرسلينo والحمد لله رب العلمينo

پھر منبر اطہر کے قریب آئے اور دعا کرے پھر روضۂ مطہرہ میں یعنی جو جگہ مابین منبر انور و حجرہ منورہ کے ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا آکر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کرے۔ الٰہی تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ کو ریاض جنت سے فرمایا اور تیری عادت کریمہ ہے کہ جسے جنت میں داخل کیا اسے پھر دوزخ نہیں بھیجتا اے رب میرے اب اپنے فضل و کرم سے آتش دوزخ پر مجھے حرام کر دے آمین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

وصل بعض مسائل نافعہ وبغایت مفیدہ میں۔

مسئلہ: اس سواد جنت آباد کی مدت اقامت نہایت غنیمت جانے اور جہد کرے کہ کوئی نفس بیکار نہ جائے کیا معلوم پھر یہ دولت کب نصیب ہو مسجد انور سے سوا ضروریات کے کسی وقت باہر نہ جائے ہمیشہ باطہارت حاضر رہے مگر حاشا کہ وہاں دنیوی باتوں یا عبث کاموں میں اوقات ضائع کرے کہ یہ امور ہر مسجد میں ناپسند ہیں چہ جائیکہ کس کی مسجد اور کس کے پیش نگاہ تمام اوقات درود و نماز و قرآن و ذکر و دعا میں صرف کرے جلوس مسجد میں نیت اعتکاف رکھے اگرچہ روزہ نہ ہو اور جو روزہ نصیب ہو خصوصاً ایام گرم میں تو کیا کہنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو مدینہ کی تکلیف و مشقت پر صبر کرے میں اس کا شفیع و گواہ ہوں۔

مسئلہ: ہر عمل صالح یہاں کا پچاس ہزار تک مضاعف ہوتا ہے لہٰذا شب بیداری وغیرہ حسنات ترک نہ کرے کھانے پینے کی تقلیل ہم مبحث وقوف میں بیان کر آئے قرآن محض نور ہے خصوصاً صاحب قرآن کے حضور اور نہ ہو تو ایک ایک ختم تو یہاں اور حطیم میں کر لے۔

مسئلہ: نظر حجرہ منورہ وقبۂ معطرہ کی طرف عبادت ہے جیسے کعبہ کی طرف لہٰذا اس کی تکثیر

کرے اور جالب برکات و ماحی سیئات ہے مگر خشوع و خضوع و ادب و وقار کے ساتھ۔

مسئلہ: ہمارے نزدیک تکثیر زیارت خصوصاً آفاقی کے لئے مستحب ہے پنجگانہ نماز کے بعد حضور میں حاضر ہوکر بطریق مذکور عرض صلاۃ وسلام کیا کرے کہ تکثیر خیر خیر کثیر ہے۔

مسئلہ: جسے وہ عبارات وادعیہ جو ہم ذکر کر آئے یاد نہ ہو سکیں چند فقرات پر اختصار کرے اور اکبر واجبات سے ہے کہ تطویل اس وقت تک روا رکھے کہ ملال نہ آجائے۔

فان اللہ لا یسام حتی تساموا۔

مسئلہ: جب محاذات قبر کریم میں گزرے اگرچہ بیرون مسجد اگرچہ بیرون مدینہ جہاں سے قبۂ کریمہ نظر آئے بے وقوف کئے اور صلاۃ وسلام بھیجے ہرگز نہ گزرے کہ خلاف ادب ہے حضرت ابو حازم فرماتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے بیان کیا میں نے سید المرسلین ﷺ کو خواب میں دیکھا ارشاد فرماتے ہیں ابو حازم سے کہہ تو ہی ہے وہ جو میرے حضور گزرتا ہے مجھ سے اعراض کئے ہوئے اور کھڑے ہوکر مجھ پر سلام نہیں عرض کرتا اس روز سے ابو حازم نے کبھی ایسا نہ کیا۔

مسئلہ: ترک جماعت تو ہر جگہ مذموم ہے مگر یہاں سخت محرومی عیاذاً باللہ منہ طبرانی کی حدیث میں وارد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں جس سے چالیس نمازیں با جماعت میری مسجد میں فوت نہ ہوں اس کے لئے آزادی لکھی جائے دوزخ سے اور آزادی لکھی جائے نفاق سے اور آزادی لکھی جائے عذاب سے۔

مسئلہ: وقت زیارت دیوار حجرہ مطہرہ کو مس نہ کرے اس سے نہ چمٹے گرد روضۂ انور طواف نہ کرے زمین نہ چومے پیٹھ مثل رکوع نہ جھکائے تعظیم رسول اللہ ﷺ کی ان کی اطاعت میں ہے اور وہ جو بعض جہال سے صادر ہوتا ہے کہ حضور کو سجدہ کرنے لگتے ہیں حرام قطعی و باعث ناراضی جناب مسجود لہ ہے اور بنظر عبادت ہو تو کفر و شرک۔

مسئلہ: قبر اطہر و اعطر کو ہرگز پیٹھ نہ کرے نماز میں نہ غیر نماز میں کہ خلاف ادب ہے بلکہ نماز اطراف ثلثہ باقیہ میں پڑھے اور جانب سجدہ قبر کریم کا ہونا کچھ مضر نہیں کہ بیچ میں حائل ہے مگر نیت استقبال کعبہ کی ہو نہ توجہ قبر اقدس کی۔

مسئلہ: جو زمین بعد سید المرسلین ﷺ کے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پھر ان کے بعد امرا و سلاطین نے

زائد کی مذہب مختار پر وہ فضل تضاعف صلاۃ وحصول برکات میں مسجد قدیم سے ملحق ہے مگر افضل یہ ہے کہ حتی الامکان مسجد قدیم کی تحری کرے کہ اس کے زیادت فضل میں شبہ نہیں اور اختلاف علماء سے خروج بھی ہے۔

مسئلہ: سب ستون اس مسجد پاک کے متبرک اور سب کے پاس نماز مستحب کہ آخر نبی ﷺ کے نظر گاہ میں ہیں مگر بعض کو خصوصیت خاصہ حاصل وہاں استحباب صلاۃ تاکد پاتا ہے ان میں سے ایک ستون وہ ہے جو محراب مکرم کے دہنی طرف مصلائے نبی ﷺ کی علامت ہے ستون حنانہ اس کے آگے تھا دوسرا ستون ام المومنین عائشہ صدیقہ کہ امام اگر مصلائے شریف میں نماز پڑھے تو اس کے پیچھے کی صف میں جو ستون واقع ہوں ان میں منبر سے جانب مشرق تیسرا ستون ہے رسول اللہ ﷺ نے چند روز اس کی طرف نماز پڑھی اس کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے۔ تیسرا اسطوانہ توبہ اور وہ ستون عائشہ اور ستون ملاصق بدیوار حجرہ کے بیچ میں ہے نبی ﷺ نے اس کی طرف نماز پڑھی اور وہاں اعتکاف فرمایا چوتھا اسطوان السریر کہ جالی شریف سے ملتصق ہے اسطوانہ توبہ سے مشرق کو نبی ﷺ نے اس کے پاس اعتکاف کیا۔ پانچواں ستون علی رضی اللہ عنہ اور وہ شمال کی طرف اسطوانہ توبہ کے پیچھے ہے جناب مرتضی کرم اللہ وجہہ یہاں بیٹھتے اور نماز پڑھتے چھٹا اسطوان الوفود کہ وہ اسی جانب اسطوانہ علی کے پیچھے ہے اس میں اور اسطوانہ توبہ میں صرف ستون علی حائل ہے نبی ﷺ اور افاضل صحابہ یہاں رونق افروز ہوتے۔ ساتواں اسطوان التہجد کہ بیت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیچھے ہے۔

مسئلہ واجبۃ الحفظ

لوگوں کی عادت ہے کہ حرمین مکرمین میں جو شمعیں جلائی جاتی ہیں ان کا موم چربی یا تیل یا بخور وطیب کا باقی ماندہ یا قدرے وہ گلاب جو کعبہ معظمہ کے لئے لایا جاتا ہے خدام کرام سے ہبۃً یا شراءً لے لیتے ہیں اور یہ حرام مطلق ہے اور لینے والے پر واجب کہ واپس کر دے ہاں اگر تبرک چاہے اپنے پاس سے بتی لا کر آستانہ پاک یا در کعبہ پر روشن کرے یا چراغ جلائے یا بخور سلگائے یا گلاب چھڑکے وہ واپس لے جائے اور خدام کو جائز نہیں کہ لوگوں کو اس کے واپس لے جانے سے ممانعت کریں اسی طرح غلاف کعبہ کہ

خدام سے خریدتے ہیں۔ علماء فرماتے ہیں صرف اس صورت میں جائز ہے کہ بعد کہنگی سلطان اسے فقرا پر تقسیم کردے خدام ہوں یا غیر ان کے پھر لوگ ان سے خرید لیں اور ہنوز پرانا نہ ہوا یا جنہیں دیا گیا اغنیا ہیں یا بے حکم سلطان لوگوں نے خود بانٹ لیا ہے تو ہر گز جائز نہیں کہ وہ لوگ اگرچہ نبی شبیہ ہوں اس کے مالک نہیں بلکہ اگر واقف غلاف غیر سلطان ہے تو حکم سلطان نصرہ اللہ بھی معتبر نہیں مثل سائر اوقاف شرط واقف کا اعتبار ہوگا ہکذا ذکروا فقیر کہتا ہے غفر اللہ لہ قاعدہ شرعیہ ہے کہ معروف مثل مشروط ہے تو عجب کیا کہ سوا کہنگی و فقر بائع کے اور شرط نہ ہو فافہم واللہ اعلم۔

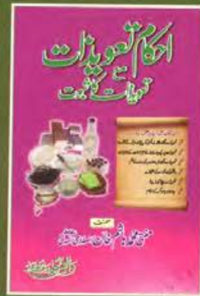
مسئلہ: حسب احسان علماء زیارت اہل بقیع و شہدائے احد و مسجد قبا و دیگر مساجد منسوبہ بہ حضور اصطفا صلوات اللہ وسلامہ علیہ کا اگر قصد ہو تو تفصیل ان کے مواقع اور ایام زیارت وادعیہ وغیرہا کی کتب مطولہ سے دریافت کرے کہ وہاں بھی در حقیقت پرتو اسی آفتاب عالم تاب کا ہے ﷺ ورنہ حجرہ مطہرہ کے حضور حاضر رہنے کے برابر کیا دولت ہے علامہ ابن الحاج مدخل میں نقل کرتے ہیں جب عارف باللہ سیدنا ابن ابی جمرہ قدس اللہ سرہ العزیز مسجد اقدس میں حاضر ہوئے۔ سوا قعدۂ نماز کے ایک آن نہ بیٹھے، اول حضور سے آخر روز رخصت تک رسول اللہ ﷺ کے حضور کھڑے رہے دل میں خیال گزرا بقیع رفیع کی زیارت کو چلئے پھر کہا کہاں جاؤں۔ یہ اللہ کا دروازہ ہے سائلوں اور گداؤں اور شکستہ دلوں کے لئے کھلا ہوا آخر نہ گئے اور اسی خاک آستان سے دیدۂ ایمان کو منور کرتے رہے:

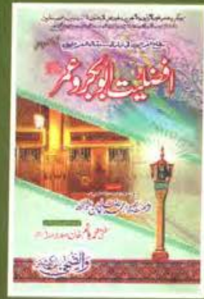
اللھم ارزقنا امین۔

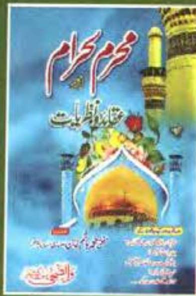
اب نہ باقی رہا مگر بیان وداع یہ وہ روز مصیبت نہیں جس کو بیان کرتے کلیجہ منہ کو نہ آئے اور اس سے کیا پوچھتا ہے جس کے دل پر ابھی تازہ زخم ہے آؤ ہم تم مل کر دعا کریں کہ اللہ پھر وہ دن دکھائے کہ وہ آستاں ہو اور یہ سر شوریدہ یارب توفیق ادب و عشق کامل عطا فرما آمین۔

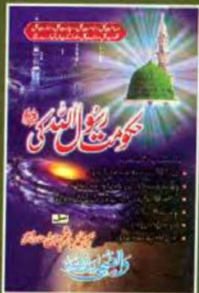
دلے از سنگ بباید بسر راہ وداع — کہ تحمل کند آں لحظہ کہ محمل برود
قلم بشکن سیاہی ریز کاغذ سوز دم درکش — حسن ایں قصۂ عشق ست در دفتر نمی گنجد

تمت









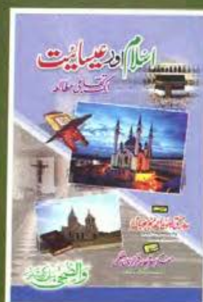


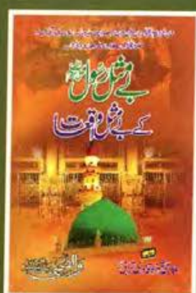


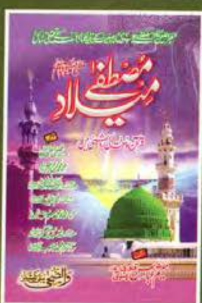


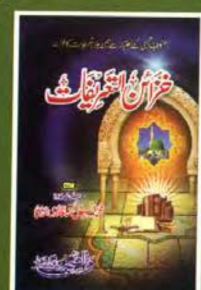


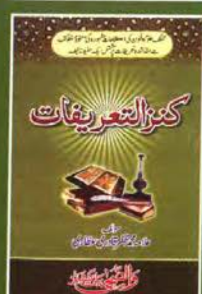


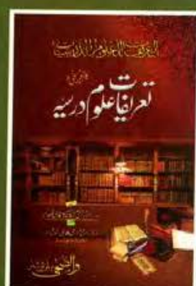














والضحیٰ پبلی کیشنز
داتا دربار مارکیٹ لاہور پاکستان
0300-7259263,0315-4959263